تالیف

قاری محمد الدین نعیمی

مرتب

صاحبزادہ محمد الدین نعیمی

جیلانی بکڈپو

۱۲۲۹، چوڑی والان
جامع مسجد دہلی

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
فیضان غوث اعظم لائبریری
یاغوث
المدد
محمد عباس قادری
ایڈمن +91 76 86 902408
آپ حضرات سے دعاؤں کی
درخواست ہے مجھ غریب
کو دعاؤں میں یاد رکھنا
محمد عباس قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مخزنِ خطابت
تالیف
قاری محمد الدین نعیمی
مرتب
صاحبزادہ محمد الدین نعیمی
باہتمام
حافظ محمد مشکور احمد اشرفی
جیلانی بک ڈپو
1229/ چوڑی والان
جامع مسجد دہلی 6.

MAKHZAN-E-KHITABAT

Author
QARI MUHAMMED UDDIEN NAIMI

NEW EDITION -2017
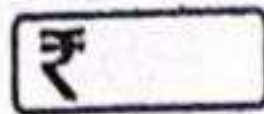
Published by..

1229, Choori Walan Jama Masjid Delhi-6
Contacts- 011-23256577,9350046577,9212346577
E-mail, jilani.book.depot@gmail.com
jilanigraphic@gmail.com

فہرست مضامین

اگر اس کتاب میں کوئی اردو یا عربی میں غلطی نظر آئے
تو خود بھی درست کرلیں اور ادارہ کو بھی مطلع فرمائیں

شکریہ

توحید

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

تو ہی بے کسوں کا ہے آسرا تیری شان جل جلا لہ

تو ہی ہر بشر کا ہے مدعا تیری شان جل جلا لہ

ہے عیاں بھی تو ہے نہاں بھی تو ہے یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو

کہ ہے تو ہی تو نہیں مثل تیرا تیری شان جل جلا لہ

تو ہی رب ہے تو ہی کریم ہے تو قدیر ہے تو رحیم ہے

تیری حمد ہو سکے کیا بیاں کہ ہے تو ہی خالق ایں و آں

تیرے ہاتھ میں ہے فنا و بقا تیری شان جل جلا لہ

تری کنہ کوئی نہ پا سکا ہوا پست عقل کا حوصلہ

کہ ہے عقل کی یہاں بات کیا تیری شان جل جلا لہ

قابل احترام بزرگو دوستو عزیز و ساتھیو! ہمارا عقیدہ ہے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک' اللہ رب العالمین جل وعلاء ہے۔ وہ احد ہے صمد وحدہٗ لاشریک ہے

۔۔۔اس کی ذات وصفات میں اس کا کوئی ہمسر، ہم پلہ۔۔۔۔ برابر کا نہیں ہے۔ نہ ہی اس کا کوئی مثل ہے نہ مثال ہے۔۔۔۔ وہ ازلی ہے۔۔۔۔ وہ ابدی ہے۔۔۔۔ حی وقیوم ہے۔۔۔۔ یہ عقیدہ ہر مسلمان و مومن کا ہے۔

سامعین محترم! اگر آپ دنیا کے دوسرے مذاہب کے عقائد کا مطالعہ کریں تو آپ ان کے عقائد ونظریات کو پڑھ اور دیکھ کر حیرت زدہ ہو جائیں گے۔

عقائد و نظریات

دنیا میں بسنے والا انسانوں کا ایک گروہ ایسا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہستی کا ہی منکر ہے۔ اور اس کا کہنا ہے کہ یہ دنیا اور یہ تمام عالم موجودات یوں ہی اتفاقاً ایک حادثہ کی پیداوار ہے۔ اس کا بنانے والا کوئی نہیں۔ اس میں حکمت، علم اور قدرت کا کوئی دخل نہیں۔ یہ نیلگوں آسمان کے بے پایہ چھت جس میں کسی سہارے وستون کا وجود تک نہیں۔۔۔ یہ حدنظر فرش زمین۔۔۔ یہ بلند و بالا آسمان سے باتیں کرتے ہوئے پہاڑ۔۔۔ یہ لہلہاتی کھیتیاں۔۔۔ یہ رنگ برنگے پھولوں اور پھلوں سے مہکتے ہوئے باغات۔۔۔ یہ برگ وثمر۔۔۔ شمس وقمر۔۔۔ بحروبر۔۔۔ آفتاب ومہتاب۔۔۔ یہ ستاروں کی جھل مل۔۔۔ یہ کہکشاں کی قطار۔۔۔ یہ لیل ونہار نباتات، جمادات وحیوانات۔۔۔ جن وانس۔۔۔ یہ چمن ہستی کی بہار۔۔۔ یہ سج دھج جس میں ایک اصول اور قاعدہ۔۔۔ جو اپنے قواعد وضوابط سے اپنے اپنے دائرہ میں نہ جانے کب سے سفر کر رہی ہیں اور نہ جانے کب تک یہ عمل جاری رہے گا۔ جس نظارہ میں اتنی باقاعدگی اور اتنا نظم وضبط ہو وہ حادثاتی کیسے کہلا سکتا ہے۔ حادثہ تو خود ایک انقلاب ہوتا ہے جو اپنے عالم وجود کو درہم برہم اور چلنے والے نظام کو تباہ وبرباد کر کے

رکھ دیتا ہے۔۔۔ جبکہ کائنات کے کسی بھی شعبے میں بال کے ہزارویں حصے کے برابر بے ضابطگی اور بے اصولی نظر نہیں آتی۔ تو اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایسا کہنے والا گروہ خود عقل وفہم کے کس درجے میں فٹ ہوتا ہے۔ کہ یہ چمن ہستی کی بہار۔۔۔ یہ سج دھج خود بخود وجود میں آ گئی اور اس کا بنانے والا کوئی نہیں۔۔۔ (معاذ اللہ)

اور ایک انسانوں کا گروہ ایسا ہے جو خدا کے ہونے کا تو قائل ہیں۔۔۔ مگر ان کے عقیدہ کے مطابق خداؤں کی تعداد بے حساب ہے۔۔۔ ان کے نزدیک ہر چیز کا الگ الگ خدا ہے۔۔۔ آسمان کو بنانے والا خدا اور ہے۔۔۔ زمین کو پیدا کرنے والا اور۔۔۔ بارش برسانے والا اور۔۔۔ اولاد دینے والا اور۔۔۔ غرضیکہ ہر شعبہ زندگی کا ایک الگ خدا ہے۔ (معاذ اللہ)

کچھ لوگوں نے سونا، چاندی۔۔۔ لکڑ پتھر کے بے جان مورتوں کو اپنا خدا جانتے ہیں اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔۔۔ ان سے امیدیں وابستہ رکھتے ہیں۔۔۔ بعض لوگ سورج'' ستارہ پرستی میں مبتلا ہیں۔۔۔ کوئی آگ کی پوجا کرتا ہے تو گائے کو اپنا خدا مانتا ہے۔۔۔ کوئی سانپ بچھوؤں اور درختوں کو اپنا رب مان رہے ہیں

کچھ لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اولاد ہے (معاذ اللہ) قرآن نے ان کے عقیدہ بد کو اس طرح بیان کیا ہے:۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ (پ ۱۷ ع ۲)

''اور انہوں نے کہا! اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں) کو اولاد بنایا۔ مگر وہ (اللہ تعالیٰ) اس سے پاک ہے وہ (فرشتے) اسکے بندے عزت والے ہیں''

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِہٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ (پ۲۵ ع ۷)	"اور انہوں نے ٹھہرائی ہے حق تعالیٰ کے لیے اولاد اس کے بندوں میں سے تحقیق انسان صریح ناشکر گزار ہے"
وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ (پ۲۵ ع ۸)	"اور انہوں نے رحمٰن کے لیے فرشتوں کو عورت قرار دیا جو اس کے بندے ہیں۔ کہا وہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے"
اَمِ اتَّخَذُوْا مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ (پ۲۵ ع ۸)	"کیا اللہ نے اپنی مخلوق بیٹیاں پسند کیں اور تمہارے لیے بیٹوں کو خاص کیا"
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ (پ۷ ع ۱۸)	"اور انہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جبکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور انہوں نے بغیر کسی ثبوت کے لیے بیٹے اور بیٹیاں قرار دیں وہ پاک ہے اور برتر ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کہتے ہیں"

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں نے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کو صاحب اولاد کہا اور یہودیوں نے جناب عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا۔ اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ کا بیٹا کہا۔ اور بعض تو عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مانتے ہیں۔ کسی نے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا غرضیکہ دنیا و جہاں کے لوگوں کے تصورات و عقائد کا

مطالعہ کیا جائے تو یہ ان گنت نظریات ہیں، جس کو ہم شمار نہیں کر سکتے۔

مبلغ اعظم

خالق کائنات نے ان خرافات کو ماننے والوں، جھوٹے خداؤں کے پجاریوں کی ہدایت اور رہبری کے لیے دعوت حق کے مبلغ اعظم توحید باری تعالیٰ کے علمبردار ہمارے آقا و مولیٰ، حضور سید المرسلین ﷺ سے فرمایا۔ ''اے محبوب ﷺ تم فاران کی چوٹی پر کھڑے ہو کر اعلان کر دو۔ " **قُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا** "

''اے لوگو! کہہ دو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تم کامیابی پاؤ گے''

آپ کا اعلان حق سن کر سینکڑوں خداؤں کے آگے سجدہ ریز ہونے والے مشرکین مکہ کے پراگندہ ذہنوں میں مختلف قسم کے سوالات، اعتراضات گردش کرنے لگے اور آپ کی دعوت حق کو سن کر کہنے لگے:۔

یَا مُحَمَّدُ اَنْسِبْ لَنَا رَبَّكَ اے محمد (ﷺ) ہمارے لیے اپنے رب کا نسب بیان کرو''

تو اس موقعہ پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ اخلاص کو نازل فرمایا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ''اے محبوب (ﷺ) فرما دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ خود جنا گیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے''

آکھ دیو سب لوکاں تائیں اکو خالق سب دا
احد صمد ذات ہے اسدی مالک بحر و بر دا

وسیلہ اعظم

اس سورت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب کریم ﷺ آپ اعلان کر دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے یہ نہیں فرمایا کہ اے میری ذات کے متعلق پوچھنے والو۔ **اَنَا اللّٰہُ اَحَدٌ** میں اللہ ایک ہوں بلکہ محبوب کریم سے فرمایا کہ آپ کہہ دو کہ وہ اللہ ایک ہے۔

قل کہہ کر اپنی بات بھی منہ سے تیرے سنی
اللہ کو ہے اتنی پسند گفتگو تیری

اے محبوب ﷺ بات میری ہو اور زبان تیری ہو میری توحید کا اعلان بھی تیری ہی زبان فیض ترجمان سے ہو۔ اور جو مجھے اللہ مانے تو تیرے وسیلہ سے مانے۔ اور جو میری بارگاہ تک پہنچنا چاہے تو تیرے وسیلہ و ذریعہ سے پہنچے۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کی ذات میں اس کی صفات میں' اس کا کوئی ہم پلہ' ہمسر و برابر کا نہیں قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے۔

لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا "اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا کوئی اور معبود ہوتے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے" (پ۱۷ ع۲)

اس آیت مقدسہ میں بڑے ہی آسان اور واضح انداز میں مسئلہ توحید کو بیان کیا گیا کہ اگر زمین و آسمان میں خداوند قدوس کے علاوہ دیگر خداؤں کا وجود ہوتا تو اس

زمین وآسمان اور کائنات کا وجود خطرے میں رہتا اور یہ دنیا تباہی وبربادی کا باعث بن جاتی۔ کیونکہ ایک خدا چاہتا میں بارش برسانا چاہتا ہوں' جبکہ دوسرا چاہتا کہ وہ دھوپ نکالنا بہتر سمجھتا ہے۔ ایک رب کسی کو صحت بخشنا چاہتا۔ جبکہ دوسرا خدا اسے مزید بیماری میں مبتلا رکھنا چاہتا۔ ایک چاہتا کہ اس وقت دن ہونا چاہیے۔ جبکہ دوسرا رات کو پسند کرتا دو خدا ہوتے تو یہ دنیا تباہ وبرباد ہو جاتی۔ اس کائنات کا سکون وعمل غارت ہو جاتا ایک عورت کے دو خاوند ہوں تو وہ گھر برباد ہو جاتا ہے ایک فوج کے دو جنرل ہوں تو وہ فوج کبھی جنگ جیت نہیں سکتی۔ ایک ہی ملک کے دو بادشاہ ہوں تو وہ ملک ویران ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کائنات عالم میں خداؤں کی بہتات ہوتی تو یہ کائنات کب کی تباہ وبرباد ہو چکی ہوتی۔

چرخہ

ایک صاحب علم نے ایک ضعیف خاتون کو چرخہ کاتنے میں مگن دیکھا تو خاتون سے فرمایا۔ بڑی بی تو نے ساری زندگی چرخہ کاتنے میں گذار دی ہے۔ کبھی تو نے اپنے خالق ومالک کی معرفت حاصل کرنے کی بھی کوشش کی؟ تو بڑی بی نے جواب دیا وہ بھی کوئی انسان ہے جو اپنے پیدا کرنے والے سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل ہو! اس عالم نے کہا! اماں جان اگر آپ کو اپنے رب کی معرفت حاصل ہے تو بتائیے آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ بڑی بی نے جواب دیا۔ یہ میرا چرخہ! اس لیے کہ جب تک اس کو کوئی چلانے والا نہ ہو تو کس طرح چلے گا۔ تو زمین وآسمان اور اس وسیع کائنات کا جو نظام چل رہا ہے تو اس سے صاف اور واضح معلوم ہو رہا ہے کہ

کوئی اتنے بڑے نظام کو چلانے والا ضرور ہے۔ دیکھو دن چڑھتا ہے پھر رات چھا جاتی ہے گرمی آتی ہے اس کے بعد سردی شروع ہو جاتی ہے اور کائنات کا پورا نظام ایک تسلسل سے جاری ہے۔ اور یہی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اتنی بڑی کائنات کے نظام کو کنٹرول کرنے والی بھی کوئی ہستی ہے جو کہ سب سے بڑی اور اعلیٰ و ارفع ہے۔
عالم دین نے کہا کہ اماں جی یہ تو معلوم ہو گیا کہ خداوند قدوس کی ذات اقدس موجود ہے جو اس نظام کو چلا رہی ہے۔ تو یہ بھی بتایئے کہ خدا کتنے ہیں؟ بڑی بی نے کہا کہ بیٹا وہ صرف ایک ہی ذات ہے۔ عالم دین اماں جی سے اس بات کی دلیل کے بارے میں پوچھا! تو بوڑھیا نے پھر دلیل کے لیے اپنے چرخے کا حوالہ دیا۔ وہ اس لیے کہ چرخہ چلانے والی ایک ہو تو چرخہ صحیح طور پر چلے گا اور اپنا پورا کام کرے گا۔ اگر اس کو چلانے والی دو ہوں تو ایک دائیں طرف گھمائے گی جبکہ دوسری بائیں طرف کو چلانے کی کوشش کرے گی۔ تو اس طرح چرخہ کام نہیں کر سکے گا اور اس طرح کام کرنے سے چرخے کو نقصان پہنچے گا اور اول مال ٹوٹ جائے گی پھر چرخہ خراب ہو جائے گا اور یہ کسی کام کا نہ رہے گا۔

اسی طرح اگر اس کائنات کو چلانے والے دو ہوتے تو یہ بھی کبھی کے تباہ و برباد ہو چکے ہوتے۔ جب یہ اتنا بڑا نظام کائنات نہ جانے کب سے درست طریقہ سے چل رہا ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ اس کو چلانے والا بھی کوئی عظیم ہے اور وہ اکیلا ہے۔

اک ہے اک دی دل وچہ سک ہے
اک کوں جیہڑا دو جانے کافر مشرک ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے محبوب اعلان کردو کہ وہ اللہ ایک ہے

پاک خداوند ملکاں والا ملکوتاں دا سائیں
قدرت اس دی لبھدی نائیں سارے عالم تائیں
نہ اس جند جر جامہ بے مانند ایکی
لم یلد ولم یولد ہے سدا او سے دی شاہی
آپے دانا آپے بینا ہر کم کر دا آپے
واحد لا شریک الٰہی صفتاں نال سہاپے

سامعین محترم! اسلام کی عمارت کی بنیاد اور اساس عقیدہ توحید پر ہے اور عقیدہ توحید کا مفصل بیان سورۂ اخلاص اسی سورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی کبریائی و یکتائی۔۔۔احدیت وصمدیت کا ذکر موجود ہے۔۔۔اس سورت کے پڑھنے اور سمجھنے سے عقیدہ کی درستگی ہوتی ہے۔۔۔دل کو سکون اور ایمان کو جلاء اور نورانیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ سورت خالق دو جہان کی حمد وثنا کا حسین گلدستہ ہے۔۔۔اس پر مومن دل وجان سے قربان ہے اور یہ سورت اہل عرفان کی ورد زبان ہے۔۔۔ اور وہ اپنے خالق ومالک کے حضور عرض کرتے ہیں۔

دم دم نال ذکر کرا مولا تیریاں شاناں دا
تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

سورۃ اخلاص وہ پر عظمت ہے کہ جس کے متعلق حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا:

فرشتوں کی پیشانی

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جب آسمانوں کی سیر کرائی گئی' میں نے دیکھا کہ عرش پر تین لاکھ ساٹھ ہزار ---ستون ہیں ایک ستون سے دوسرے ستون تک کا فاصلہ تین لاکھ برس کا ہے۔ ---ہر ستون کے نیچے بارہ ہزار میدان ہیں---مشرق سے مغرب تک---اور ہر میدان میں اسی ہزار فرشتے ہیں---جو قل ھو اللہ احد پڑھتے ہیں---تو جب پڑھنے سے فارغ ہوتے ہیں---تو عرض کرتے ہیں---

اے ہمارے پروردگار' اے ہمارے سردار ہم نے سورۃ اخلاص پڑھنے والے مردوں اور عورتوں کو یہ ثواب بخش دیا ہے۔

صحابہ کرام یہ سنکر متعجب ہوئے---تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے صحابہ تم اس بات پر تعجب کرتے ہو۔

عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ نے فرمایا: **والذی نفسی بیدہ** ---قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میں محمد (ﷺ) کی جان ہے ---**اِنَّ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مكْتُوبٌ عَلٰى جَنَاحِ جِبْرَائِيْلُ** علیہ السلام ---تحقیق قل ھو اللہ احد جبرائیل علیہ السلام کے پروں پر لکھا ہوا ہے---**اَللّٰهُ الصَّمَدُ مَكْتُوبٌ عَلٰى جَنَاحِ مِيكَائِيْلُ** علیہ السلام اللہ الصمد میکائیل کے پروں پر لکھا ہوا ہے **لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ مَكْتُوبٌ عَلٰى جَنَاحِ عِزْرَائِيْلُ** علیہ السلام ---لم یلد ولم یولد حضرت عزرائیل علیہ السلام کے پروں پر تحریر ہے---**وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ مَكْتُوبٌ عَلٰى جَنَاحِ**

اِسْرَافِیْلُ علیہ السلام اور ولم یکن لہ کفواً احد حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پروں پر تحریر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔میرا جو امتی سورۃ اخلاص پڑھے تو اسے اللہ تعالیٰ تورات، زبور، انجیل اور قرآن عظیم کی تلاوت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

(درۃ الناصحین ص۲۹۶)

چار یاروں کی پیشانی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم اس بات پر متعجب ہوتے ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ مَکْتُوْبٌ عَلٰی جَبْہَۃِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ اَللّٰہُ الصَّمَدُ مَکْتُوْبٌ عَلٰی جَبْہَۃِ عُمَرَ الْفَارُوْقِ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ مَکْتُوْبٌ عَلٰی جَبْہَۃِ عُثْمٰنَ ذِی النُّوْرَیْنِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ مَکْتُوْبٌ عَلٰی جَبْہَۃِ عَلِیِ بْنِ السَّخِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ قل ھو اللہ احد ابوبکر صدیق کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے اللہ الصمد عمر فاروق کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے لم یلد ولم یولد عثمان ذوالنورین کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے ولم یکن لہ کفواً احد علی سخی کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

(درۃ الناصحین ص۲۹۷)

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا
تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

تہائی قرآن

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ مَرَّةً فَكَأَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنَ وَمَنْ قَرَأَهَا مَرَّتَيْنِ فَكَأَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَيِ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكَأَنَّمَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ وَمَنْ قَرَأَهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ بَنَى اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ مِنْ يَاقُوْتٍ حَمْرَاءَ وَفِي الْخَبْرِ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ فِي الْفَرَائِضِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَالْوَالِدَيْهِ وَمَحٰى اِسْمُهٗ مِنْ دِيْوَانِ الْاَشْقِيَاءِ وَكُتِبَهٗ فِيْ دِيْوَانَ السُّعَدَاءِ

"جس نے ایک مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی گویا اس نے قرآن کا تہائی حصہ پڑھا اور جس نے سورت اخلاص دو مرتبہ پڑھی گویا اس نے قرآن دو تہائی پڑھا اور جس نے تین مرتبہ پڑھی گویا اس نے مکمل قرآن کریم پڑھا اور جس نے سورت اخلاص کو دس مرتبہ پڑھا تو اس کے لیے جنت میں سرخ یاقوت سے محل بنائے گا اور روایت ہے جو سورۃ اخلاص فرض نمازوں میں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے والدین کی بخشش فرمائے گا اور اس کا نام اشقیاء کے دفتر سے مٹا دے گا۔ اور اسے نیک بخت لوگوں کے دفتر میں لکھ دے گا"۔

(درالناصحین ص۲۹۴)

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

جنت کا مقام

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے مرض موت میں سورت اخلاص پڑھی تو وہ قبر میں نہیں جلے گا اور قبر اسے نہیں دبائے گی اس کو فرشتے اپنے پروں پر اٹھائیں گے حتی کہ پل صراط سے گزار کر جنت میں پہنچا دیں گے شرط یہ ہے کہ بسم اللہ بھی پڑھتا ہو اس کے ساتھ۔

(درۃ الناصحین ۲۹۷)

سو شہید کا ثواب

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص بعد نماز فجر دس مرتبہ سورت اخلاص پڑھے گا تو وہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اگرچہ شیطان اسے گناہ کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مَرَّةً وَاحِدَةً اَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْاَجْرِ كَمِثْلِ اَجْرِ مَائَةِ شَهِيْدٍ

"جس نے سورۃ اخلاص کو ایک مرتبہ پڑھا اسے اللہ تعالیٰ سو شہیدوں کے اجر کا ثواب دیتا ہے

(درۃ الناصحین ص ۲۹۳)

دوزخ سے نجات

روایت ہے کہ ایک شخص فوت ہو جانے کے بعد اس کے والدین نے اس کو خواب میں دیکھا تو وہ دوزخ میں بند ہے۔ پھر دوسری رات دیکھا تو وہ جنت میں تھا پوچھا کہ کل تو تو دوزخ میں تھا' آج جنت میں کیسے پہنچ گئے تو اس نے جواب دیا کہ

ایک شخص قبرستان کے پاس سے گزرا اور اس نے تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی اور پھر اس کا ثواب ہمیں بخش دیا۔ کو ہم قبرستان میں مدفون لوگوں میں تقسیم کیا گیا اور جو ثواب میرے حصے میں آیا اس کی برکت سے مجھے دوزخ سے نجات مل گئی ہے۔

(درۃ الناصحین ص ۲۹۴ تفسیر خازن)

سایہ رحمت

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر عذاب ہونے کا خوف شب و روز رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام سورہ اخلاص لے کر آئے تو مجھے تسلی ہوئی کہ اس سورت کے نازل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ میری امت کو عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا۔ اسلئے کہ اس سورت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور جو شخص اس کی ہمیشہ تلاوت کرے گا۔ تو اس کے سر پر آسمان سے رحمت خداوندی کا سایہ ہوتا ہے جو اسے اپنے دامن میں لے لیتا ہے:۔

فَيَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى قَارِهَا فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهٗ مَغْفِرَةً لَا؟ يُعَذِّبُ بَعْدَهَا اَبَدًا اَوْلَا يَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى شَيْأً اِلَّا اَعْطَاهُ

(درۃ الناصحین ص ۲۹۴ تفسیر حنفی)

''تو اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اور اس کے بعد عذاب نہیں کرے گا اور وہ جو چیز اللہ سے طلب کرے گا وہ اسے عطا کی جائے گی۔

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

فرشتوں کی آمد

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

مقام تبوک پر تھے اور سورج اتنا چمکدار تھا کہ ایسی روشنی ہم نے اس کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ ابھی مدینہ طیبہ سے ایک ماہ فاصلہ پر ہم لوگ تھے کہ سورج کی روشنی میں تبدیلی آگئی اور جب جبریل علیہ السلام بارگاہ مصطفوی ﷺ میں پیش ہوئے تو:۔

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَا جِبْرَائِیْلُ علیہ السلام مَا لِیَ اَرَی الشَّمْسَ مُغِیْرَۃً فَقَالَ جِبْرَائِیْلُ علیہ السلام لِکَثْرَۃِ اَجْنِحَۃِ الْمَلٰئِکَۃِ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِمَ ذٰلِکَ قَالَ جِبْرَائِیْلُ علیہ السلام لِاَنَّ مُعَاوِیَۃَ بْنَ الْقُرْوَۃِ مَاتَ بِالْمَدِیْنَۃِ الْیَوْمَ فَبَعَثَ اللّٰہُ تَعَالٰی سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ قَالَ لِمَ ذٰلِکَ قَالَ لِکَثْرَۃِ قِرَاءَتِہٖ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ بِاللَّیْلِ وَالنَّہَارِ فِیْ مَشْیِہٖ وَقِیَامِہٖ وَقُعُوْدِہٖ وَذَاہِبًا وَجَائِیًا وَعَلٰی کُلِّ حَالٍ

(درۃ الناصحین ص ۲۹۵)

تو رسول اللہ نے فرمایا۔ اے جبرائیل علیہ السلام کہ کیا وجہ ہے جو سورج کی روشنی میں تبدیلی واقع ہو گئی ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا فرشتوں کے پروں کی کثرت کی وجہ سے یہ رونما ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آج مدینہ میں معاویہ بن قروہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ستر ہزر فرشتوں کو بھیجا ہے تاکہ اس کی نماز جنازہ میں شامل ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ۔یہ ایسا کیوں ہوا عرض کیا کہ وہ کثرت سے رات کو اور دن میں، چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے، آتے جاتے اور ہر حال میں قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے"

فَقَالَ جِبْرَائِيْلُ علیہ السلام یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ لَکَ اَنْ اَقْبِضَ الْاَرْضَ فَتُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نَعَمْ

"تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اگر آپ حکم کریں تو میں زمین کو سمیٹ دوں تاکہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں تو آپ نے فرمایا! ہاں سمیٹ دو۔"

چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے اپنے دونوں پر زمین پر مارے تو زمین رسول اللہ ﷺ کے لیے سمٹ گئی اور آپ مدینہ طیبہ پہنچ گئے پھر جب اس صحابی رسول کا جنازہ اٹھایا گیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ان کے پیچھے ستر ہزار فرشتہ تھا جنہوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، پھر لوٹ آئے نبی مکرم ﷺ مقام تبوک پر۔

(درۃ الناصحین ص ۲۹۵)

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

تلقین

نبی کریم ﷺ، جناب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں کہ تم سویا نہ کرو جب تک چار کام نہ کرلیا کرو! پہلا کام یہ کہ جب تک تم قرآن نہ ختم کرلو۔۔۔ دوسرا کام یہ کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام روز قیامت تمہاری شفاعت کریں۔۔۔ تیسرا کام کہ تمام مسلمان تجھ سے راضی ہوں۔۔۔ چوتھا یہ کام کہ تم حج وعمرہ نہ کرلو۔

نبی کریم ﷺ جناب عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:۔

لَا تَنَامِیْ حَتّٰی تَعْمَلِ اَرْبَعَۃَ اَشْیَاءَ

"کہ تم سویا نہ کرو جب تک چار کام نہ کرلو۔"

(درۃ الناصحین ۲۹۳)

قرآن کو ختم کرنا۔۔۔انبیاء علیہم السلام کو روز محشر کے لیے اپنا شفیع بناؤ۔۔۔
مسلمانوں کی رضا حاصل کرنا۔۔۔حج اور عمرہ کرنا۔۔۔نیک عمل جب تک نہ کرلو تم
سویا نہ کرو۔۔۔جناب عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔۔۔یارسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل یہ چار کام کرنے کی مجھ میں قوت نہیں۔۔۔

فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَقَالَ اِنَّا قَرَأْتَ (قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد) فَکَاَنَّھَا خَتَمْتَ الْقُرْاٰنَ
"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا قل ہو اللہ احد پڑھے گی تو یہ ایسا ہے کہ جیسے قرآن مجید ختم کرلیا۔"

اور جب تو نے مجھ پر اور میرے قبل ہونے والے انبیاء علیہم السلام پر درود بھیجا
کرو تو یہ سب تیرے لیے شفاعت کرنے والے ہوں گے۔۔۔جب تو نے مومنین
کے لیے بخشش مانگی تو تمام مومنین کی خوشنودی حاصل ہوگئی۔۔۔اور جب تو نے سبحان
اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا۔

فَقَدْ حَجَجْتُ وَاعْتَمَرْاتْ "پس تو نے حج اور عمرہ ادا کیا"

(درۃ الناصحین ص ۲۹۳)

دم دم نال ذکر اس تیریاں شاناں دا

عظمت و کرامت

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کے دروازہ پر جلوہ افروز تھے کہ
اتنے میں ایک شخص کا جنازہ آیا۔۔۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔کیا اس پر کوئی
قرض ہے۔۔۔تو عرض کیا گیا اس پر چار درہم قرض تھا جو ادا کرکے بغیر فوت ہوگیا

۔۔۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ۔۔۔تم اس کا جنازہ پڑھو میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔۔۔تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور ۔۔۔

فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ یَقْرَءُ کَ السَّلَامُ

''عرض کیا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے''۔

وَیَقُوْلُ بَعَثْتُ جِبْرَائِیلَ بِصُوْرَتِہٖ وَاَدّٰی دَیْنَہٗ

''اوراللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جبریل کو اس کی شکل میں بھیجکر اس کا قرض ادا کر دیا ہے''۔

فَمَنْ صَلّٰی فَاِنَّہٗ مَغْفُوْرٌ لَّہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَتِہٖ غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ

تحقیق یہ بخشا ہوا ہے اور جو اس کا جنازہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادے گا''۔

فَقَالَ النَّبِیُّ مِنْ دِیْنَ لَہٗ ھٰذَا الْکَرَمَۃُ فَقَالَ بِقِرَاتِہٖ کُلَّ یَوْمٍ مَائَۃَ مَرَّۃٍ سُوْرَۃً قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ لَاِنَّ فِیْھَا بَیَانَ صِفَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ الثَّنَاءَ عَلَیْہِ

(درۃ الناصحین ص ۳۹۶)

''میں (رسول اللہ ﷺ) نے فرمایا کہ اسے یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ ہر روز سو مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھا کرتا تھا۔ اس لیے کہ اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی ثناء ہے۔

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

جنت کی خوشخبری

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ قَرَا هٰذِهٖ	"اور نبی ﷺ نے فرمایا جو عمر میں
السُّوْرَةَ فِیْ عُمُرِهٖ مَرَّةً لَا یُخْرُجُ	ایک مرتبہ یہ سورت پڑھے گا وہ دنیا سے
مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی یَرٰی مَکَانَهٗ فِیْ	نہیں جائے گا جب تک وہ جنت میں اپنا
الْجَنَّةِ خُصُوْصًا مَنْ قَرَأَهَا فِیْ	مکان نہ دیکھ لے گا خصوصا جس شخص نے
الصَّلٰوَاتِ الْخَمْسِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ	اس کو پانچ نمازوں میں روزانہ ایک مرتبہ
مَرَّةً یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لِجَمِیْعِ	پڑھا وہ قیامت کے روز شفاعت کریگا
اَقْرَبَائِهٖ وَعَشِیْرَتِهٖ مِمَّنْ	اپنے تمام عزیز واقارب کی جن پر دوزخ
اِسْتَوْجَبَ النَّارَ	واجب ہو چکی ہوگی"۔

(درۃ الناصحین ص۲۹۶)

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

جنت کا محل

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے قل ھواللہ احد دس مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک محل عطا کرے گا۔ اور جس نے بیس مرتبہ پڑھا اس کے لیے دو محل بنائے جائیں گے۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی پھر تو ہم بہت سے محل بنوالیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے عمر! تم عطائے رب جلیل پر تعجب نہ کرو۔ رب تعالیٰ کی جنت بہت وسیع ہے اور اسکی عطا بھی بڑی وسیع ہے۔

(مشکوۃ ص۱۹۰)

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

لشکر کا امیر

سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو لشکر کا امیر بنا کر بھیجا جب وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا تو قل ہو اللہ احد پر ختم کرتا، جب لشکری واپس پہنچے تو انہوں نے یہ ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔۔۔ تو آپ نے فرمایا کہ امیر سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔

لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا۔۔۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حقانیت بیان کرتی ہے اس لیے میں اس کو نماز میں پڑھتا ہوں اور یہ مجھے بہت پسند ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَخْبِرُوْہُ اَنَّ اللّٰہَ یُحِبُّہٗ "نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے خبر دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے"۔ (بخاری ص ۱۰۹۷ ج ۲)

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شاناں دا

فیضان

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔۔۔

مَنْ قَرَأَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَتَیْ مَرَّۃٍ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ مُحِیَ عَنْہُ ذُنُوْبُ خَمْسِیْنَ سَنَۃً اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ عَلَیْہِ دَیْنٌ "جس نے روزانہ دوسو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرمادے گا جب کہ اس پر قرض نہ ہو"۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۸)

واجب ہو گئی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو قل ہو

اللہ احد پڑھتے سنا تو فرمایا۔

وَجَبَتْ ۔۔۔واجب ہوگئی۔۔۔تو میں نے عرض کیا۔۔۔**وَمَاوَجَبَتْ**۔۔۔کیا واجب ہوگئی۔۔۔**قَالَ الْجَنَّةُ**۔۔۔تو فرمایا جنت۔۔۔(مشکوۃ)

دم دم نال ذکر کراں مولا تیریاں شانان دا

اسم اعظم

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا۔۔۔تو وہاں ایک شخص نماز سے فارغ ہوکر اس طرح دعا مانگ رہا تھا۔۔۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

اس کی یہ دعا سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ سَاَلَهٗ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ (تفسیر ابن کثیر)

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اس شخص نے رب سے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا کی ہے اور جب بھی اس وسیلہ سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جب دعا کی جاتی ہے تو وہ دعا کو قبول فرماتا ہے"۔

دم دم نال ذکراں مولا تیریاں شاناں دا

بخشش ہوگئی!

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو ایک شخص کو اس طرح دعا کرتے سنا۔

اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا مَنْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

اس کی یہ دعا سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

غُفِرَ لَكَ غُفِرَ لَكَ غُفِرَ لَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اے شخص تجھے بخش دیا گیا' تجھے بخش دیا گیا' تجھے بخش دیا گیا۔ تین مرتبہ فرمایا"

وسعت رزق

ایک شخص نے دربار رسالت مآب ﷺ میں تنگی رزق کا ذکر کیا۔۔۔تو آپ نے فرمایا کہ جب اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو سورت اخلاص پڑھ لیا کرو۔

فَفَعَلَ ذَالِكَ فَوَسَّعَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ الرِّزْقَ "تو اس نے ایسا ہی کیا تو اس کے رزق میں وسعت فرما دی"۔

(درۃ الناصحین ص ۲۹۷)

سامعین محترم! سورۃ اخلاص جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی احدیت و صمدیت' عظمت وشان کا بیان ہے۔۔۔اس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے دین ودنیا کی برکات وحسنات حاصل ہو جاتی ہیں۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں دنیا وآخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے۔۔۔آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

جمال مصطفیٰ ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَاوَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی صَدَقَ اللّٰہُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی
تم سا تو حسیں آنکھ نے دیکھا نہیں کوئی
یہ شان لطافت ہے کہ سایہ نہیں کوئی
اعزار یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمیں کو
افلاک پہ تو گنبد خضریٰ نہیں کوئی
یہ طور سے کہتی ہے ابھی تک شب معراج
سرکار کا جلوہ ہے تماشہ نہیں کوئی

قابل احترام بزرگو دوستو آج میں آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کے تیسویں پارہ میں سے سورت والضحیٰ کی ابتدائی آیات بینات تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی (پ۳۰ع۱۸)

''قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا ور نہ ہی ناراض ہوا اور آپ کے لیے ہر آنیوالی گھڑی پہلی سے یقیناً بہتر ہے''۔

سامعین محترم! یہ تھا آیات بینات کا لفظی ترجمہ۔ مفسرین کرام نے اس سورت کے تحت نقل فرمایا ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ کی مکی زندگی میں بعثت کے ابتدائی ایام میں چند روز وحی کے نزول کا سلسلہ رک گیا۔۔۔ حضور نبی کریم ﷺ پر وحی کا نہ آنا گراں گزرا۔۔۔ اس لیے کہ آپ کے وہ کان جو وحی الٰہی سے لطف حاصل کرنے کے عادی تھے' ان کے لیے یہ رکاوٹ نا قابل برداشت تھی۔۔۔ نیز کفار و مشرکین نے بھی شور و غوغا کیا کہ (معاذ اللہ) محمد (ﷺ) کے خدا نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔۔۔ ان کا رب ان سے ناراض ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر اس سورت کا نزول ہوا۔۔۔ اللہ رب العالمین جل وعلا نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کی طرف وحی کو نازل فرمایا اور قسم اٹھا کر آپ کی تسلی و تشفی فرماتے ہوئے فرمایا۔۔ **وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی** اے محبوب روز روشن کی قسم اور رات کی تاریکی کی قسم! تیرے رب نے نہ تجھے چھوڑا ہے اور نہ ہی تجھ سے ناراض ہوا ہے۔۔۔ اے محبوب کریم ﷺ جس طرح دن کے بعد رات کا آنا اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتا ہے۔۔۔ اسی طرح وحی کا آتے آتے رک جانا' اس میں بھی حکمتیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار پوشیدہ رکھیں ہیں۔

اقوال مفسرین

سامعین محترم! وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی کے معنی ومطالب میں علماء مفسرین نے کئی اقوال پیش کیے ہیں کہ وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی سے کیا مراد ہے۔

مفسرین کرام فرماتے کہ۔۔۔والضحٰی سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کا علم مبارک نور ہے۔۔۔جس کے ذریعے سے عالم غیب کے پوشیدہ اسرار بے نقاب اور منکشف ہوئے۔۔۔اور والیل سے مراد آپ کی عفو درگذر جس نے امت کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائی۔۔۔حضرت حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی اس عظمت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے

کب وہ چاہیں گے میری حشر میں رسوائی ہو

سامعین محترم! حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ اپنے کسی امتی کے عیبوں اور خطاؤں کی شہرت پسند نہیں فرماتے۔۔۔اس لیے کہ آپ کی ذات اقدس پردہ پوش ہے اور آپ پردہ پوشی کو پسند فرماتے ہیں۔

پردہ پوشی

روایت ہے۔۔۔کہ حضور تاجدار انبیاء ﷺ کو معراج کی رات اپنے پرودگار کی بارگاہ سے ایک خرقہ عطا ہوا۔۔۔تو جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کرنے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ خرقہ بارگاہ خداوندی سے عطاء ہوا

ہے اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ تم میں سے کسی ایک کو یہ دے دیا جائے۔۔۔تو اب اس خرقہ کو عنایت کرنے سے پہلے میں تم سے کچھ سوال کروں گا۔ جو تسلی بخش جواب دے گا یہ جبہ اسے دے دیا جائے گا۔

پھر نبی کریم ﷺ جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔۔۔اگر یہ خرقہ میں آپ کو دے دوں۔۔۔تو تم کیا کرو گے۔ تو جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔۔۔کہ میں اس جبہ کو پہن کر صدق و صفا اور اطاعت خداوندی اختیار کروں گا۔

اس کے بعد حضور نبی مکرم ﷺ نے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔۔۔اے عمر ابن خطاب۔۔۔اگر یہ خرقہ تمہیں مل جائے تو تم کیا کرو گے۔۔۔انہوں نے عرض کیا۔۔۔یارسول اللہ ﷺ میں اسے پہن کر عدل وانصاف اور مظلوموں کی دادرسی کروں گا۔

نبی مکرم ﷺ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔۔۔کہ اگر یہ خرقہ آپ کو حاصل ہو جائے تو آپ کیا کریں گے۔۔۔تو انہوں نے عرض کیا۔۔۔یارسول اللہ ﷺ۔۔۔میں ہر کام دوستوں کے مشورہ سے کیا کروں گا۔۔۔اور حیاء وعفت اور سخاوت کو اختیار کروں گا۔

پھر سلطان دوجہاں ﷺ نے سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔۔۔اگر یہ خرقہ تمہیں مل جائے، تو آپ کیا کریں گے؟۔۔۔عرض کیا۔۔۔یارسول مکرم ﷺ میں بندگان خدا کی پردہ پوشی کیا کروں گا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے یہ حکم ہے

کہ جبہ اسے عنایت کروں۔۔۔ جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ خرقہ علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا۔۔۔

(درۃ الناج ص ۲۱۷)

بزرگ فرماتے ہیں۔۔۔ فقیری، درویشی، پردہ پوشی کا نام ہے۔۔۔ پردہ پوشی

اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ "اللہ تبارک وتعالیٰ برائی کے چرچا کو پسند نہیں کرتا"۔ (پ ۶ ع ۱)

سامعین محترم! ہماری یہ عادت ہے کہ اگر ہمیں اپنے مسلمان بھائی کے کسی عیب کی خبر ہو جائے تو ہم اس کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔ بندے بندے کو خبر دیتے ہیں کہ اس میں یہ عیب ہے۔۔۔ تو یاد رکھو جب کسی مسلمان بھائی کے عیب کا پتہ چل جائے۔۔۔ تو بزرگ فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر جھانک کر دیکھے، اگر اس کے اندر اس سے بڑا عیب موجود ہے تو اسے چاہیے کہ وہ دوسرے مومن ساتھی کے عیب کو لوگوں پر ظاہر کرنے کی بجائے اپنی اصلاح کرے حقیقت یہ ہے ۔۔۔ بزرگ فرماتے ہیں۔

پڑی جو اپنے عیبوں پر نظر
تو دنیا میں کوئی برا نہ رہا

سامعین محترم! والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ سے متعلق کچھ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ضحیٰ سے مراد وہ دن ہے جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کلام

فرمایا۔۔۔اور لیل سے مراد وہ رات نبی مکرم ﷺ کے معراج کی رات جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو دیدار سے مشرف فرمایا۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ "ضحیٰ"۔۔۔ سے مراد حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن ہے ۔۔۔اور۔۔۔"والیل" سے مراد معراج شریف کی رات ہے۔

کچھ مفسرین فرماتے ہیں ضحیٰ ۔۔۔سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری احوال جس سے مخلوق خدا آگاہ ہے۔۔۔اور۔۔۔والیل سے مراد آپ کے باطنی احوال جس کو علام الغیوب ذات اللہ رب العالمین کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

مفسرین نے ضحیٰ کا معنی یہ فرمایا ہے کہ اس سے مراد چاشت کا وقت ہے جب سورج پوری طرح طلوع ہو جاتا ہے۔۔۔اور۔۔۔والیل۔۔۔سے مراد رات کا وہ حصہ جب وہ مکمل چھا جاتی ہے۔سامعین محترم! مفسرین کے ان تمام اقوال کی روشنی میں **وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی** کا مطلب یہ بنتا ہے۔

"اے محبوب کریم ﷺ تیرے نور علم کی قسم تیری پردہ پوشی کی قسم اے محبوب ﷺ جس دن ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر کلام کیا اس دن کی قسم اور جس رات لامکان پر آپ کو اپنا دیدار عطا کیا اس شب معراج کی قسم۔۔۔اے محبوب ﷺ تیرے یوم ولادت کی قسم تیرے دنیا پر تشریف لانے والے دن کی قسم۔۔۔ تیرے عرش پر آنے والی رات کی قسم"۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان کا سایہ نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو بتاتا ہے ایمان ان کو

ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

مکھ چند بدر شعشانی ایں متھے چمک دی لاٹ نورانی ایں

کالی زلف تے اکھ مستانی ایں مخمور اکھیں ہن مد بھریاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں جانان کہ جان جہان آکھاں

سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں جس شان تو شاناں سب بنیاں

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

"اے محبوب ﷺ تیرے احوال ظاہری کی قسم، تیرے احوال باطنی کی قسم"

"اے محبوب ﷺ مجھے چاشت کے وقت کی قسم اور رات کی سیاہی کی قسم"

یہ تھے وہ معنی جو علماء تفسیر نے بیان فرمائے اور۔۔۔ ایک معنی اہل عشق اور اہل محبت نے بیان فرمایا ہے۔۔۔ کہ والضحیٰ۔۔۔ سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کا رخ انور ہے۔۔۔ اور۔۔۔ والیل۔۔۔ سے مراد آپ کی زلف عنبریں ہیں۔۔۔ تو اب معنی یہ ہوئے۔

"اے محبوب ﷺ تیرے رخ انور کی قسم اور تیری زلف عنبریں کی قسم"

سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اسی مقام پر لکھتے ہیں:۔

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ تیرے چہرہ نور فضا کی قسم

قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ محبوب کی زلف دوتا کی قسم

قسم رب ذوالجلال کی کہ جس طرح کی چمک چہرہ والضحیٰ میں ہے وہ سورج میں نہیں۔۔۔اور جو سیاہی اور حسن زلف دوتا میں ہے، وہ رات کی سیاہی میں نہیں ہے۔

سامعین محترم! ہمارے آقا و مولیٰ کا چہرہ انور سورج سے زیادہ منور اور زیادہ روشن اور حسین ہے۔۔۔سورج کے آگے اگر بدلی آجائے تو وہ چھپ جاتا ہے۔۔۔اسے کبھی کبھی گرہن لگ جاتا ہے۔۔۔جب وہ نکلتا ہے تو اس کا رنگ زرد ہوتا ہے۔۔۔پھر آہستہ آہستہ چمک میں اضافہ ہوتا ہے۔۔۔کبھی اس پر کمال اور کبھی زوال آتا ہے۔۔۔کبھی طلوع ہوتا ہے اور کبھی غروب ہوتا ہے۔۔۔مگر

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہو کبھی یہ وہ آفتاب نہیں
وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

پیکر حسن و جمال

قربان جاؤں آپ کے حسن و جمال پر۔۔۔آپ کے انوار و تجلیات پر، آپ کے رخ منور کی تابانی پر۔۔۔سراجا منیرا۔۔۔والی پیشانی پر دیکھنے والوں نے حسین دیکھے ہوں گے۔۔۔جمیل دیکھے ہوں گے۔۔۔مگر

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

آؤ حسن رسول ﷺ کا عالم تصورات میں نظارہ کرو۔۔۔پاک و مطہر ہو کر دیکھو۔۔۔معطر و مودب ہو کر دیکھو۔۔۔نگاہوں کو پاکیزہ کر کے سر کو در مصطفیٰ پر جھکا کر

دیکھو۔۔۔ عشق و مستی، سرور و کیف میں گم ہو کر دیکھو۔۔۔ تو تمہیں پیکر حسن و جمال، صاحب عظمت و کمال۔۔۔ حضرت عبداللہ کے نور نظر۔۔۔ حضرت آمنہ کے لال۔۔۔ پروردگار عالم کے محبوب ﷺ کے جمال جہاں آرا کا نظارہ حاصل ہوگا۔۔۔ دیکھو۔۔۔ پری پیکر نگارے۔۔۔ سرو قد۔۔۔ لالہ رخسارے۔۔۔ نور مجسم۔۔۔ نور مبین۔۔۔ کن فیکون کی تجلی اولین۔۔۔ حسن و جمال کا پیکر۔۔۔ نور خدا کا مظہر۔۔۔ چمکتی پیشانی۔۔۔ گھنے سیاہ خمدار ابرو۔۔۔ لمبی لمبی خمدار پلکیں۔۔۔ سرگیں آنکھیں جس میں سرخ ڈورے۔۔۔ دمکتے رخسار۔۔۔ اونچی بینی۔۔۔ دانت موتیوں کی طرح چمک دار جن کے درمیان معمولی سا خلاء جس سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔۔۔ واللیل زلفیں۔۔۔ سینہ مبارک کشادہ۔۔۔ پیٹ ہموار لمبی لمبی نرم و نازک انگلیاں۔۔۔ ریشم سے زیادہ ملائم طاقت ور ہتھیلیاں۔۔۔ نرم و نازک تلوے۔۔۔ حسین ایڑیاں، بے مثال رفتار۔

سرتا بقدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، زقن پھول، بدن پھول

حسن رسول ﷺ کی رعنائی و زیبائی کا پوچھنا ہو تو عاشقان مصطفےٰ سے پوچھو۔۔۔ ان سے پوچھیں جن کے دل نور ایمان سے منور ہیں۔۔۔ جن کی نگاہیں پاکیزہ ہیں جن کے عقیدے درست ہیں۔۔۔ جن کے ایمان مضبوط ہیں۔ جو ادب و آداب کرنا جاننے والے ہیں۔۔۔ حضرت حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کو رکو کیا نظر آئے کیا دیکھے س

نصیب اپنا اپنا

ایک روز ابوجہل لعین، ہمارے آقا و مولیٰ حضور تاجدار دو جہاں ﷺ کے پاس آپ کے رخ منور کو دیکھ کر کہنے لگا۔

دید احمد را بوجہل و بگفت
زشت روئے کز بنی ہاشم شگفت

آپ کو دیکھ کر کہنے لگا بنی ہاشم میں آپ برے چہرے والے ہیں (معاذ اللہ) حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی بدکلامی سنی تو فرمایا تو نے سچ کہا۔ تھوڑی دیر گزری کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔

دید صدیقش بگفت اے آفتاب
نے زمشرق نے زغربی خوش بتاب

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کہا "اے آفتاب حسن و جمال، مشرق و مغرب میں آپ جیسا حسین کوئی نہیں۔ یہ آفتاب و مہتاب آپ کے سامنے ہیچ ہیں۔ پنجابی شاعر نے اس کی ترجمانی اس طرح کی ہے۔

دنیا تے آیا کوئی تیری نہ مثال دا
میں لبھ کے لیانواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا
یا مصطفےٰ خیر الوریٰ تیرے جیہا کوئی نہیں
کنوں کہواں تیرے جیہا تیرے جیہا کوئی نہیں

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ پوری کائنات میں

آپ جیسا کوئی نہیں۔۔۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔۔۔صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے دشمن ابو جہل نے (معاذ اللہ) آپ کو برا کہا۔۔۔ آپ نے اسے فرمایا تو نے سچ کہا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ دنیا میں آپ جیسا حسین نہیں ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔۔۔دونوں سچے کیسے ہو گئے تو آپ نے فرمایا جس کی ترجمانی مولانا روم نے مثنوی میں اس طرح فرمائی ہے۔

گفت من آئینہ ام مصقول دوست
ترک و ہند و رمن آں را بیند کہ اوست

ہر کہ آئینہ باشد رو برو
زشت و خوبے خویش را بیند درو

فرمایا کہ میں ایک آئینہ ہوں جسے خدا نے صیقل فرمایا ہے۔ترکی، ہندی کو مجھ میں اپنا آپ نظر آتا ہے۔جس کے روبرو آئینہ ہوا اسے آئینہ میں اپنی اچھائی یا برائی نظر آجاتی ہے۔۔۔ابو جہل کا دل سیاہ تھا۔۔۔اسے مجھ میں اپنا عکس نظر آیا تو مجھے برے الفاظ میں یاد کرنے لگا۔۔۔صدیق اکبر کا دل نور ایمان سے منورہ تھا تو انہیں میں ان کے دل میں نور کی وجہ سے سب سے زیادہ حسین نظر آیا۔۔۔اور اسی لیے میں نے دونوں نے دونوں سے کہا کہ تم سچ کہہ رہے ہو۔ جسے جو نظر آیا اس نے وہی کہا ہے ۔۔۔آج بھی جو جن کے دل نور ایمان سے منور ہیں وہ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے نور، آپ کی عظمتوں کے چرچے کر رہے ہیں اور جن کے دل بدعقیدگی کے زنگ سے

آلودہ ہیں' وہ اس بے عیب ذات میں عیب ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات انور آئینہ حق نما ہے اور شیشے میں ہمیشہ اپنی ہی صورت نظر آتی ہے۔

آئینہ

جیسے کہ حکایت ہے' ایک شخص جس نے کبھی شیشہ نہ دیکھا تھا چلتے چلتے سر راہ اس کو ایک شیشہ مل گیا۔ اب جو اس نے اٹھا کر دیکھا تو حیران رہ گیا کہ اس میں اس کو اپنے باپ کی تصویر نظر آئی چونکہ اس کی شکل اپنے باپ پر تھی۔۔۔ اس نے اس شیشے کو اٹھایا اور گھر لے گیا اور اپنی خاص الماری میں احترام سے رکھ لیا تا کہ جب اس کا دل چاہے اپنے والد کی تصویر دیکھ سکے۔۔۔ کام پر جاتے وقت وہ الماری کو کھولتا اور اس میں سے شیشہ نکال کر اپنے باپ کی تصویر دیکھتا۔۔۔ کام سے واپس آ کر پھر ایسے ہی کرتا' عورت چونکہ شکی مزاج واقع ہوئی ہے۔ اس کی عورت نے فطرت کے مطابق خیال کیا کہ آخر اس کا خاوند روزانہ اس الماری میں کیا دیکھتا ہے۔۔۔ ایک روز الماری کھلی رہ گئی' شوہر کام پر چلا گیا۔۔۔ اور جو اس نے شیشہ دیکھا تو وہ رونے لگی کہ آج پتہ چلا ہے کہ یہ تو کسی عورت پر عاشق ہے جو اس کی تصویر اس نے الماری میں رکھی ہوئی ہے۔۔۔ اور اس کو دیکھے بغیر اس کا دن نہیں گزرتا۔۔۔ اس عورت کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ روتے ہوئے کہنے لگی' مجھ جیسی خوبصورت عورت کے گھر میں ہوتے ہوئے اسے بدنما اور بدصورت کی تصویر گھر میں رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ چنانچہ جب خاوند شام کو کام سے واپس آیا اور بیوی سے کھانا طلب کیا۔۔۔ اس نے

روتے ہوئے کہا کہ آج میں کھانا نہیں دوں گی ۔۔۔ جا اس میری سوکن سے جا کر کھانا لے جس کی تصویر تو نے اپنی الماری میں سجا رکھی ہے ۔ اور جسے دیکھے بغیر تجھے سکون نہیں آتا ۔۔۔ شوہر نے جواباً کہا ۔۔۔ بیگم صاحبہ آپ کو غلط فہمی لگی ہے ۔ وہ تو میرے والد محترم کی تصویر ہے بیوی نے کہا تیری بات تب تسلیم کروں کہ اگر میں نے خود اسے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو ۔۔۔ بہر حال جب گھر میں لڑائی بڑھی تو پڑوس میں رہنے والی ایک بڑھیا شور سن کر آ گئی ۔۔۔ اور کہنے لگی کہ بیٹا تم کیوں لڑ رہے ہو ۔۔۔ عورت نے کہا ۔۔۔ اماں میرے شوہر نے اپنی الماری میں عورت کی تصویر رکھی ہوئی ہے ۔۔۔ مرد نے کہا اماں وہ عورت کی تصویر نہیں بلکہ میرے والد مرحوم کی تصویر ہے ۔۔۔ بڑھیا بولی کہ لاؤ مجھے وہ تصویر دکھاؤ تا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کر دوں ۔۔۔ جب بڑھیا کو آئینہ دکھایا گیا اور اسے آئینہ میں اپنی تصویر نظر آئی تو وہ بھی حیرت زدہ ہو گئی اور مرد سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ بیٹا اگر تو نے تصویر رکھنا ہی تھی تو کسی جوان عورت کی رکھتا ۔ یہ کیا بڑھیا کھوسٹ کی تصویر رکھی ہوئی ہے ،

سامعین محترم ! آئینے میں ہمیشہ اپنی شکل ہی نظر آتی ہے ۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس آئینہ ہے ۔۔۔ اگر ایمان والا دیکھے گا تو اسے حسن رسول اللہ ﷺ کے جلوے نظر آئیں گے اور وہ پکار اٹھے گا ۔

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہو کبھی یہ وہ آفتاب نہیں

قرآن کی عظمت پوچھنا ہو تو قاری سے پوچھو ۔۔۔ تفسیر کی عظمت ، مفسر سے

پوچھو۔۔۔حدیث کی عظمت' محدث سے دریافت کرو۔۔۔جہاد کی عظمت' مجاہد سے پوچھو۔۔۔روزے کا لطف' روزہ دار سے پوچھو۔۔۔زکوۃ وخیرات کی برکات' سخی سے پوچھو۔۔۔نماز کی عظمت۔۔۔نمازی سے معلوم کرو' حج کا فیضان۔۔۔حاجی سے پوچھو۔۔۔نبی کا حسن و جمال کے انوار کا معلوم کرنا چاہتے ہو تو۔۔۔ان کے صحابہ کرام سے پوچھو۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل کوئی نہیں دیکھا۔۔۔

كَاَنَّ الشَّمْسُ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِه "گویا حضور کے چہرہ انور میں سورج گردش کر رہا ہے"

(ترمذی ص ۲۰۵ مشکوۃ ص ۵۱۷)

اونٹ کی خریداری

جامع بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں۔ایک شخص جس کا نام طارق تھا' اس نے ہمیں بتایا۔۔۔کہ میں نے مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب میں انہیں جانتا نہیں تھا۔ میں مدینہ طیبہ سے باہر ایک جگہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:۔

هَلْ مَعَكُمْ شَیْئٌ تَبِیْعُوْنَهٗ "کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جسے تم فروخت کرنا چاہتے ہو؟"

تو ہم نے عرض کی! ہاں ایک اونٹ ہے جسے ہم فروخت کرنا چاہتے ہیں

۔۔۔آپ نے اس کی قیمت دریافت فرمائی۔۔۔ہم نے ایک مقدار کھجوروں کی بتائی
کہ ہم اتنی کھجوروں کے عوض یہ اونٹ فروخت کریں گے۔۔۔تو آپ نے فرمایا۔۔۔
مجھے منظور ہے۔۔۔آپ نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور فرمایا کہ۔۔۔کھجوریں تمہیں پہنچا
دی جائیں گی۔۔۔آپ اونٹ لے کر چلے گئے اور ہم نے آپس میں گفتگو کرتے
ہوئے کہا۔۔۔کہ ہم نے اپنا اونٹ اس شخص کو دے دیا جسے ہم جانتے تک نہیں۔۔۔
ہماری یہ گفتگو ہمارے ساتھ جو ایک بوڑھی خاتون تھی' اس نے سنی تو۔۔۔کہنے لگی کہ
۔۔۔تم اونٹ کی فکر نہ کرنا۔

اَنَا ضَامِنَةٌ ثَمَنَ الْبَعِيْرِ رَاَيْتُ وَجْهَ رَجُلٍ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

"میں اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں میں نے اس کے چہرہ کو چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا دیکھا ہے

(مواہب الدینہ ص ۳۴۴ 'شفاء ص ۱۵۹ ج ۱)

ایسے حسین چہرے والا تم سے کیے گئے وعدہ کو ضرور پورا کرے گا۔۔۔
چنانچہ جب اگلی صبح ہوئی تو ایک شخص کھجوریں لے کر آیا اور کہنے لگا۔۔۔مجھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف بھیجا ہے ان میں سے کھا بھی لو۔۔۔اور اپنے اونٹ کی قیمت
بھی پوری کر لو۔

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہوئے تو یہودیوں کے
بہت بڑے عالم جناب سیدنا عبداللہ سلام رضی اللہ عنہ آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے
اور آپ کا رخ انور دیکھ کر ہی مسلمان ہو گئے تھے۔

(مشکوۃ ص ۱۶۸)

چاند کا ٹکرا

سیدنا ابراء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور تلوار کی طرح صاف تھا۔۔۔ تو آپ نے جواب دیا۔۔۔ مجھے رخ مصطفےٰ ﷺ کی زیبائی پوچھنے والے۔۔۔ میں تجھے بتاؤں میرے حضور کا رخ انور کیا تھا۔

"وہ چاند کا ٹکڑا تھا" **قِطعةُ قَمَرَ**

(بخاری ص ۵۰۲ ج ا شمائل ترمذی ص ۲)

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ایک رات حضور تاجدار دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہے چاند اپنی پوری تابانی سے چمک رہا تھا اور نبی کریم ﷺ سرخ رنگ کا دھاری دار حلہ پہنے ہوئے اسی جلوہ نوری سے متاثر ہو کر شاعر یوں عرض کرتا ہے۔

نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں
صدقے واری جان ویکھن والیاں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کبھی آسمان پر چمکنے والے چودھویں کے چاند کو دیکھتے اور کبھی مدینے کے چاند کی طرف دیکھتے۔۔۔ چاند کے گرد ایک بدلی کالی ادھر مدینہ کے والی کی زلف عنبریں کالی۔۔۔ آسمان پر چاند چمک رہا تھا۔۔۔ ادھر سرکار رحمتہ اللعالمین کا رخ انور دمک رہا تھا۔۔۔ چاند میں نور تھا۔ نبی کا رخ انور نور اعلیٰ نور تھا۔۔۔ ادھر چاند تھا۔۔۔ ادھر چاند کو دو ٹکڑے کرنے والا تھا۔۔۔ ادھر چاند کا گھیرا تھا۔۔۔ ادھر نبی مکرم ﷺ کا چہرہ مبارک تھا۔۔۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ موازنہ کر رہے

تھے۔۔۔بالآخر بے ساختہ آپ کے منہ سے نکلا؛

فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ "پس آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ حسین ہیں"

(مشکوۃ ص ۵۱۸)

اس لیے اس مقام پر شاعر نے سچ کہا

چاند سے تشبیہ دینا یہ کہاں کا انصاف ہے
اس کے منہ پہ داغ ہے احمد کا چہرہ صاف ہے

بلکہ حقیقت تو یہ ہے، چاند میں میرے محبوب کریم ﷺ کے نور کی چمک ہے۔۔۔ سورج اسی نور کی برکت سے روشن ہے۔۔۔ستاروں میں اس ماہ مقدس کی ضیاء ہے ۔۔۔کہکشاں اسی کے نور کی ایک کرن۔۔۔بلکہ کائنات عالم اسی نوری مکھڑے والے کے نور ہی سے منور ہے۔۔۔سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

یہ جو مہرو ماہ پہ اطلاق نور آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ کا جملہ محدثین و مفسرین اور اہل ایمان کا متفقہ فیصلہ ہے سب کا عقیدہ اور ایمان ہے۔ پوری کائنات میں ذات خداوندی کے بعد سب سے حسین ذات جو ہے وہ ذات مصطفےٰ ﷺ ہے آپ ہی ساری مخلوق میں برتر و اکمل ،افضل اور انور ہیں۔آپ ہی ذات مظہر نور کبریا ہیں۔تجلیات الٰہیہ کا مرکز سب حسینوں سے حسین۔آپ کا حسن چاند ہے حسن یوسف اس کی ایک کرن ہے۔۔۔حسن مصطفےٰ سورج ہے اور حسن یوسف اس کی ایک شعاع ہے۔۔۔روایت ہے۔

وَحُسْنُ یُوْسُفَ وَغَیْرِہٖ جُزْءٌ مِنْ حُسْنِہٖ
"اور حسن یوسف اور دیگر حسن کے جلوے نبی ﷺ کے حسن کا ایک جز ہے" (مطالع المسرات)

کل جہان کا حسن جمع ہو جائے تو حسن مصطفےٰ ﷺ کے حسن کا ایک جز ہے ۔۔۔ تو جس ذات میں کل حسن جلوہ فرما ہے اس کے حسن کو کون دیکھ سکتا ہے اور کون بیان کر سکتا ہے۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری
میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

حسن یوسف

سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں جب قحط پڑا تو لوگ آپ کے خزانوں سے غلہ لیتے رہے اور اپنی ضرورت پوری کرتے رہے۔ غلہ کے ذخیرے ختم ہو گئے۔ ابھی نئی فصل کے آنے میں چار ماہ باقی تھے۔ لوگ آپ کی بارگاہ میں غلہ لینے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا ۔۔۔ یا اللہ اے میرے مالک اب تو ارشاد فرما' ان فاقہ مستوں کو کھانے کے لیے کیا دیا جائے جبکہ اناج ختم ہو چکا ہے ۔۔۔ تو بارگاہ خداوندی سے حکم ہوا جس کی ترجمانی شاعر نے اسطرح کی ہے۔

اوسے وقت جناب الہوں وحی پیام لیاندا
یا نبی اللہ حکم تساں نوں پاک خدا فرماندا

برقعہ کھول زیارت بخشو جو بھکھا وی آوے

ویکھ جمال مبارک تیرا بھکھ تمامی جاوے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے حکم ہوا۔۔۔۔۔اے یوسف علیہ السلام اٹھو مصر کے بازار میں تخت نشین ہو کر اپنے حسن و جمال کو بے نقاب کردو جو بھی آپ کے حسن و جمال کو دیکھے گا وہ ایسا مسحور ہو گا کہ اس کا بھوک کا احساس ختم ہو جائے گا۔

(نزہتہ المجالس ص ۵۲ ج ۱)

تن مہینے رجی خلقت ویکھ یوسف کنعانی

جناں محمد عربی ڈٹھا وہ رجے دونویں جہانی

میرے حضو ر کا کونین میں جواب نہیں

جمال مستور

حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواب میں حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصری عورتوں نے جب حسن یوسف کو دیکھا تو اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔مگر آپ کو دیکھ کر کسی کی حالت ایسی نہیں ہوئی۔

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ جَمَالِیْ تو فرمایا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا جمال **مَسْتُوْرٌ عَلٰی اَعْیُنِ النَّاسِ غَیْرَۃً** لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نے **مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلَوْ ظَھَرَ** غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے۔اگر وہ **لَفَعَلَ النَّاسُ اَکْثَرَ مِمَّا فَعَلُوْا** ظاہر ہو جائے تو لوگوں کی حالت اس

سے بھی زیادہ وارفتہ ہوتی ۔ جیسا کہ
یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوتی تھی"۔ (الدرثمین المبشرات النبی الامین ص ۷)

میرے حضور کا کونین میں جواب نہیں

حضرات محترم! سیدنا یوسف علیہ السلام کے حسن کی رعنائی کا یہ عالم تھا کہ مصری زنان نے اس حسن کو بے نقاب دیکھا تو پھل کاٹنے کی بجائے اپنے ہاتھوں پہ چھریاں چلا دیں ۔۔۔۔ مگر حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن پر تو حسن یوسف بھی فدا اور نثار ہے ۔۔۔۔ حسن یوسف کو دیکھنے والی عورتوں کا انگلیوں کو کاٹنا حسن یوسف کا کمال ہے ۔۔۔۔ مگر میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر غیرت الٰہیہ کے ستر ہزار پردے ہونے کے باوجود آپ کے حسن کی جلوہ آفرینیوں کا یہ عالم ہے۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں ۔۔۔۔ کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بے شک سیدنا یوسف علیہ السلام پیکر حسن و جمال تھے ۔۔۔۔ انہیں دیکھ کر مصری عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لیں ۔۔۔۔ مگر اے میرے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ حسن کامل بخشا ہے ۔۔۔۔ کہ تمہیں دیکھے بغیر عرب کے مردوں نے تمہارے نام پر اپنی گردنیں کٹوا لیں ۔۔۔۔ ادھر دیدار عام تھا ۔۔۔۔ ادھر صرف نام ہے۔

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مصر کی عورتوں نے حسن یوسف کو دیکھا تو اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔ اگر میرے محبوب ﷺ کو دیکھ لیتیں تو اپنے دل کاٹ لیتیں۔ شاعر نے حضور نبی اکرم ﷺ کے حسب دلآویز کی عظمت کو یوں بیان کیا ہے:۔

ماہی میرا ہے سب توں سوہنا زلفاں چھلے چھلے
لوکی لبھدے رب نوں یار واہنوں سب سنہیڑے گھلے
شاناں اوسدیاں سب تو اچیاں بلے بلے بلے
صائم سوہنے ہور وی ہوسن پر اس توں تھلے تھلے

اور حسن مصطفےٰ ﷺ کی جلوہ آفرینیوں کے عالم کو اس طرح بیان کیا گیا حضرت حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ میرے آقا و مولا ﷺ کے چہرے کی تابانی کیا بیان کروں۔

آسمان گر تیرے تلووں کا نظارہ کرتا
روز اک چاند تصدق میں اتارا کرتا

اور ایک عاشق نے حسن مصطفےٰ ﷺ کے انوار کا ذکر اسطرح کیا ہے۔

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

آپ کے حسن و جمال کی کشش کا یہ عالم تھا کہ آپ اگر پہاڑ پر جلوہ افروز ہوتے تو اسے وجد آجاتا تھا۔۔۔۔ جال میں پھنسی ہوئی ہرنی آپ کے کرم سے آزاد ہو

کر دوبارہ آ گئی تھی۔۔۔۔استن حنانہ آپ کے فراق میں رویا۔

بے قراری

جناب سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں ایک بکری تھی۔۔۔۔جب نبی کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف لاتے تو وہ بکری پرسکون ہو جاتی اور چارہ بھی کھاتی۔۔۔۔اور جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو وہ بکری پریشان اور بے قرار ہو جاتی۔

(مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۹۰)

دراز گوش

جب خیبر فتح ہوا تو ایک دراز گوش ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا۔۔۔۔حضور میری نسل میں ستر حمار ہوئے ہیں جن پر نبیوں نے سواری فرمائی۔۔۔۔اب میں اپنی نسل میں سے ایک ہی باقی ہوں۔۔۔۔آپ کرم فرمائیں اور مجھے اپنی سواری کے لیے منظور فرمالیں۔۔۔۔میں ایک یہودی کے قبضہ میں تھا۔اور وہ جب بھی مجھ پر سوار ہوتا تو میں اسے قصداً گرا دیتا اور وہ مجھے مارا کرتا تھا۔

چنانچہ حضور رحمتہ للعالمین ﷺ نے اسے اپنی سواری کے لیے منظور فرمالیا۔۔۔۔اور اس کا نام یعفور'' رکھا۔۔۔۔سواری کے علاوہ اس سے یہ کام بھی لیا جاتا کہ جب وہ کبھی کسی صحابی کو دربار رسالت میں بلوانا مقصود ہوتا تو آپ یعفور کو حکم دیتے کہ جا اور فلاں صحابی کو بلا کر لاؤ۔۔۔۔یعفور اس صحابی کے مکان پر پہنچ کر اپنا سر دروازہ پر مار کر دروازہ کھٹکھٹاتا اور گھر والا باہر نکلتا۔۔۔۔تو یعفور فوراً اشارہ کرتا

۔۔۔۔جس پر صحابی سمجھ جاتا کہ اسے دربار رسالت میں طلب کیا گیا ۔۔۔۔پھر وہ دربار رسالت میں حاضر ہو جاتا ۔۔۔۔تو جب نبی کریم ﷺ کا وصال باکمال ہوا تو یہ گدھا جس کا نام حضور اکرم ﷺ نے ''یعفور'' رکھا ہوا تھا ۔۔۔۔آپ کے مکان پر حاضر ہوا اور آپ کو وہاں موجود نہ پایا ۔۔۔۔تو آپ کی جدائی برداشت نہ کر سکا ۔۔۔۔اور خود کو ایک کنوئیں میں گرا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔

(مدارج النبوت)

یہ تو جانوروں، لکڑیوں اور پتھروں کی حالت تھی کہ وہ جمال مصطفےٰ ﷺ سے راحت اور آپ کے فراق سے پریشان ہو جاتے ۔۔۔۔تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت کیا ہو گی۔

دیکھے تیرا جلوہ تو تڑپ جائیں حجر بھی
روشن ہیں تیرے نور سے سورج بھی قمر بھی
اک ہم ہی نہیں تیرے چاہنے والے
اللہ بھی حوریں بھی فرشتے بھی بشر بھی

شوق زیارت

ایک روز حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ جو کہ نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے ۔۔۔۔آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ۔۔۔۔چہرے کا رنگ زرد ۔۔۔۔بکھرے ہوئے بال ۔۔۔۔شکستہ و پراگندہ حالت ۔۔۔۔نبی اکرم ﷺ نے اپنے غلام کی حالت دیکھی تو فرمایا ۔۔۔۔اے ثوبان تو نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ ۔۔۔۔کیا تم بیمار ہو، عرض کیا

۔۔۔۔یارسول اللہ ﷺ مجھے نہ بخار ہے' نہ سر درد' نہ ہی کوئی اور تکلیف ہے۔بس

''میں بیمار عشق رسول ہوں''

یارسول اللہ مجھے کوئی کسی قسم کی تکلیف بیماری نہیں بس مجھے آپ سے محبت ہے۔۔۔۔اور مجھے آپ کو دیکھے بغیر سکون نہیں آتا۔۔۔۔آج بیٹھے بیٹھے خیال آیا ۔۔۔۔کہ اگر میں روز محشر جنت میں داخل ہو گیا۔۔۔۔تو آپ وہاں انبیاء کرام کے ساتھ اعلیٰ مقام پر جلوہ افروز ہوں گے۔۔۔۔اور میں غلاموں کی صف میں نہ جانے کہاں اور آپ سے کتنی دور میرا ٹھکانہ ہوگا۔آج تو جب میرا دل چاہتا ہے آپ کے دیدار سے مشرف ہو جاتا ہوں۔۔۔۔اور ہو سکتا ہے کہ میں جنت میں آپ کے پاس نہ پہنچ سکوں۔۔۔۔بس اس خیال فراق نے میرا یہ حال کر دیا ہے۔۔۔۔ابھی صحابی رسول ﷺ اپنی داستان غم بیان کر رہا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا۔۔۔۔اے میرے محبوب ﷺ اپنے اس صحابی کو تسلی و تشفی دے دو ہمارا فرمان سنا دو!

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ	''اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ	تو اس کو ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ
عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ	تعالیٰ نے انعام کیا۔ یعنی انبیاء اور
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ	صدیقین اور شہداء اور صالحین یہ کیا ہی
اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا	اچھے ساتھی ہیں۔

(پ۵ ع۶)

اس آیت کریمہ میں یہ خوشخبری دی گئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب

مکرم ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری کرنے والے روز محشر نبیین، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔۔۔۔تو اس آیت میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو تسلی دی گئی کہ۔اے ثوبان فکر مت کرو تم جنت میں اپنے آقا و مولا رسول مکرم ﷺ کے ساتھ رہو گے اور تمہیں جمال مصطفےٰ ﷺ کا جلوہ نصیب ہوگا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پسند

سامعین محترم! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جتنا بارگاہ مصطفوی ﷺ کے قریب ہوتے جاتے تھے اتنا ہی شوق دیدار بڑھتا جاتا تھا۔۔۔۔چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک روز پوچھا گیا۔۔۔۔کہ اے صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی پسندیدہ چیز کیا ہے۔۔۔۔تو آپ نے کہا!

اَلنَّظْرُ اِلٰی وَجْہَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ''رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھتے رہنا''

(نزہۃ المجالس ص ۱۴۲ ج ۱)

جسکی ترجمانی شاعر نے اس طرح کی ہے۔

ایسا نقش ہے تیرا دل دے اندر جدوں ویکھاں سامنے توں ہوویں

اکھ میٹاں تے تیری شکل دسے اکھ کھولاں تے سامنے توں ہوویں

اے دعا رفیق دی ہر ویلے میرا ساہ نکلے تیرے قدماں وچ

وچ قبر دے جدوں حساب ہووے اوہدوں ویکھاں سامنے توں ہوویں

سامعین محترم! حضور تاجدار دو جہاں ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسا حسن عطا فرمایا کہ جو بھی آپ کو دیکھ لیتا وہ آپ کا ہو کر رہ جاتا۔۔۔۔اور پھر اسے آپ کے

حسن جمال آرا کے بغیر چین نہ آتا تھا۔

رخ والضحیٰ

مدینہ طیبہ میں ایک یہودی کے بیٹے نے ایک روز پیکر حسن و جمال حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کے جمال جہاں آرا کو دیکھا۔۔۔۔تو دل کی دنیا ہی بدل گئی ۔۔۔۔آپ کا رخ والضحیٰ اس کے دل میں نقش ہو گیا۔۔۔۔محبت رسول ﷺ اس کے قلب میں موجزن ہو گئی۔۔۔۔مگر والدین کے خوف کی وجہ سے اس نے اپنے دل کی کیفیت کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔۔۔۔حب رسول کا سینہ میں ایک طوفان برپا تھا ۔۔۔۔دیدار رسول کے بغیر اسے سکون نہ ہوتا۔۔۔۔دل کی پیاس بجھانے کے لیے مسجد نبوی شریف کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا۔۔۔۔کبھی اسے رخ انور کی زیارت ہو جاتی۔۔۔۔اور کبھی مایوسی میں واپس لوٹ جاتا۔۔۔۔عشق محبوب ﷺ اس کے روئیں روئیں سما چکا تھا۔۔۔۔عارف کھڑی شریف فرماتے ہیں۔

جناں دلاں وچ عشق سمایا رونا کم اونہاں دا
ملدے وی روندے وچھڑے روندے روندے ٹردیاں رانواں

یہودی کے بیٹے نے اسطرح کچھ عرصہ گزارا۔۔۔۔اس کی کیفیت اور حال نے آخر اسے لاچار کر دیا۔۔۔۔اور وہ بیمار ہو گیا۔۔۔۔پھر اسے کئی طبیبوں، حکیموں کے پاس لے جایا گیا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔۔۔۔بالآخر بستر مرگ پر جا پڑا۔۔۔۔ والدین تو پہلے ہی پریشان تھے کہ ان کا نور نظر دنیا کی زندگی کی سرحد پار کرتے دکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔اولاد کی مفارقت کا غم کسے نہیں ہوتا۔

بہر حال دکھی ماں باپ نے اپنے بیٹے کے قریب اپنا منہ کیا اور کہا میرے بیٹے اگر تمہاری کوئی خواہش ہو تو بیان کرو کوئی آرزو ہو تو پیش کرو۔۔۔۔بیٹے نے حسرت بھری نگاہوں سے باپ کے چہرے کو دیکھا۔۔۔۔اور بڑا حوصلہ کرتے ہوئے دل کی بات بیان کرنے سے پہلے پوچھا۔۔۔۔والد گرامی کیا تم میری خواہش پوری کرو گے؟ باپ نے کہا میری جان کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔۔ ہم وعدہ کرتے ہیں ۔۔۔۔آج جو بھی ہم سے مانگو گے وہ دیا جائے گا۔۔۔۔یہ سننے کے بعد بیٹے کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور اس نے لرزتے ہوئے ہونٹوں کو جنبش دیتے ہوئے عرض کیا۔۔۔۔ابا جان۔۔۔۔میں مدینے والی سرکار حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کی محبت کا اسیر ہوں مجھے ان کا دیدار کیے بغیر چین نہیں آتا۔۔۔۔اگر آپ انہیں بلا لاؤ تو میں ان کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لوں گا۔۔۔۔باپ چونکہ یہودی تھا۔۔۔۔بیٹے کے اس سوال پر سیخ پا ہو گیا۔۔۔۔ابھی جذبات میں بے قابو ہو کر کچھ کہنا چاہتا تھا۔۔۔۔ کہ اس نے خود کو سنبھالا دیا اور زندگی کے چند سانسون کے مہمان بیٹے کی فرمائش پوری کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔

چنانچہ وہ یہودی دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور اپنے بیٹے کی کیفیت و حالت اور شوق زیارت عرض کیا۔۔۔۔قربان جاؤں اس یہودی کے بیٹے کے مقدر پر کہ حضور رحمتہ للعالمین ﷺ اس کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے ادھر موت کا فرشتہ روح قبض کرنے کے پہنچ چکا تھا۔ عاشق رسول ﷺ نے بزبان حال موت کے فرشتے سے مخاطب ہو کر کہا جس کی ترجمانی اشعار میں اسطرح کی گئی ہے۔

دو گھڑیاں رک جا تقدیر سانوں لکیاں توڑ نبھا لین دے

خود جان حوالے کر دیساں اس جان دا مالک آلین دے

حضور سید المرسلین ﷺ اس کی چار پائی کے پاس تشریف فرما تھے۔ پھر عاشق رسول ﷺ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کے رخ انور کو دیکھا۔۔۔۔ تو بچشم گریاں عرض کیا مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمالو۔۔۔۔ مجھے کلمہ پڑھا کر اپنا امتی بنالو ۔۔ مگر افسوس میری زندگی کا یہ آخری لمحہ ہے۔۔۔۔ میں جب دربار خداوندی میں جاؤں گا تو میرے نامہ اعمال میں کوئی نیک عمل نہیں ہوگا۔۔۔۔ یہ سن کر رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا بیٹے کلمہ پڑھنا تیرا کام ہے۔۔۔۔ تیری بخشش اپنے رب کی بارگاہ سے کروانا میرا کام ہے۔۔۔۔ چنانچہ اس یہودی کے بیٹے کو نبی کریم ﷺ نے کلمہ پڑھایا۔۔۔۔ اور اس نے رخ والضحیٰ پر آخری نظر ڈالی اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔۔۔۔ یہودی نے سلطان مدینہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی۔۔۔۔ جناب اس کی میت آپ کی امانت ہے۔۔۔۔

پھر اس خوش نصیب کے جسد خاکی کو کاشانہ نبوت پر پہنچادیا گیا۔۔۔۔ وہاں پر اس کے غسل کفن کا اہتمام کیا گیا۔۔۔۔ اور۔۔۔۔ آنسوؤں کی برسات میں آستانہ رسول ﷺ سے اس کا جنازہ اٹھا کر آخری آرام گاہ کی طرف لے جایا گیا ۔۔۔۔ صحابہ کرام نے کیا دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اس کے جنازے کے ساتھ چل رہے ہیں۔۔۔۔ اور پورا قدم زمین پر نہیں رکھتے۔۔۔۔ ایک صحابی نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا۔۔۔۔ کہ اس کے جنازہ کے ساتھ اتنے فرشتے چل

رہے ہیں کہ پورا قدم رکھنے کی جگہ نہیں ۔۔۔۔ پھر اسے جنازہ پڑھ کر جنت البقیع میں سپردخاک کیا گیا۔

(زلف زنجیر ص ۱۹۰)

سامعین محترم! جس خوش نصیب کو رخ والضحیٰ کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے اس کے دل میں یہ چہرہ محبوب کریم ﷺ نقش ہو جاتا ہے کہ اسے آپ کے دیدار کے بغیر سکون میسر نہیں آتا تھا۔۔۔۔ دل کا عقیدہ ہے۔ عاشق صادق کا یہ عقیدہ ہے۔

دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئی زباں
اکھیاں بنایاں سوہنے دے دیدار واسطے

دل وہ دل ہے جس میں یاد مصطفےٰ ﷺ اور زبان وہ وہ ہے۔ جس پر ذکر رسول ﷺ ہو۔۔۔۔ اور آنکھیں وہ آنکھیں جس میں بصارت نہیں۔

بصارت!

حضور نبی کریم ﷺ کا جب وصال باکمال ہوا۔۔۔۔ تو مدینہ طیبہ میں رونے کی آوازیں اس طرح بلند ہو رہی تھیں جیسے حجاج اکرام کے تلبیہ کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔۔۔۔ ہر طرف درد وغم پریشانی کا عالم تھا۔۔۔۔ صدیق وعمر عثمان اور حیدر (رضی اللہ عنہم) کی انکھوں میں ہنجوں کی برسات تھی۔۔۔۔ جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ کی مفارقت میں رو رہی تھیں۔۔۔۔ حسنین کریمین اپنے شفیق نانا کی جدائی میں آنسو بہا رہے تھے۔۔۔۔ اور اصحاب حقہ اپنے آقا ومولیٰ کی جدائی کے تصور میں دم بخود تھے۔۔۔۔ مسجد نبوی کا محراب اپنے امام اور منبر اپنے خطیب سے

محروم ہو رہا تھا۔۔۔۔ جنت کی کیاریاں جن میں شب و روز قدم رسول چہل قدمی کر تے تھے آج وہ گریاں کناں تھیں ۔۔۔۔ غرضیکہ مدینہ منورہ کی مقدس گلیاں مسجد نبوی کے درو دیوار تصویر غم بن چکے تھے۔۔۔۔ ہر طرف غم کا عالم تھا۔

ایک صحابی جن کا نام زید بن عبداللہ انصاری، جنہیں ابھی تک معلوم نہ تھا کہ مدینہ میں ایک قیامت صغریٰ کا عالم بپا ہے۔۔۔۔ کھجوروں کے باغ میں مصروف کار تھے۔۔۔۔ ان کا بیٹا باغ میں پہنچا تو روتے ہوئے عرض کرنے لگا۔۔۔۔ والد گرامی کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج مدینہ طیبہ میں ایک حشر کا عالم بپا ہے۔۔۔۔ اس لیے کہ ہمارے رسول ﷺ بے کسوں کے والی نے پردہ فرمالیا ہے۔

صحابی نے جب یہ خبر سنی تو آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات ہونے لگی روتے ہوئے کاشانہ نبوت پر پہنچے اور دیدار نبی کیا۔۔۔۔ رخ مصطفٰے ﷺ پر آخری نظر ڈالی اور عرض کیا۔ اے محبوب کیا آج کے بعد دوبارہ یہ رخ انور دیکھنا نصیب نہ ہوگا ۔۔۔۔ میں پہلے کبھی آپ کو منبر مبارک پر بیٹھے دیکھ لیتا تھا۔۔۔۔ کبھی مصلے پر جلوہ افروز دیکھ لیتا تھا۔۔۔۔ کبھی حجرے میں کبھی محلے میں۔۔۔۔ لیکن اب آپ کا دیدار نہ ہوگا۔۔۔۔

پھر روتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔۔۔۔ اے اللہ!

بس دعا کرد وزاری نمود خدا وندا ببر
بصر مراتا نہ بینم بعد زا محبوب خود ہیچ کسے

(معارج النبوت ص ۲۹۸ ج ۱)

''پس زاری کرتے ہوئے دعا کی اے اللہ میری آنکھ کی بینائی لے لے تاکہ میں اپنے محبوب کے بعد کسی کو نہ دیکھ سکوں''

اس دعا کے بعد ان کی بینائی جاتی رہی اور انہوں نے رخ محبوب ﷺ کو دیکھ لینے کے بعد پھر ساری زندگی کسی کو نہیں دیکھا۔۔۔۔

آؤ مل کر بارگاہ خداوندی میں دعا کریں کہ وہ ہمیں بھی ایسے محبوب کریم ﷺ کی محبت واطاعت اور آپ کی زیارت نصیب فرمائے۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

مالک کوثر ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ صَدَقَ اللّٰہُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
اس کی بخشش ان کا صدقہ
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
سلم سلم کی ڈھارس سے
پل پر ہم کو چلاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالک کل کہلاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہیں پلاتے یہ ہیں

قابل صد احترام! بزرگو دوستو، عزیز ساتھیو! ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل و علا نے کائنات عالم میں بسنے والے انسانوں کی ہدایت، رہبری اور پیشوائی کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء کرام، مرسلین عظام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔۔۔۔جنہوں نے راہ ہدایت سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو صراط مستقیم کا درس دیا۔ اللہ رب العزت وحدہ لاشریک ذات کی واحدانیت، یکتائی اور کبریائی کو تسلیم کرنے اور اس کے حضور سجدہ ریز ہونے کی دعوت ارشاد فرمائی خلق خدا کو اپنے خالق و مالک کے حضور جبین نیاز جھکانے، اس کی فرمابرداری اختیار کرنے کا حکم دیا ۔۔۔۔انسان کو اس کے منشور حیات اور اس کے منصب و مرتبہ سے آگاہ کیا۔۔۔۔ بدی برائی سے بچنے اور نیکی خیر وفلاح کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔۔۔۔

پھر سعادت مند، خوش نصیب انسانوں نے انبیاء کرام کی دعوت وارشاد کو قبول کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنوار لیا۔۔۔۔اور کچھ بد بخت شقی لوگوں نے اپنی زندگیوں کو ہلاکت میں ڈال لیا ہے۔۔۔۔

سامعین محترم! قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ جن خوش بخت لوگوں نے انبیاء کرام کی دعوت و تبلیغ کو قبول کیا، انہوں نے اللہ تبارک وتعالٰی کی فرمانبرداری اور اس کے نبی کی فرمانبرداری کو اپنا شیوہ بنالیا۔

اور جنہوں نے راہ حق پر چلنے سے انکار کر دیا۔۔۔۔انہوں نے نہ صرف نیکی اختیار کرنے سے انکار کیا، بلکہ راہ حق کا درس دینے ولی مقدس جماعت انبیاء کی مخالفت، مخاصمت، بغض وعناد اور دشمنی اختیار کرلی۔ انہوں نے پیغمبران عظام کو ہر قسم کی

ذہنی، جسمانی تکلیف پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔۔۔۔حتیٰ کہ بعض کی شقاوت تو اس قدر بڑھی کہ انہوں نے نبیوں کو قتل ہی کر ڈالا۔۔۔۔جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ''اور وہ انبیاء کو ناحق قتل کر دیتے تھے''

(پ۱ ع۶)

انہوں نے نبیوں کو قتل کیا، مفسرین کرام نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ بنی اسرائیل نے ایک دن میں ستر انبیاء کو شہید کر دیا۔

سامعین محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے جتنے انبیاء کرام کو اس دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔۔۔۔ان سب کے ساتھ یہ حالات پیش آئے۔۔کہ کچھ لوگوں نے تو ان کے پیغام کو تسلیم کر لیا اور کچھ لوگوں نے انکار کر کے انہیں تکلیف واذیت پہنچائی۔۔۔۔قرآن حکیم نے ان بد بخت لوگوں کے ظلم وستم اور ناروا سلوک کا تذکرہ فرمایا۔

قوم نوح علیہ السلام

سیدنا نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو دعوت حق ارشاد فرمائی

يَا قَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ

(پ۸ ع۱۵)

''اے قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں مجھے تمہارے بارے میں بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے''۔

جب آپ نے قوم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی واحدانیت و یکتائی کبریائی کا درس اور اس کے حضور سجدہ ریز ہونے کے لیے فرمایا۔۔۔۔اور انہیں آخرت کے عذاب سے ڈرایا تو انہوں نے راہ حق قبول کرنے کی بجائے آپ پر الزام تراشی کرتے ہوئے ۔۔۔۔جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ	تو ان کی قوم کے سرداروں نے یہ کہا کہ ہم تمہیں کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے دیکھتے ہیں۔ (پ ۸ ع ۱۵)

تو جناب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی الزام تراشی کے جواب میں ارشاد فرمایا!

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ (پ ۸ ع ۱۵)	اے قوم مجھ سے کسی طرح کی گمراہی نہیں میں تو پروردگار عالم کا بھیجا ہوا رسول ہوں

قوم عاد

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہم نے قوم عاد کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا۔۔۔۔اور انہوں نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (پ ۸ ع ۱۶)	"اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم نہیں ڈرتے"۔

جب آپ نے قوم کو دعوت توحید دی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف سے

ڈرایا تو انہوں نے جواباً کہا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے:۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ

(پ۸ع۱۶)

"ان کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ تحقیق ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور بے شک ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں۔

سیدنا ہود علیہ السلام کی قوم نے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور آپ کی نبوت کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہے تو آپ نے ارشاد فرمایا:۔

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ

(پ۸ع۱۶)

"اے میری قوم مجھے بیوقوفی سے علاقہ نہیں میں تو پروردگار کا رسول ہوں میں تمہیں خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہارا امانت دار اور خیر خواہ ہوں"

قوم شعیب

علاقہ مدین میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدنا شعیبؑ کو نبی بنا کر بھیجا تو آپ نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا!

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ

"اے قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تم کو آسودہ سال

بِخَيْرٍ وَّاِنِّىْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ	دیکھتا ہوں مجھے تمہارے لیے ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے جو تم کو گھیر کر رہے گا۔

(پ۱۲ع۸)

آپ نے جب قوم کو دعوت حق ارشاد فرمائی تو کچھ لوگوں نے اسے قبول کر لیا اور قوم کے متکبر سرداروں نے انکار کر دیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ کے ساتھ بے رخی اور بد کلامی کرتے ہوئے کہا:۔

وَاِنَّا لَنَرٰكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا وَّلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَا اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ	''تحقیق البتہ ہم تمکو اپنے درمیان کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تیری برادری نہ ہوتی تو ہم تم کو سنگسار کر دیتے اور تم ہم پر کسی طرح بھی غالب نہ ہوتے''

(پ۱۲ع۸)

جناب سیدنا شعیب علیہ السلام نے جب قوم کے متکبر سرداروں کی یہ گفتگو سنی تو آپ فرمایا:۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِىْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا اِنَّ رَبِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ	''اے میری قوم کیا میری برادری تم پر اللہ سے زیادہ عزیز ہے اور اس کو تم نے پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے میرا پروردگار تمہارے سب اعمال پر احاطہ کئے ہوئے ہے''۔

(پ۱۱ع۸)

اے میری قوم تم میری برادری کا لحاظ رکھتے ہو اور حکم پروردگار کی تمہارے

نزدیک کوئی اہمیت نہیں:۔

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوْا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ	''اور اے میری قوم اپنی جگہ کام کئے جاؤ میں (اپنی جگہ) کام کئے جاؤں تمہیں، عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور جھوٹا کون ہے اور تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں''

(پ۱۲ع۸)

قوم موسےٰ

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تبارک وتعالیٰ نے اپنی نشانیاں عطا فرما کر فرعون اور اس کے ماننے والوں کی اصلاح کے لیے بھیجا تو آپ نے فرعون اور اس کے درباریوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ	''اور موسیٰ نے کہا کہ اے فرعون میں رب العالمین کا بھیجا ہوا رسول ہوں''

(پ۹ع۳)

آپ نے فرعون اور اس کے ماننے والوں کو دعوت حق ارشاد فرمائی تو ان بدبختوں نے آپ کی نبوت اور اللہ رب العالمین جل وعلا کی الوہیت تسلیم کرنے کی بجائے آپ کو جادوگر کہا جیسا کہ قرآن حکیم میں وارد ہوا ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ قوم فرعون کے سردار کہنے لگے یہ تو ایک علم والا جادوگر ہے"

(پ۹ع۴)

سامعین محترم! ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل وعلا نے جتنے انبیاء مرسلین علیہم السلام کو انسانوں کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا سب نے لوگوں کو دعوت حق ارشاد فرمائی۔ خوش نصیب لوگوں نے ان کی تعلیم و تبلیغ سعید کو قبول کیا اور بد بخت لوگوں نے انکار بھی کیا اور انبیاء کرام کو ہر طرح کی اذیت پہنچانے کی کوشش کی اور ان پر ہر طرح کے خود ساختہ الزامات عائد کیے۔۔۔۔ قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جس نبی پر بھی لوگوں نے اعتراض کیا تو اس نبی نے اس کا خود جواب دیا۔۔۔ مگر قربان جاؤں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان پر۔۔۔ آپ کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ جس کسی نے بھی کوئی اعتراض کیا تو اس کا جواب خود اللہ رب العالمین جل وعلا نے ارشاد فرمایا:۔

رتبہ کراں بیان کی اس بے مثال دا
ثانی نہ کوئی آمنہ مائی دے لال دا

سامعین محترم! اگر کفار و مشرکین نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے شریک ٹھہرائے تو یہودیوں نے سیدنا عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا لیا۔۔۔ عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا پکارنا شروع کر دیا۔۔۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ کی یکتائی، کبریائی کا انکار کیا گیا تو زبان نبوت سے کہلوایا گیا۔۔۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

''فرمادیجئے وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ کسی کا باپ نہ کسی کا بیٹا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں''

(پ۳۰ ع۲۷)

جب خداوند قدوس کی توحید کا انکار ہوا تو نبی کریم ﷺ نے جواب دیا اور ۔۔۔ جب نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کا انکار ہو تو جواب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

رسولوں کا تاجدار

کفار و مشرکین نے رسالت مآب ﷺ کی رسالت کا انکار کیا۔۔۔ اور کہا:۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا

''اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ رسول نہیں ہو''۔

(پ۱۳ ع۱۲)

کفار نے جب سید دوعالم ﷺ سے کہا کہ تم رسول نہیں ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

''یٰسین قسم ہے قرآن کو جو حکمت سے بھرا ہوا ہے بیشک تم رسولوں میں سے ہو''

سایہ کوئی نہیں

سایا نہ بنایا۔۔۔ تا کہ بے ادبی نہ ہو!۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ
(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۶)

’’کہ رسول اکرم ﷺ کا سورج اور چاند کی روشنی میں سایہ دکھائی نہیں دیتا تھا‘‘

اوصاف حمیدہ

کفار و مشرکین نے آپ پر اعتراضات کرتے ہوئے کہا:۔

وَقَالُوْا یٰاَیُّھَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْہِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ
(پ۱۴ ع۱)

’’اور کفار نے کہا اے شخص جس پر قرآن اتارا گیا تو البتہ دیوانہ ہے‘‘۔

جب کفار و مشرکین نے آپ کو دیوانہ کہا (معاذ اللہ) تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ
(پ۲۹ ع۳)

’’قلم اور ان کے لکھے کی قسم تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہو۔ اور ضرور تمہارے لیے بے انتہا اجر ہے۔ اور تمہارے اخلاق بہت عالی ہیں۔ سو عنقریب تم بھی دیکھ لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون مجنوں ہے‘‘

نطق وحی یزداں

جب کفار و مشرکین کو توحید باری تعالیٰ کو تسلیم کرنے کے لیے کہا گیا تو

وانہوں نے تکبر کرتے ہوئے کہا:۔

وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ

"اور کہتے تھے ہم بھلا ایک شاعر دیوانے کے کہنے سے کہیں اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں"۔

(پ۲۳ع۳)

جب ان بدبختوں نے ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کو (معاذ اللہ) شاعر دیوانہ کہا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا:۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ

"بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور انہوں نے پہلے رسولوں کی تصدیق فرمائی"۔

(پ۲۳ع۶)

اے میرے محبوب ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی کرنے والو!

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ

"بے شک تم تکلیف دہ عذاب کا مزہ چکھنے والے ہو"۔

(پ۲۳ع۶)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان بدبختوں سے فرمایا کہ اے میرے محبوب کریم ﷺ کو شاعر کہنے والو!

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ

"اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ ہی ان کی شایان شان ہے"۔

(پ۲۳ع۴)

اے میرے محبوب کریم ﷺ پر یہ اعتراض کرنے والو سن لو!

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

”اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے مگر جو انہیں وحی کی جاتی ہے“۔

(پ ۲۷ ع ۵)

محبوب کبریا

ایک مرتبہ چند روز وحی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو کفار و مشرکین نے شور کیا کہ (معاذ اللہ) محمد (ﷺ) سے خدا نے انہیں چھوڑ دیا ہے اور وہ ان سے ناراض ہو گیا ہے۔۔۔ تو جب یہ اعتراض ہوا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا:۔

وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی

”اور چاشت کے وقت کی قسم اور رات کی تاریکی کی قسم جب وہ چھا جائے۔ نہ تمہیں تمہارے رب نے چھوڑا ہے اور نہ ہی ناراض ہوا تمہاری ہر آنیوالی ساعت پہلے سے بہتر ہے“۔

(پ ۳۰ ع ۱۸)

گستاخ کی بربادی

جب نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر لوگوں کو دعوت حق ارشاد فرمائی۔۔۔ تو لعین ابولہب نے کہا ”اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَّكَ“ (ترمذی ص ۱۷۵ ج ۲) کہ اے محمد (ﷺ) تم تباہ ہو جاؤ! کیا تم نے ہمیں اس لیے یہاں بلایا تھا ۔۔۔ اس کی بات اللہ تبارک و تعالیٰ کو سخت ناپسند آئی جس کی وجہ سے اللہ رب

العالمین کا غضب اس پر نازل ہوا اور سورۃ تبت یدا نازل ہوئی جس میں ابولہب کو ذلیل ورسوا خاسر ومقہور کر دیا گیا ارشاد ہوا:۔

تَبَّتْ يَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ مَا اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ (پ۳۰ ع۲۶)

"تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہی ہو گیا۔ اسکے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ ہی جو اس نے کمایا"۔

مکہ معظمہ میں ایک کافر ولید بن مغیرہ تھا جو حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والوں میں پیش پیش رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اس کا وطیرہ پایا تو ذات باری تعالیٰ کو جلال آ گیا اور اس کے دس عیوب کو قرآن حکیم میں بیان فرما دیا اور جب تک یہ دنیا قائم رہے گی اس کی ذلالت اور رسوائی ہوتی رہے گی۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ (پ۲۹ ع۳)

"اور ہر ایسے کی بات نہ سننا۔ جو بڑی قسمیں کھانے والا۔ ذلیل۔ بہت نکتہ چین۔ چغلیاں کرنے والا۔ بھلائی سے بڑا روکنے والا۔ حد سے تجاوز کرنے والا۔ بدکار۔ اکھڑ مزاج اسکے علاوہ بد اصل ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی آدمی کے اتنے عیوب بیان نہیں کئے جتنے کہ ولید بن مغیرہ کے بیان فرمائے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے اپنی ماں سے کہا کہ محمد (ﷺ) نے میرے دس عیب بیان کئے ہیں ان میں سے نو کو تو میں جانتا ہوں مگر ایک طعن جو سب سے بڑا ہے

(ولدالزنا) کو میں نہیں جانتا۔ سچ سچ بتاؤ کہ اس کی حقیقت کیا ہے' ورنہ میں تیرا سر قلم کردوں گا۔ تو اس کی ماں نے کہا تیرا باپ نامرد تھا اور بے شمار مال و دولت کا مالک تھا' مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ اس کا مال و دولت ضائع ہو جائے گا تو میں نے ایک چرواہے سے برائی کی جس کے بعد تیری پیدائش ہوئی۔

سامعین محترم! اب ان لوگوں کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے۔ جو دن رات بے عیب محبوب کریم ﷺ کی ذات گرامی میں عیب ڈھونڈتے ہیں۔ کہ کہیں وہ بھی ولید بن مغیرہ پلید کی طرح اپنا خانہ خراب تو نہیں کر رہے۔۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک محبوب کبریا ﷺ کی ذات پاک میں نقص ڈالنے والا۔۔۔۔ ناپسند۔۔۔۔ بے دین۔۔۔۔ بے ایمان ہے۔۔۔۔ اور قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے گستاخ رسول کے دس عیوب بیان کر کے قیامت تک ذلیل وخوار اور رسوا کر دیا ہے۔

دس کا عدد

تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک کلمہ گستاخی اور بے ادبی کا رسول اللہ ﷺ کے متعلق استعمال کرنے والے کے دس عیب بیان کیے گئے ہیں۔۔۔۔ اس سے واضح ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ کے گستاخ کی سزا دس گنا ہے۔۔۔۔ تو' جو ان کی تعریف وتوصیف بیان کرے گا' اس کے لیے بھی دس رحمتیں ہیں۔۔۔۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ عَشْراً

جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا"۔

(مشکوۃ ص ۸۶)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ جل وعلا کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (پ ۸ ع ۷)	''اور جو کوئی (خدا کے حضور) ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو ویسی ہی دس نیکیاں ملیں گی اور جو برائی لائے گا اسکو سزا ویسی ہی ملے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا''

ایک نیکی کرو ثواب اس کو دس گناہ ملتا ہے اور اگر ایک برائی کرو تو وہ ایک ہی لکھی جائے گی۔۔۔۔ مگر محبوب کریم ﷺ وہ معزز و مکرم ذات ہیں کہ اگر کسی نے ان کے بارے میں ذرہ بھی گستاخی کی یا بے ادبی سرزد کی تو اس کی دس گنا سزا ملے گی اور ان کے تمام اعمال کو ضائع کر دیا جائے گا۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ ۲۶ ع ۱۴)	''کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو''

سامعین محترم! ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے جب کوہ صفاء پر کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا:۔

قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا

تو اہل مکہ جو آپ کو پہلے صادق اور امین کہا کرتے تھے وہ ان سب نے آپ کے خلاف آگ اگلنا شروع کر دی' ہر ایک کافر آپ کے سامنے فرعون وشداد بن کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔ شب وروز آپ کو اذیت پہنچاتا۔۔۔۔ آپ کو تکلیف دینا ان لوگوں کا

معمول بن گیا تھا۔۔۔ ہمہ وقت آپ کے خلاف سازشیں منظم کرتے اور آپ کو پریشان کرکے خوش ہوتے۔۔۔ آپ کا دکھ ان کے لیے خوشی وشادمانی کا باعث بنتا۔

فرزندان رسول ﷺ

چنانچہ جب مکہ معظمہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے دو صاحبزادے چھوٹی عمر میں وصال فرما گئے۔۔۔ تو اہل مکہ نے اس پر بڑی خوشی منائی اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔۔۔ کہ محمد (ﷺ) کے دونوں بیٹے فوت ہو چکے ہیں۔۔۔ اب ان کا کوئی جانشین نہ ہوگا۔۔۔ محمد (ﷺ) کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔ اور ان کا لایا ہوا دین ان کے بعد ختم اور بے نام ہو کر رہ جائے گا۔

ابولہب جو حضور نبی کریم ﷺ کا حقیقی چچا تھا۔۔۔ اس کو آپ کے بیٹوں کے وصال کی اتنی خوشی ہوئی۔۔۔ کہ وہ دوڑتا ہوا مشرکین مکہ کے پاس گیا اور کہنے لگا۔۔۔ **بَتِرَ مُحَمَّدٌ اَللَّيْلَةَ**۔۔۔ آج رات محمد (ﷺ) ابتر ہو گیا۔

لعین عاص بن وائل نے کہا:۔

اَنَّ مُحَمَّدًا اَبْتَرُ لَا ابْنَ لَهٗ يَقُوْمُ مَقَامَهٗ بَعْدَهٗ فَاِذَا مَاتَ انْقَطَعَ ذِكْرُهٗ وَاسْتَرَحْتُمْ مِنْهُ

"محمد (ﷺ) ابتر ہیں ان کا کوئی بیٹا نہیں جو ان کی وفات کے بعد ان کا جانشین ہو جب وہ فوت ہو جائیں گے تو ان کا ذکر بند ہو جائے گا تو اس وقت تمہیں اس سے نجات ہو جائے گی"۔

عطائے کوثر

اس طرح کی دلآزار باتیں کفار ومشرکین نے جب کہیں کہ ان کا لایا ہوا دین

ان کے بعد۔۔۔۔ ختم ہو جائے گا۔۔۔۔تو ان کے اس طعن تشنیع سے محبوب کبریا حضور رحمۃ للعالمین ﷺ پریشان اور غمگین ہو گئے۔۔۔۔اس پر رب العزت نے سورۃ الکوثر نازل فرمائی جس میں اپنے محبوب کریم ﷺ کی تسلی وتشفی اور دلجوئی بھی فرمائی اوران بد باطن و بد بخت کفار و مشرکین کو ذلیل وخوار اور قیامت تک رسوا کر کے رکھ دیا۔اورارشاہوتا ہے:۔

اِنَّـآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

''بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمادی ہے تم اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو بے شک تمہارا دشمن ہی ابتر ہے'' (پ۳۰ع۳۴)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سورۃ مقدسہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی تسلی و تشفی کرتے ہوئے فرمایا۔۔۔۔کہ آپ کو ابتر کہنے والے بدنصیب خود ابتر ہیں اے محبوب آپ تو مالک کوثر ہیں۔

''**اِنَّـآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ**''

کوثر کیا ھے؟

ایک قول کے مطابق **هُوَ نَهْرٌ فِى الْجَنَّةِ**۔۔۔۔وہ جنت میں ایک نہر ہے (بخاری ص۹۷۴ج۲) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں جنت کی سیر کر رہا تھا تو میرا گزر ایک نہر سے ہوا جس کے دونوں اطراف پر کھوکھلے موتیوں کے گنبد بنے ہوئے تھے۔ **قُلْتُ مَا هٰذَا جِبْرَائِيْلُ**۔۔۔۔تو میں نے

جبریل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا!

هٰذَا الْكَوْثَرُ اَعْطَاكَ رَبُّكَ یہی وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کی ہے۔

(بخاری ص ۹۷۴ ج ۲)

حوض کوثر

ایک قول کے مطابق کوثر سے مراد حوض کوثر ہے جو میدان حشر میں ہوگا جہاں پر ساقی کوثر ﷺ اپنی پیاسی امت کو جام کوثر پلائیں گے، جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:۔

اِنِّیْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَا يَظْمَاءُ اَبَدًا

"میں تم سے پہلے حوض پر پہنچوں گا اور جو میرے حوض سے گذرے گا وہ حوض کوثر سے پیئے گا اور جو پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا"

(بخاری ص ۹۷۴ ج ۲ مسلم ۲۴۹ ج ۲ ترمذی ص ۷۱ ج ۲ مشکوۃ ۴۸۷)

ایک اور روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے منبر شریف پر جلوہ افروز ہوتے ہوئے فرمایا:۔

فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطٌ لَكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِی الْاٰنَ

"میں تم سے پہلے حوض پر ہوں گا اور میں گواہ ہوں اور خدا کی قسم میں اس وقت حوض کو دیکھ رہوں"

(مسلم ۲۵۰ ج ۲)

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ۔۔۔۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں

عرض کیا۔۔۔ مَا اٰنِیَةُ الْحَوْضِ ۔۔۔ کہ حوض کوثر کے برتن کتنے ہوں گے تو

رسول اللہ نے فرمایا:۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَاٰنِیَتُہٗ اَکْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ
(مسلم ص ۲۵۱ ترمذی ۷۱ ج ۲)

"اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے اس حوض کے برتن آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں"

خیر کثیر

سیدنا ابن عباس فرماتے رضی اللہ عنہ ہیں کوثر مراد کیا ہے؟۔۔۔

اَلْکَوْثَرُ الْخَیْرُ الَّذِیْ اَعْطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ

"کوثر سے مراد خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے۔"

(بخاری ص ۹۷۴ ج ۲)

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں:۔

وَالْاَظْہَرُ اَنَّ جَمِیْعَ نِعَمَ اللّٰہِ دَاخِلَۃٌ فِی الْکَوْثَرِ ظَاہِرَۃً اَوْ بَاطِنَۃً فَمِنَ الظَّاہِرَۃِ خَیْرَاتُ الدُّنْیَا وَمِنَ الْبَاطِنَۃِ الْعُلُوْمِ اللَّدُنِّیَّہِ
(روح البیان ص ۵۲۴ ج ۱۰)

"اور یہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں کوثر میں داخل ہیں۔ ظاہری نعمتیں کوثر دنیا کی بھلائیاں اور باطنی نعمتیں علوم لدنیہ ہیں"

سامعین محترم! ان اقوال مقدسہ سے کوثر کا معنی ایک نہر کوثر۔۔۔ اور حوض کوثر ہے۔۔۔ اور کوثر سے مراد ہر قسم کا خیر کثیر ہے۔۔۔ کوثر سے مراد اللہ تبارک

وتعالیٰ کی تمام ظاہری، باطنی، ودنیاوی، اخروی نعمتیں ہیں جو بارگارہ خداوندی سے آپ کو عطا فرمائی گئیں۔

نبوت

الکوثر سے مراد نبوت ہے۔۔۔۔آپ ﷺ نبوت و رسالت میں سب سے ارفع واعلیٰ اور بلند و بالا ہیں۔۔۔۔آپ سے قبل تشریف لانے والے نبیوں کا دور نبوت آپ کی تشریف آوری کے بعد ختم ہوگیا۔۔۔۔ان کی کتابیں اور صحائف اور دین منسوخ ہو گئے۔۔۔۔مگر حضور تاجدار انبیاء ﷺ کی رسالت و نبوت تا قیام قیامت قائم رہے گی۔۔۔۔آپ کو ساری کائنات کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔۔۔۔آپ ہی **اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ** کی شان کے مالک ہیں۔۔۔۔آپ تاج ختم نبوت کے امین ہیں۔۔۔۔انوار نبوت کی ابتدا بھی آپ سے اور انتہا بھی آپ ہیں۔۔۔۔مظہر اول بھی آپ اور مرسل خاتم بھی آپ ہیں۔۔۔۔

قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی

علوم

کوثر سے مراد علوم مصطفیٰ ﷺ ہیں ہمارے خالق و مالک اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو وہ خزانے عطا فرمائے ہیں جو آپ سے قبل کسی کو نہ دیئے گئے اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کو مل سکیں گے اسی لیے تو سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا
نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے:۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

''رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد پیدا کیا ماکان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا''

(پ۲۷ع۱۱)

حضور نبی کریم ﷺ کے علوم مبارکہ کی مزید عظمت قرآن حکیم نے یوں بیان فرمائی ارشادرب العالمین ہے:۔

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

''اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور تم پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے''

(پ۵ع۱۴)

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں لکھتے ہیں:۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

''پس بے شک آپ کی بخشش سے دنیا اور آخرت کا وجود ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے''۔

خلق عظیم

کوثر سے مراد آپ ﷺ کا خلق عظیم ہے جس کی عظمتوں کا بیان کرنے کے لیے ہماری زبان ہماری تحریر اور ہماری تقریر عاجز ہے۔۔۔۔قرآن نے دنیا اور اس کے تمام مال ودولت کے متعلق کہا ہے:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ”آپ فرما دو کہ دنیا کا برتنا بہت تھوڑا ہے“

(پ۵ع۸)

مگر حضور نبی کریم ﷺ کے وصف خلق کے متعلق فرمایا گیا ہے:۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ”اور بے شک آپ خلق عظیم کے مالک ہیں“۔

(پ۲۹ع۳)

ہم تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی قلیل کو نہیں سمجھ سکتے تو اس کے عظیم کو کیسے بیان کر سکتے ہیں۔۔۔۔سرکار اعلیٰ حضرت عرض کرتے ہیں۔

تیری خلق کو حق نے جمیل کیا تیرے خلق کو حق نے عظیم کیا
کوئی تجھ سا ہوا نہ ہوگا شاہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم

ام المومنین جناب سیدہ عائشہ الصدیقہ سے پوچھا گیا کہ آپ سید المرسلین کا خلق کیسا تھا؟ تو آپ نے فرمایا:۔

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰن ”کہ آپ کا خلق قرآن ہے“

(بخاری شریف)

یعنی اگر اخلاق مصطفےٰ ﷺ کی جھلک دیکھنا ہو تو قرآن کا مطالعہ کرلو۔۔۔۔یہ مصطفےٰ کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کی تصویر ہے۔۔۔۔قرآن قال ہے اور محبوب دوجہاں ﷺ ان کا حال ہیں۔۔۔۔تو قربان جاؤں نہ تو کوئی قرآن کی حد کو پاسکا ہے اور نہ ہی کوئی خلق عظیم کا احاطہ کرسکا ہے۔

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شاہا
تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

علمائے امت

کوثر سے مراد علماء امت ہے۔۔۔۔آپ کو یہ عظمت بارگاہ خداوندی سے عطا ہوئی کہ آپ کے کرم سے امت مسلمہ میں کثیر تعداد علماء حق کی ہے جن سے آپ کی شریعت مطہرہ کی ترویج واشاعت کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اللہ رب العزت نے علماء حق کی شان قرآن میں بیان فرمائی ہے۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ''تحقیق اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔''

(پ۲۲ع۱۶)

حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے علماء امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے رہیں گے۔ مخلوق خدا ان سے راہ حق کی تعلیم اور دینی دنیوی رہنمائی حاصل کرتی رہے گی۔

کثرت امت

کوثر سے مراد امت رسول ﷺ ہے' اہل جنت کی صفوں کی تعداد ایک سو بیس ہوگی اور ان میں سے اسی صفیں حضور نبی کریم کی امت کی ہوں گی۔ سیدنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا

أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ

''ایک جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں اس امت کی اور باقی چالیس صفیں تمام دیگر امتوں کی ہوں گی''۔

(ترمذی' مشکوۃ ص ۴۹۸)

امت کی بزرگی وشرافت کا یہ عالم ہے کہ اس کے برابر کوئی امت نہیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (پ۴ع۳)
تم ایک بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی

یہ وہ امت ہے جو گمراہی پر جمع نہ ہوگی حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

لَا يَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ
''میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی''

رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ الْجَنَّةَ حَرَامٌ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ حَتّٰى اَدْخُلَهَا وَعَلَى الْاُمَمِ حَتّٰى يَدْخُلَهَا اُمَّتِي (مدارج النبوت)
''جنت میں داخل ہونا سب نبیوں پر حرام ہے جب تک میں داخل نہ ہو‌ں گا اور تمام امتوں پر حرام ہے جب تک میرا امتی داخل نہ ہوگا''۔

نبی کریم تاجدار انبیاء ﷺ سے پہلے کوئی نبی جنت میں نہیں جائے گا اور نبی کریم کے امتیوں سے پہلے کسی نبی کا امتی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

اولاد مصطفیٰ ﷺ

کوثر سے مراد اولاد مصطفیٰ ''**اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ**'' میں اعلان کیا گیا ''اے محبوب! یہ کفار و مشرکین اس بات پر خوش ہو رہے ہیں کہ آپ کے بیٹوں کا وصال ہو گیا ہے اور اب آپ کا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا۔۔۔۔تو اے محبوب آپ کی روحانی اور جسمانی اور معنوی اولاد تا قیامت قائم رہے گی اور آپ کے نام کے چرچے ہر سو ہوتے رہیں گے۔ جب تک عرش معلیٰ پر میری کبریائی کا پرچم لہراتا رہے گا۔

تیری مصطفائی کا ڈنکا بھی اس کائنات میں بجتا رہے گا"

سامعین محترم! ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کو معاذ اللہ ابتر کہنے والے ہمارے خالق و مالک کے ارشاد کے مطابق خود ابتر ہو گئے۔۔۔۔۔ آج ابولہب' ابو جہل' عتبہ 'شیبہ' ولید بن مغیرہ کی اولاد کا نام ونشان تک موجود نہیں۔۔۔۔۔ مگر ہمارے آقا و مولیٰ کی نسل پاک حسنی اور حسینی سادات مشرق سے لیکر مغرب تک اور جنوب سے لیکر شمال تک موجود ہے۔۔۔۔ اور حضور نبی مکرم ﷺ کی آل اور آپ کے نام لیوا امتی دنیا کے آخری کونے تک آپ کا ذکر پاک ہر گھڑی اور ہر پل کر رہے ہیں۔۔۔۔ آپ کے ذکر کو مٹانے والے خود مٹ چکے ہیں سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

"وہ اللہ کے نور کو اپنے موہوں سے بجھانے کی کوشش میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنا نور پیدا کرنا ہے اگرچہ کفار اس کا کتنا ہی برا کیوں نہ منائیں" (پ۲۸ ع۹)

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگا ہے تیری ہی داستان ہے
ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا نام ہے اونچا تیرا

سامعین محترم ! اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے نام مبارک کو اتنا دوام عطا فرمایا ہے کہ آپ کو مٹانے والے خود مٹ گئے اور آپ کا نام اس وقت بھی ہوگا جب کسی کا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو اس وقت ایک بار یہ تمام کائنات فنا ہو جائے گی۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ''جو زمین پر ہیں ان سب کو فنا ہونا ہے اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو عظمت اور بزرگی والی ہے'' (پ۲۷ ع۱۲)

ہر چیز فنا ہو جائے گی۔۔۔ ایک اللہ رب العالمین احکم الحاکمین کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔۔۔ مخلوق فنا ہو جائے گی۔۔۔ تو رب العالمین کا ذکر مخلوق میں کر نے والا کوئی نہیں رہے گا۔۔۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر رک جائیگا مگر قربان جاؤں محبوب کبریا ﷺ کی عظمت پر کہ اس وقت آپ کا ذکر بند نہ ہوگا کیونکہ آپ کا ذکر کر نے والا خود اللہ تبارک وتعالیٰ ہوگا جس پر قرآن مجید فرقان حمید گواہ ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں''۔ (پ۲۲ ع۴)

تو یہ درود بھیجنے والی ذات اللہ رب العالمین جل وعلا اس وقت بھی موجود ہو گی، جب کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔۔۔ اسی طرح جب اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔ رسول ﷺ کا ذکر اس وقت بھی ہوتا رہے گا۔۔۔

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

سامعین محترم! ہمارے خالق و مالک جل وعلا نے اپنے محبوب کریم ﷺ سے فرمایا۔۔۔۔اے محبوب اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی ۔۔۔۔

کوثر کسے کہتے ہیں؟۔۔۔۔کوثر کیا ہے۔۔۔۔حقیقت تو یہ وہ اعجاز ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کو بارگاہ خداوندی سے حاصل ہوا۔۔۔۔جس کے معنی بیان کرنے کے کے لیے ہمارے پاس الفاظ نہیں۔۔۔۔اردو' انگریزی' فارسی اور دیگر اقوام عالم کی زبانوں کی لغات خاموش ہیں کہ لفظ ''کوثر'' کے معنی کے لیے کیا لفظ استعمال کریں جیسے رب کی ذات بے مثل و مثال ہے اسی طرح اس کا کلام بھی بے مثل و مثال ہے۔ چاہے دونوں جہانوں کی سب نعمتوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ کر دوسرے پلڑے میں اکیلی کوثر کو رکھا جائے تو پھر بھی کوثر ان سب پر وزنی و بھاری ہوگی۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ۔۔۔۔حضور نبی کریم ﷺ آقا و مولیٰ ﷺ کی شان وعظمت کی وسعتوں کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

سامعین کرام! اگر کسی چیز کے اوصاف بیان کئے جائیں تو ان کی ایک حد ہے اور وہ اپنی حد تک پہنچ کر ختم ہو جائیں گے۔۔۔۔اگر کسی صاحب علم کے علوم کو شمار کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ مثلاً یہ شخص میٹرک' ایف اے' بی اے' ایم اے' پی ایچ ڈی

ہے۔۔۔۔
ایک آدمی انجینئر ہے۔۔۔۔ سکالر ہے۔۔۔۔ ڈاکٹر ہے۔۔۔۔ عام لوگوں اور چیزوں کے اوصاف کا شمار کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔ اور ان کی انتہا معلوم ہو جاتی ہے۔۔۔۔ اور ان کے اوصاف کا بیان ایک حد میں آجانا۔۔۔۔ یہ بھی تو ایک عیب ہے، مگر بے عیب ذات حدود وحساب سے مبرا ہے انسانی عقل وعلوم اس کی حدود تک رسائی پا ہی نہیں سکتے کیونکہ دنیاوی علم اور انسانی عقل خود محدود ہیں۔۔۔۔ یہ لا محدود تک کس طرح پہنچ سکتی ہیں۔

سامعین کرام! کوئی بشر۔۔۔۔ ہمارے حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ کے اوصاف حمیدہ کو شمار نہیں کر سکتا۔۔۔۔ اوصاف کا بیان کرنا تو بہت بڑی بات ہے، آپ کے کسی ایک وصف کا احاطہ، تحریر وتقریر میں نہیں لایا جا سکتا۔۔۔۔ کیونکہ۔

زندگیاں ختم ہوئیں قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا مولا کہوں تجھے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں روز محشر ساقی کوثر علیہ السلام کی بارگاہ سے جام کوثر عنایت فرمائے۔۔۔۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

جشن عید میلاد النبی ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ صَدَقَ اللّٰہُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

کرم کے بادل برس رہے ہیں دلوں کی کھیتی ہری بھری ہے
یہ کون آیا کہ ذکر جس کا نگر نگر ہے گلی گلی ہے
کہ کون بن کر قرار آیا یہ کون جہان بہار آیا !
گلوں کے چہرے ہیں نکھرے نکھرے کلی کلی میں شگفتگی ہے
دیئے دلوں کے جلا کے رکھنا نبی کی محفل سجائے رکھنا
جو راحت دل سکون جاں ہے وہ ذکر ذکر محمدی ہے
جو گالیاں سن کے دیں دعائیں بروں کو اپنے گلے لگائیں
سراپا لطف و کرم جو ٹھہری وہ میرے آقا کی زندگی ہے
نبی کو اپنا خدا نہ مانو خدا سے لیکن جدا نہ مانو
ہے اہل ایماں کا یہ عقیدہ خدا خدا ہے نبی نبی ہے

میں اپنی قسمت پہ کیوں نہ جھوموں میں کیوں نہ لیوں کے در کو چوموں

میں نام لیوا ہوں مصطفےٰ کا خدا کے بندوں سے دوستی ہے

ہے دوش پر جن کے کملی کالی وہی تو ہیں دو جہاں کے والی

کوئی سوالی نہ بھیجا خالی یہ شان میرے کریم کی ہے

نبی کا ہر جا ظہور کہیے ہاں کہیے کہیے ضرور کہیے!

انہیں من اللہ نور کہیے یہ چار سو جن کی روشنی ہے

نہ مانگو دنیا کے تم خزینے چلو نیازی چلیں مدینے

کہ بادشاہی سے بڑھ کے پیارے نبی کے در کی گداگری ہے

قابل صد احترام بزرگو دوستو! یہ ماہ مقدس ربیع الاول شریف کا پیارا مہینہ ہے اس کی بارہ تاریخ کو صبح صادق کے وقت امام الانبیاء محبوب کبریا احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کی آمد آمد ہوئی یوں تو سارا سال غلامان مصطفیٰ ﷺ کی محافل مجالس قائم کرتے رہتے ہیں۔۔۔ مگر ربیع الاول میں خصوصی طور پر یہ اہتمام کیا جاتا ہے۔۔۔ اس ماہ مقدس کا چاند نظر آتے ہی ہر مومن مسلمان کے گھر خوشیوں کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔۔۔ قریہ قریہ، بستی بستی، نگر نگر، گلی گلی، گاؤں گاؤں، شہر شہر میلاد شریف کی محافل کا انعقاد ہوتا ہے۔ اشتہارات چھپتے ہیں، جھنڈیاں، جھنڈے بینر لگائے جاتے ہیں۔۔۔ گلی کوچوں، بازاروں اور شہروں کو سجایا جاتا ہے۔۔۔ جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔۔۔ مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔۔۔ شعراء اس مقام پر اپنے

مولا اپنے آقا حضور تاجدار دو جہاں ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے عرض کرتا ہے۔

ہوئی تیری آمد آمد تو برائے خیرمقدم
کہیں کھل گئے گلستاں کہیں ہو گیا چراغاں
عید نبوی کا زمانہ آگیا لب پر خوشیوں کا ترانہ آگیا
ہر ستارے میں بڑھی ہے روشنی ہر کلی کو مسکرانا آگیا
نعرہ صلی علی کی دھوم ہے وجد میں سارا زمانہ آگیا
مست ہے ہر ایک مئے توحید سے آگیا موسم سہانا آگیا

عظمت مصطفےٰ ﷺ

عاشقان مصطفےٰ ﷺ کی زبانوں پر ذکر مصطفےٰ ﷺ کے چرچے ہو رہے ہیں۔۔۔۔درود کے تحفے سلام کے نذرانے پیش کیے جا رہے ہیں۔۔۔۔حضور نبی کریم شفیع المذنبین رحمتہ اللعالمین' انیس الغریبین ﷺ کی آمد کا ذکر ہو رہا ہے جس کا ذکر صدیق اکبر نے کیا۔۔۔۔فاروق اعظم نے کیا۔۔۔۔عثمان غنی نے کیا۔۔۔۔مولا علی نے کیا۔۔۔۔ہر مومن نے کیا۔۔۔۔ہر ولی نے کیا۔۔۔۔بلال حبشی نے کیا۔۔۔۔صہیب رومی نے کہا۔۔۔۔مکے والوں نے کیا۔۔۔۔مدینہ والوں نے کیا۔۔۔۔عرب والوں نے کیا۔۔۔۔عجم والوں نے کیا۔۔۔۔فرش والوں نے کیا۔۔۔۔عرش والوں نے کیا۔۔۔۔خاکیوں نے کیا۔۔۔۔افلاکیوں نے کیا۔۔۔۔حوروں نے کیا۔۔۔۔مشرق والوں نے کیا۔۔۔۔مغرب والوں نے کیا۔۔۔۔

جنوب والوں نے کیا۔۔۔۔شمال والوں نے کیا۔۔۔۔

کرم کے بادل برس رہے ہیں دلوں کی کھیتی ہری بھری ہے
یہ کون آیا کہ ذکر جس کا نگر نگر ہے گلی گلی ہے

سامعین محترم! ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل وعلا نے تورات زبور انجیل میں حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر فرمایا۔۔۔۔اور بالخصوص خالق کائنات کی آخری کتاب قرآن حکیم میں ساری کی ساری نبی کریم ﷺ کی عظمت وشان کے ظہور کے لیے نازل فرمائی۔

شداں مداں زیراں زبراں وچ تعریف دے آیاں
عاماں لوکاں خبر نہ کائی خاصاں رمزاں پائیاں

شان والا

قرآن حکیم کی ہر آیت' ہر لفظ' ہر نکتہ' شد' مد' پیش زیر زبر عظمت مصطفےٰ ﷺ کا اعلان فرما رہی ہے۔ اسی کلام مقدس میں سے میں نے ایک آیت مقدسہ آپ حضرات کے سامنے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جو ذکر مصطفےٰ ﷺ کا حسین گلدستہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

(پ ۱۱ ع ۱۶)

"بے شک تمہارے پاس تم میں سے رسول تشریف لائے' تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے اور مومنوں پر رحم کرنے والے مہربان۔

سامعین محترم! اس آیت مقدس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ حضور تاجدار انبیاء ﷺ کی جلوہ گری اور شان سروری کا ذکر فرمایا' فرمایا'' اے مومنو تم میں سے' تم میں ایک شان والا رسول آیا۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب اپنے محبوب کریم ﷺ کو شب معراج عرش پر بلایا۔اوراس سفر معراج کا تذکرہ قرآن میں فرمایا تو ارشاد ہوا:۔

سُبْحَانَ الَّذِی اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً (پ۱۵ع۱) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے خاص بندے کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب اپنے پاس بلایا تو فرمایا عبدہ۔۔۔۔اور جب ہماری طرف بھیجا تو فرمایا **لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ** تحقیق آیا تمہارے پاس تم میں سے وہ شان والا رسول۔۔۔۔یعنی جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں گئے تو شان بندگی کے ساتھ اور جب ہم میں تشریف لائے تو شان پیغمبری کے ساتھ لفظ رَسُوْلٌ پر جو دو پیشیں ہیں۔۔۔اظہار شان کے لیے ہیں۔

اچے رتبے پان والا آگیا

محبوب پروردگار

بیکسوں کا کس آیا۔۔۔۔بے بسوں کا بس آیا۔۔۔۔بے سہاروں کا سہارا آیا۔۔۔۔بے چاروں کا چارہ ایا۔۔۔۔یتیموں کا حامی آیا۔۔۔۔عبد اللہ کا چمن آیا ۔۔۔۔آمنہ کا راج دلارا آیا۔۔۔۔ہمارا نبی پیارا آیا۔۔۔۔نبیوں کا امام آیا۔۔۔۔

رسولوں کا تاجدار آیا۔۔۔محبوب پروردگار آیا۔۔۔۔

اچے رتبے پان والا آگیا

حسن و جمال والا آگیا۔۔۔شان وکمال والا آیا۔۔۔شاہد مبشر نذیر آیا۔

داعیا الی اللہ اور سراج منیر آیا۔ چاند کو دو ٹکڑے کرنے والا آیا۔ ڈوبے ہوئے سورج کو

واپس لانے والا آیا پتھروں کو کلمہ پڑھانے والا آیا۔ ذروں کو ذر بنانے والا آیا' قطروں

کو گوہر بنانے والا آیا۔۔۔بے زر کو ابوذر بنانے والا آیا کائنات کا مقدر چمکانے والا

آیا۔۔۔اللہ تبارک وتعالٰی سے ملانے والا آیا۔

اچے رتبے پان والا آگیا

عیدیں مناؤ

اس عظیم نبی کریم آقا و مہربان مولا' غم خوار نبی کی آمد آمد پر کیوں خوشیاں نہ منائی جائیں۔۔۔۔جس کی آمد سے کائنات عالم کے اجڑے ہوئے چمن مین بہار آگئی۔۔۔دم توڑتی ہوئی انسانیت میں دم آگیا۔۔۔۔اس کے میلاد کا ذکر کیوں نہ کیا جائے۔۔۔۔اس کی آمد آمد کا تذکرہ کیوں نہ کیا جائے۔جس کی تشریف آوری' جلوہ گری کا ذکر قرآں میں خالق کائنات فرما رہا ہے **لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ** تحقیق تمہاری طرف تم میں سے ایک شان والا رسول آیا کیا یہ میلاد نہیں تو اور کیا ہے، ہم اپنے نبی کریم ﷺ کا میلاد شریف مناتے ہیں خوشیاں کرتے ہیں اسلئے کہ اللہ تبارک وتعالٰی کا حکم ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا "تم فرماؤ کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوش ہونا چاہیے۔"

(پ ۱۱ ع ۱۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہم پر بے شمار فضل وکرم ہیں اور لاتعداد رحمتیں ہیں مگر حضور نبی کریم ﷺ کا ہم میں جلوہ گر ہونا' اللہ تبارک وتعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت اور ہم پر سب سے بڑا اس کا فضل ہے۔ اس کرم خداوندی رحمت باری تعالیٰ پر ہمیں خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔

فلک کے نظارو زمیں کی بہارو
سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مقدس ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ "اور اپنے رب کی نعمت کے خوب چرچے کرو"

(پ ۳۰ ع ۱۸)

فلک کے نظارو زمیں کی بہارو
سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں
انوکھا نرالا وہ ذیشان آیا
وہ سارے رسولوں کا سلطان آیا
ارے بادشاہو اے کج کلاہو!
سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں

ذکر میلاد شریف

سامعین محترم! ہم اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ذکر میلاد کرتے ہیں، درود و سلام پیش کرتے ہیں اور کچھ لوگ ذکر میلاد کو بدعت کہتے ہیں۔ تو آیئے ملاحظہ کیجئے اور اپنے ایمانوں کو جلا اور تازگی بخشیں ہمارا عقیدہ وہی ہے جس کی تعلیم ہمیں قرآن نے ارشاد فرمائی ہے۔ نبی کی ذات پر اس کی ولادت کے روز سلام پڑھنا۔ ذکر ولادت کرنا ہمیں قرآن نے سکھایا ہے۔۔۔۔ اگر ذکر ولادت کرنا غلط ہوتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نبیوں کی ولادت کے تذکرے قرآن میں نہ کرتا۔ جناب سیدنا عیسیٰؑ خود فرماتے ہیں جس کا ذکر قران نے اس طرح فرمایا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ ''اور سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا
وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا اور جس دن میں مروں اور قیامت کے
(پ۱۶ع۵) دن اٹھایا جاؤں''۔

جناب عیسیٰ علیہ السلام اپنی ذات پر سلام بھیج رہے ہیں۔۔۔۔ یوم ولادت یوم وفات اور یوم قیامت۔۔۔۔ الحمدللہ ہم اپنے بزرگوں کے یوم ولادت مناتے ہیں۔۔۔۔ اور یوم وفات بھی مناتے ہیں۔۔۔۔ باقی رہا حشر کے دن یاد کرنا تو دو دن تو ہمارے بس میں تھے ہم نے انہیں یاد کرلیا۔۔۔۔ تیسرے دن کے لیے ہم مقبولان بارگارہ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔۔۔۔ جہاں تک تمہیں یاد کرنا ہمارے اختیار میں تھا ہم نے کیا۔۔۔۔ اب روز محشر تم ہمیں یاد کرنا تو ہماری بگڑی بن جائے گی۔۔۔۔ اس لیے مقبولان بارگاہ کی شفاعت مجرم کو محرم دوزخی کو جنتی اور بد بخت کو خوش

بخت، شقی کو سعید بنا دے گی۔

سامعین محترم! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوبین کی بات کو مانتا نہیں۔۔۔۔ قسم ہے رب ذوالجلال کی وہ اپنے بندوں کو خالی لوٹاتا ہی نہیں۔

طلب کرو

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

''اور اے محبوب تو کہہ میرے رب بخش دے (میری گنہگار امت کو) اور تو رحم فرما بیشک تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے (پ۱۸ع۶)

سامعین محترم! خالق کائنات اللہ رب العالمین جل وعلا خود ہمارے نبی ﷺ سے فرما رہا ہے کہ اے محبوب کریم ﷺ تم میری بارگاہ سے اپنے امتیوں کے لیے بخشش ومغفرت طلب کرو۔

سامعین محترم! آج کوئی مالدار کسی نادار سے کہے کہ تم مجھ سے کچھ مال مانگو تا کہ میں تجھے دے دوں۔۔۔۔ اور پھر وہ نادار طلب کرے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ اس غریب کے مانگنے پر اسے کہے خبردار جو تو نے مجھ سے کسی شے کا سوال کیا۔۔۔۔ تو جب میں اور آپ از خود کسی کو مانگنے کی دعوت دیں تو اسے واپس کرنا زیب نہیں دیتا۔۔۔۔ تو خالق کائنات خود فرما رہا ہے کہ اے محبوب ﷺ اپنے گناہ گاروں کے لیے مجھ سے میری رحمت وبخشش طلب کرو۔۔۔۔ تو جب رسول کریم ﷺ اپنے رب کی بارگاہ سے ہم گنہگاروں کی بخشش طلب کریں اور خداوند قدوس اپنے محبوب ﷺ کو خالی لوٹا دے؟

سامعین محترم! اللہ رب العزت کی ذات علی کل شئی قدیر ہے وہ اگر کسی گناہ گار کو جہنم میں ڈال دے تو یہ اس کا عدل ہے ---- اگر گناہ گار کو بخش دے تو یہ اس کا فضل ہے ---- مگر وہ اپنے محبوبین کی دعاؤں التجاؤں کو شرف قبولیت سے نواز دیتا ہے ----

دعا کی قبولیت

جناب مریم علیہا السلام ایک حجرہ میں عبادت کیا کرتی تھیں اور سیدنا زکریا وہاں ان کی خبر گیری کے لیے تشریف لیجاتے ---- قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ”جب کبھی زکریاؑ عبادت گاہ میں اس کے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانے پینے کی چیزیں موجود پاتے“ (پ۳ ع۱۲)

حضرت زکریا علیہ السلام مریم علیہا السلام کے حجرہ میں عجیب نظارہ دیکھتے ہیں کہ وہاں اس کے پاس طرح طرح کے پھل موجود ہوتے اور وہ پھل بھی ہوتے جن کا موسم بھی نہ ہوتا تھا۔ جناب زکریاؑ نے مریم سے کہا **يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكِ هَٰذَا** ۔اے مریم یہ طرح طرح کے پھل تمہارے پاس کہاں سے آتے ہیں۔

تو مریم نے جواب دیا:۔

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ”وہ میرے اللہ کی طرف سے ہیں بیشک وہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے“

(پ۳ ع۱۲)

سیدنا زکریا علیہ السلام کی عمر کافی ہو چکی تھی اور آپ کی زوجہ محترمہ بھی ضعیف ہو

چکی تھیں اور آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔۔۔۔آپ کے دل میں خیال آیا اگرچہ میں بوڑھا ہوں میری زوجہ بانجھ ہو چکی ہے۔۔۔۔اور ہماری کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی اس عمر میں اولاد کی توقع کی جا سکتی ہے۔۔۔۔مگر اے اللہ تو تو قادر مطلق ہے۔اگر تو اس مقفل حجرے میں مریم کو بے موسم پھل دے سکتا ہے۔۔۔۔تو تیرے کرم سے مجھے اس عمر پیری میں اولاد بھی عطا کر سکتا ہے۔۔۔۔قرآن حکیم نے زکریاؑ کی دعا کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (پ۳ع۱۲)

''تو زکریا نے اسی مقام پر اپنے رب سے عرض کیا اے اللہ مجھے اپنی بارگاہ سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے''۔

بیٹے کی خوشخبری

آپ نے بارگاہ خداوندی میں التجا کی اے اللہ مجھے اپنی بارگاہ سے نیک اولاد عطا فرما۔اس دعا کے بعد آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّىْ فِى الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (پ۳ع۱۲)

''پھر آواز دی ان کو فرشتوں نے جب وہ عبادت گاہ میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ بیشک اللہ تعالیٰ آپ کو یحییٰ کی خوشخبری دیتا ہے۔جو تصدیق کرنے والا ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرمان کی اور سردار ہوگا اور عورتوں سے ہمیشہ بچنے والا اور نبی صالح ہوگا۔

سامعین محترم! دعا کرنے کے بعد جناب زکریاؑ نماز میں کھڑے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے انہیں بیٹے کی خوشخبری سنا رہے تھے۔۔۔۔اللہ تعالیٰ کا نبی نماز میں اور یحییٰ نبی کا میلاد فرشتے بیان کر رہے تھے۔۔۔۔ اور عظمتوں رفعتوں کو بیان کر رہے تھے۔۔۔۔کہ وہ پیدا ہونے والا مصدق ہوگا۔۔۔۔سردار ہوگا۔۔۔۔عورتوں سے رغبت نہ رکھنے والا ہوگا۔۔۔۔ نبی ہوگا صالحین سے ہوگا۔۔۔۔اللہ کا نبی نماز میں ہے۔۔۔۔اور فرشتے نبی کا میلاد پڑھ رہے ہیں اور یحییٰ نبی کی عظمتیں بیان کر رہے ہیں۔۔۔۔اور ہمیں نماز سے باہر نبی کا میلاد پڑھنے سے کچھ لوگ روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔۔جب فرشتے جناب زکریاؑ کو بیٹے کی خوشخبری سنا رہے ہوں گے۔۔۔۔تو یقیناً آپ کا خیال یحییٰ علیہ السلام کی طرف گیا ہوگا۔۔۔۔اور ہم بھی کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہم دوران نماز اپنے نبی ﷺ کی ذات اقدس پر سلام پڑھتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔۔۔۔**اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ**۔۔۔۔سلام ہو آپ پر ﷺ۔۔۔۔شاعر نے اس مقام پر کیا خوب کہا ہے۔

کیا کرم کیا تیری یاد نے مجھے آستایا نماز میں
میرے وہ بھی سجدے ادا ہوئے جو قضا ہوئے تھے نماز میں

سامعین محترم! میں بیان کر رہا تھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نماز میں کھڑے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے حضرت یحیٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر کروا رہا تھا اور قرآن نے عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر کیا ہے۔۔۔۔تو نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کا ذکر ہم بھی کر سکتے ہیں

اچے رتبے پان والا آگیا !

سامعین محترم! ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل وعلا نے ارشاد فرمایا:۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ
"تحقیق تمہاری طرف تم میں سے ایک شان والا رسول آیا"

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی آمد آمد کا تذکرہ فرمایا۔۔۔۔اور ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ نے اپنی زبان اقدس سے اپنا میلاد بیان فرمایا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر شریف پر جلوہ گر ہو کر ارشاد فرمایا:۔

فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ ابْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبْ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرَقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھُمْ قَبِیْلَۃً ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِ ھِمْ بَیْتًا فَاَنَا خَیْرُ ھُمْ نَفْسًا وَخَیْرُ ھُمْ بَیْتًا

(ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

فرمایا میں کون ہوں تو لوگوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور مجھے ان میں بہتر لوگوں کی دو جماعتیں کیں۔ پھر مجھے ان میں اچھی جماعت میں بنایا۔ پھر ان اچھے لوگوں کے قبائل بنائے تو مجھے اچھے قبیلے میں بنایا پھر ان اچھے قبیلوں میں سے گھر بنائے تو مجھے اچھے گھر والوں میں بنایا تو میں ان سب میں اچھی ذات والا اور اچھے گھر والا ہوں"۔

حضور سید عالم ﷺ نے خود منبر شریف پر جلوہ گر ہو کر اپنے میلاد اور فضائل بیان فرمائے اور آپ کے امتی اور غلام بھی آپ کا میلاد بیان کرتے ہیں۔

اچے رتبے پان والا آگیا

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم ﷺ کے درباری نعت خوان حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔۔۔۔اور عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ میں آپ کی شان میں نذرانہ عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں تو قربان جاؤں اس مدح خواں حضرت حسان کے مقدر پر آپ نے اس کے لیے منبر بچھایا اور اس پر اپنی چادر مبارک بچھوائی اور فرمایا حسان میرے منبر شریف بیٹھ کر میرا ذکر کرو۔۔۔۔اسی لیے تو ہم کہتے ہیں:

ہنجواں دے ہار نیناں دے گجرے بنالواں
ذکر رسول پاک دی محفل سجالواں

نعت شریف میں بھی پڑھتا ہوں۔۔۔۔تم بھی پڑھتے ہو۔۔۔۔سب مسلمان پڑھتے ہیں۔۔۔۔اہل ایمان پڑھتے ہیں۔۔۔۔بڑے بڑے تاجور، سلطان پڑھتے رہیں گے مگر اس نعت خواں کی عظمت پر قربان جاؤں جو نعت بھی پڑھ رہا ہے اور نعت والے کی زیارت بھی کر رہا ہے اور نعت کے اشعار دربار رسالت میں عرض کئے وہ آج بھی سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ حضرت حسان بن ثابتؓ نے عرض کیا۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِیْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

"اے محبوب کریم ﷺ آپ جیسا حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ جیسا جمیل کسی ماں نے نہیں جنا"۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ان اشعار کی ترجمانی پنجابی شاعر نے یوں کی ہے۔

یا مصطفیٰ خیر الوریٰ تیرے جیہا کوئی نہیں
کنوں کہواں تیرے جیہا تیرے جیہا کوئی نہیں

"اے محبوب تیرے جیسا حسین تیرے جیسا جمیل میری آنکھ نے نہیں دیکھا ۔۔۔ ہوسکتا ہے کوئی ہو اور میں نے نہ دیکھا ہو تو اے محبوب ﷺ میرا ایمان ہے آپ جیسا کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

کنوں کہواں تیرے جیا تیرے جیا کوئی نہیں

مزید دربار رسالت میں عرض کرتے ہوئے کہا

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ
کَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا پیدا کیا جیسا آپ نے چاہا۔۔۔

اے میرے نبی ۔۔۔ اللہ نے آدم کو اپنی مرضی سے بنایا ۔۔۔ نوح

روح علیہ السلام کو اپنی مرضی سے بنایا۔۔۔ کلیم اللہ علیہ السلام کو اپنی مرضی سے بنایا۔۔۔ روح اللہ علیہ السلام کو اپنی مرضی سے بنایا۔۔۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تجھے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے تیری مرضی سے بنایا۔۔

کنوں کہواں تیرے جیا تیرے جیا کوئی نہیں
اچے رتبے پاون والا آگیا

امت کا غم خوار

سامعین محترم! صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کے سامنے ذکر ولادت کیا۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر جلوہ گر ہو کر۔۔۔ اپنا میلاد بیان کیا۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کا تذکرہ متعدد بار فرمایا۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ''تحقیق تمہاری طرف تم میں سے ایک عظمت والا رسول آیا''

پیارا رسول آیا۔۔۔ وہ تمہارا ایسا غم خوار آیا۔۔۔ **عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ** جس کو تمہارا مشقت میں پڑنا گوارا نہیں۔۔۔ وہ تم سے ایسی محبت فرماتا ہے وہ اتنا تم پر مہربان ہے کہ کوئی مال و دولت کا حریص ہے۔۔۔ کوئی سیم و زر کا حریص ہے۔۔۔ کوئی اولاد کا حریص ہے۔۔۔ کوئی اولاد کا حریص ہے۔۔۔ کوئی جائیداد کا حریص ہے۔۔۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔ اے جہان والو میرا محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا حریص ہے۔۔۔ تمہیں چاہنے والا ہے۔۔۔ **بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُ**

رؤف رحیم مومنوں پر نہایت ہی مہربان اور رحیم ہے۔۔۔۔

رحمت ہی رحمت

دنیا میں تشریف لائے تو بوقت ولادت سجدے میں امت کے لیے دعا فرمائی۔۔۔۔عرش پر گئے تو امت کی بخشش اپنے خالق و مالک کی بارگاہ سے طلب کی ۔۔۔۔فرش پر امت کا خیال' عرش پر امت کا خیال غار میں امت کا خیال۔۔۔۔اور حشر میں بھی امت کا خیال۔۔۔۔مزار میں بھی امت کا خیال۔۔۔۔اور حشر میں بھی امت کا خیال فرمائیں گے اور شفاعت فرما کر ہم گناہ گاروں کی بگڑی بنائیں گے۔۔

اچے رتبے پان والا آگیا
سب نوں سینے لاون والا آگیا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں اعلان فرمادیا۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ "اور اے محبوب ہم نے تم کو دونوں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا" (پ ۱۷ ع ۷)

سب نوں سینے لان والا آگیا

آپ کی ذات انسانوں کے لیے رحمت۔۔۔۔جنوں کے لیے رحمت ۔۔۔۔خاکیوں کے لیے رحمت۔۔۔۔افلاکیوں کے لیے رحمت۔۔۔۔فرش والوں کے لیے رحمت۔۔۔۔عرش والوں کے لیے رحمت۔۔۔۔اپنوں کے لیے رحمت ۔۔۔۔غیروں کے لیے رحمت۔۔۔۔اپنوں کے لیے رحمت خاصہ تقسیم فرمائی کہ انہیں نور ایمان اور رشد و ہدایت عطا فرمائی۔۔۔۔اور رحمت عامہ سے غیروں کو بھی محروم

نہیں کیا۔

سب نوں سینے لاون والا آگیا

آپ کی جلوہ گری سے قبل پچھلی امتوں میں جب کوئی امت گناہ کرتی تھی تو اس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجایا کرتا تھا۔۔۔۔مگر حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت کا صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا۔۔۔۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ''اور اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو''

(پ۹ ع۱۸)

سب نوں سینے لاون والا آگیا

نرالی دعا

جنگ احد کے موقع پر کفار و مشرکین نے پتھر برسائے اور آپ کا والضحیٰ رخ انور خون سے رنگین ہو گیا۔۔۔۔صحابہ کرامؓ کو اس واقعہ سے بڑا صدمہ ہوا اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔۔۔۔یا رسول اللہ ﷺ آپ کفار و مشرکین کے لیے بددعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ و برباد فرمائیں۔۔۔۔تو صحابہ کرام کی یہ بات سن کر آپ رحمۃ للعلمین نے اپنا دست مبارک اٹھا کر یہ دعا مانگی:۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ''اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما یا یہ مجھے نہیں جانتے''

(مدارج النبوت)

اچے رتبے پاون والا آگیا
سب نوں سینے لاون والا آگیا

ابرِ کرم

محبوب کبریا رحمت دو عالم ﷺ ایک روز مکہ معظمہ زاداللہ شرفہا میں کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لائے۔۔۔۔تو دیکھا کہ گلی میں آپ کے مکان کے دروازے کے قریب ایک پریشان حال' سر پر کچھ وزن اٹھائے ہوئے ایک عورت کھڑی رو رہی ہے۔۔۔۔اس کی یہ حالت دیکھ کر رحمت دو عالم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم کیوں رو رہی ہو۔۔۔۔تو اس نے عرض کیا۔۔۔۔جناب میں ایک نصرانی کی لونڈی ہوں۔۔۔۔اس نے آج صبح مجھے آٹا پیسنے کا حکم دیا۔۔۔۔میں اس کے حکم پر آٹا پیسنے کے لیے چلی گئی۔۔۔۔مجھے بخار تھا جس کی وجہ سے مجھے دیر ہو گئی ہے۔۔۔۔اب میں نے گھر جانا ہے تو اس ڈر سے رو رہی ہوں کہ میرا مالک مجھے دیر سے گھر پہنچنے کی وجہ سے سزا دے گا۔۔۔۔مارے گا۔۔۔۔پیٹے گا۔۔۔۔میں نے باوجود بیمار ہونے کے آٹا پیسا ہے۔۔۔۔اور اب مجھے اس کی مار سے ڈر آرہا ہے اس لیے میں رو رہی ہوں۔۔۔۔

تاجدار سید مرسلاں حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔۔۔۔کہ فکر مت کر میں تیرے ساتھ چلتا ہوں اور تیرے مالک سے سفارش کروں گا وہ تجھے نہیں مارے گا۔۔۔۔اور مزید اس پر کرم فرماتے ہوئے فرمایا۔۔۔۔تجھے بخار ہے یہ آٹے کا تھیلہ مجھے دے دو مین اسے اٹھا کر لے چلتا ہوں اور تو میرے ساتھ چل۔۔۔۔قربان جاؤں پھر چشم فلک۔۔۔۔اور وہ لونڈی آپ کے ساتھ چلنے

گی۔۔۔ابھی چند قدم چلی تھی کہ بیمار ہونے کی وجہ سے تھک گئی اور عرض کیا کہ مجھ میں چلنے کی سکت نہیں۔۔۔صدقے جاؤں آپ کے کرم واحسان پر آپ نے فرمایا فکر نہ کرو اگر تجھ سے چلا نہیں جاتا۔۔۔تو میری کملی مبارک کو پکڑ کر میرے ساتھ چلتی رہو۔۔۔ساری کائنات کے سردار حضور نبی کریم ﷺ اس بیمار لونڈی کے ساتھ اس کے مالک نصرانی کے گھر پر پہنچ گئے۔۔۔اور دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔نصرانی باہر آیا تو یہ منظر دیکھا کہ آپ اس لونڈی کے ساتھ ہیں اور۔۔۔آٹے کا تھیلہ اٹھایا ہوا ہے۔ ۔۔۔اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو عرض کیا۔۔۔اے مسلمانوں کے نبی (ﷺ) میں نے تمہیں کبھی اس محلہ میں نہیں دیکھا۔۔۔آپ ادھر کیسے تشریف لے آئے۔۔۔تو آپ نے فرمایا۔۔۔میں تیری لونڈی کی سفارش کرنے آیا ہوں ۔۔۔آٹا پیس کر دیر سے گھر پہنچی ہے یہ بیمار ہے سزا نہ دینا۔۔۔آپ کا فرمایا تھا کہ اس کی تقدیر بدل گئی۔۔۔کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور پھر اپنے قبیلے کے لوگوں سے کہنے لگا۔۔۔اگر نجات چاہتے ہو تو اس نبی کا کلمہ پڑھ لو!

(معارج النبوت)

اچے رتبے پان والا آ گیا
سب نو سینے لان والا آ گیا

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

اصول زندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

جبیں میری ہو سنگ در تمہارا یارسول اللہ
یہی ہے ایک جینے کا سہارا یا رسول اللہ
دکھا دو اپنا چہرہ پیارا پیارا یا رسول اللہ
خدا کا جیتے جی کر لوں نظار ا یارسول اللہ
نہیں فرقت میں اب جینے کا یارا یارسول اللہ
بلا لو اپنے قدموں میں خدارا یارسول اللہ
خطاؤں پر ندامت ہے مگر نازاں ہو قسمت پر
میرے ہاتھوں میں دامن ہے تمہارا یارسول اللہ
بروز حشر میرے اس یقیں کی لاج رکھ لینا
تمہارا ہو ں تمہارا ہوں تمہارا یارسول اللہ
نہ دنیا کی مجھے خواہش نہ عقبیٰ کی تمنا ہے
مجھے اپنا بنا لو تم خدارا یارسول اللہ

ترا در ہو میرا سر ہو سکون دل میسر ہو
پھرے کب تک یہ انجم مارا مارا یارسول اللہ

قابل صد احترام! بزرگو' دوستو اور عزیز ساتھیو! ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل وعلاء نے اس کائنات میں کوئی چیز بے کار اور بے فائدہ پیدا نہیں فرمائی ۔۔۔۔ ہر چیز کو مالک الملک نے کسی مقصد اور کسی کام کے لیے پیدا فرمایا ۔۔۔۔ ہم یہ دیکھیں کہ یہ چاند' سورج' ستارے کس لیے بنائے گئے ۔۔۔۔ یہ رات دن' یہ فلک وفرش' یہ زمین وآسمان ۔۔۔۔ یہ حیوانات کی پیدائش کا آخر کیا مقصد ہے۔ ان چیزوں کے متعلق سوچنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم معلوم کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں خود کس لئے پیدا کیا؟ ہماری وجہ تخلیق کا کیا سبب بنا اور اللہ رب العزت کو ہمارے وجود کو اس عالم رنگ و بو میں لانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ آیئے اس کا سوال ہم اپنے مالک وخالق کے حضور پیش کرتے ہیں' تو بارگاہ خداوندی سے ہمیں فوراً جواب ملتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے کتنا اعلیٰ مقصد ہے ہماری تخلیق کا۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے بنایا کہ وہ بندگی کریں''۔

(پ۲۷ع۲)

منشور حیات

انسان کی تخلیق کا مقصد اپنے خالق و مالک کی بندگی اور تابعداری ہے۔۔۔۔

اگر ہم کائنات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی تابعداری کے لیے پیدا فرمایا اور پھر دنیا کی ہر شے کو بندے کے لیے پیدا کیا۔ یعنی جب بندہ خدا کا تابعدار ہو جاتا ہے تو اس کائنات کی ہر چیز بندے کی تابعدار ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مزید ارشاد ہوتا ہے:۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا
"وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے"

(پ۱ ع۲)

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے:۔

سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِهٖ
اس نے تمہارے لیے مسخر کئے دن اور رات اور سورج اور ستارے اور چاند اس کے حکم سے باندھے ہوئے ہیں"۔

(پ۱۴ ع۸)

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ
(پ۲۱ ع۱۲)
"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے کام میں لگائے رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے"

سامعین محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان آیات بینات میں واضح فرمادیا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سارے کا سارا بندے کے لیے ہے۔ شاعر نے اس کی ترجمانی اس طرح کی ہے۔

جانور پیدا کیے تیری وفا کے واسطے
چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے
کھیتاں سر سبز ہیں تیری غذا کے واسطے
سب جہاں تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

دنیا کا حصول

حضرات محترم! کائنات کی ہر چیز بندے کے لیے بنائی گئی ---اور بندے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا--- یاد رکھو یہ جہان بندے کے لیے ہے---اور بندہ جہان کے لیے نہیں--- میرے الفاظ پر غور فرمائیے ---بندہ کھانے کے لیے نہیں--- بلکہ کھانا بندے کے لیے ہے اور بندہ اپنے مولیٰ کے لیے پیدا ہوا ہے--- کامیاب وہ شخص ہے جو اپنے مقصد حیات سے واقف ہو کر اپنے مالک کی بندگی میں مشغول ہو---اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے ---اس کا ہر لحہ اس کا ہر پل اسی مالک و خالق کی یاد اور اس کے شکر و سپاس میں بسر ہو---وہ صرف اور صرف اسی کے ذکر و فکر میں گزارتے ہوئے اپنے ہر سانس سے مطمئن ہو اس کے بتائے ہوئے راستے کے سوا اس کا خیال کسی اور طرف متوجہ نہ ہو---باقی رہا دنیا کا حصول دنیا میں مال و دولت حاصل کرنا---اس کا جاہ و جلال---اس کی رنگینیاں---اس کی سج دھج---اس بہار مستی سے لطف و آشنائی---اسلام نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ اسلام ترک دنیا کا درس ہرگز نہیں دیتا---اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ ننگ دھڑنگ ہو کر کسی دریا کے کنارے یا جنگل

میں بیٹھ کر دنیا سے الگ تھلگ ہو کر زندگی بسر کی جائے ۔۔۔۔نہیں نہیں اسلام رہبانیت سے اپنے ماننے والوں کو منع فرماتا ہے بلکہ یہ تو فرائض دین کے ساتھ زندگی کی آسائشوں کو حاصل کرنے اور احکام دین کے مطابق ان سے لطف اندوز کو بھی عین عبادت کہتا ہے۔شرط صرف طریقہ اور سلیقہ کی ہے۔

دین و دنیا۔۔۔۔زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں جن کے بغیر زندگی کی گاڑی نہیں چل سکتی۔۔۔۔نماز کے لیے اور تن ڈھانپنے کے لیے لباس کی ضرورت ہے جو مال کے بغیر نہیں مل سکتا۔۔۔۔حج کے لیے زادراہ کی ضرورت جو مال کے بغیر ممکن نہیں۔۔۔۔زکوۃ کی ادائیگی کے لیے بھی مال شرط ہے۔۔۔۔اگر مال نہ ہوتو زکوۃ کہاں سے اور کیسے ادا ہو۔۔۔۔اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے چار رکن تو ایسے ہیں جن کی ادائیگی کے لیے مال دنیا کی ضرورت ہے۔۔۔۔دنیا کے حصول کے بغیر دین بھی مکمل نہیں ہوتا۔مومن کو بارگاہ خداوندی میں مانگنے کا طریقہ قرآن مجید نے اس طرح بتایا ہے۔ارشاد ہوتا ہے:۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

"اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کی آگ سے محفوظ فرما"۔ (پ۲ع۸)

کامیابی کی راہ

اسلام نے ہمیں دنیا حاصل کی کرنے کے کی اجازت دی ہے۔۔۔۔مگر اس

کا حصول اس طرح ہو جیسے کشتی کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔۔بغیر پانی کے کشتی نہیں چل سکتی لیکن کشتی پانی سے اپنی ضرورت تو پوری کرتی ہے مگر اسے اپنے اندر داخل نہیں ہونے دیتی۔۔۔۔اگر پانی کے اندر داخل ہو جائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے اسی طرح بندۂ مومن دنیا کے مال و دولت' آرام و آسائش کو حاصل کرے اس کی محبت کو خانہ دل میں داخل نہ ہونے دے۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں بعض لوگ دنیا میں رہتے ہیں۔۔۔۔اور بعض لوگوں میں دنیا رہتی ہے۔۔۔۔جن میں دنیا رہے گی وہ غرق ہو جائیں گے۔اور جو دنیا میں رہتے ہیں وہ پار ہو جائیں گے۔جو کشتی دریا میں رہے گی مگر وہ پار ہو جائے گی اور جس کشتی میں دریا آجائے گا وہ ڈوب جائے گی۔

وسعت قلب

محترم سامعین! دنیا کو اپنے خالق و مالک کی رضا کے مطابق حاصل کیا جائے، مگر اس کی محبت کو داخل دل نہ ہونے دیا جائے' اس لیے کہ دل بڑی عظمت والا ہے۔

دل کی مملکت وجود کا فرمانبردار ہے۔۔۔۔دل میں خوشی ہے۔۔۔۔دل میں غم ہے۔۔۔۔دل میں الم ہے۔۔۔۔دل میں توکل ہے۔۔۔۔دل میں محبت ہے۔۔۔۔دل میں مؤدت ہے۔۔۔۔دل میں جفا ہے۔۔۔۔دل میں وفا ہے۔۔۔۔دل میں علم ہے۔۔۔۔ دل میں حلم ہے۔۔۔۔دل میں غناء ہے۔۔۔۔دل میں درد ہے۔۔۔۔دل میں عشق ہے۔۔۔۔دل میں گداز ہے۔۔۔۔دل میں جان

ہے۔۔۔۔دل میں ایمان ہے۔۔۔۔دل میں بیت اللہ ہے۔۔۔۔دل عرش معلیٰ ہے۔۔۔۔دل مقام کیف وسرور ہے۔۔۔۔دل جوہ گاہ نور ہے۔۔۔۔دل تاجدار ہے۔۔۔۔دل مقام یار ہے۔

الف الہہ تن رب سچے دا حجرہ وچ پا فقیرا جھاتی ہو

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مقدس ہے کہ رب ذوالجلال فرماتا ہے۔

لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰكِنْ یَّسَعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنَ ''نہ زمین میں سماتا ہوں اور نہ ہی آسمان میں' میں بندۂ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں''۔ (فصوص الحکم ص ۲۰۳)

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رضی اللہ عنہ نے قلب کی عظمت و وسعت کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

د دل دریا سمندروں ڈونگھے کون دلاں دیاں جانے ہو
وچ بیڑے وچ جھیڑے وچ ونج مہانے ہو
چوداں طبق دلے دے اندر تنبو وانگوں تانے ہو
جو دل دا محرم ہووے باہو سویو رب پچھانے ہو

دل ایک بحر بے کنار ہے۔۔۔۔جس طرح دریا کے اندر کشتیاں' جہاز بھکڑے ملاح وغیرہ موجود ہوتے ہیں'۔۔۔۔اسی طرح عارفان باکمال کے قلوب میں ساری کائنات جلوہ گر ہوتی ہے۔۔۔۔حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ

عارف کامل کے دل میں چودہ طبقات زمین و آسمان سمائے ہوئے ہیں۔۔۔۔
جہاں حضرت عشق نے اپنے خیمے نصب کر رکھے ہیں۔فرماتے ہیں۔
''اے باہو جو عارف دل کے راز کا محرم ہو وہی معرفت الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔''

سامعین گرامی! دنیا کو حاصل کرو۔۔۔۔مگر اس کی محبت دل میں نہ آنے پائے۔۔۔۔دل مالک الملک کی جلوہ گاہ ہے۔۔۔۔اس کو مالک کے لیے صاف رکھو۔۔۔۔

سامعین محترم! دنیا حاصل کرو۔۔۔۔دل کو صاف رکھ کر حاصل کرو نیت کو درست کر کے حاصل کرو۔۔۔۔تو پھر دنیا بھی دین بن جائے گی۔۔۔۔اور اگر نیت درست نہ ہو تو دین کے فرائض کی ادائیگی سے بھی ہو حاصل نہیں ہوتا حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:۔

اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔

(بخاری ص۲)

مرشد کی تلقین

ایک صاحب نسبت اور صاحب عقیدت نے مکان تعمیر کیا اور اس میں اپنے مرشد کامل کو تشریف آوری کی دعوت دی۔۔۔۔تا کہ مکان میں برکت ہو جب مرشد کامل اس مرید کے گھر پر پہنچے تو اپنے مرید سے مکان کی تعمیر سے متعلق چند سوالات کرتے ہوئے پوچھا کہ برخوردار! یہ روشندان تم نے یہاں کیوں بنوائے ہیں؟

تو اس مرید نے عرض کیا۔۔۔۔ کہ حضور والا۔۔۔۔ اس کے ذریعہ سے تازہ ہوا اور روشنی میسر آئے گی اور کمرہ ہوادار بن جائے گا۔۔۔۔ مرشد کامل نے کہا کہ بیٹا۔۔۔۔ اگر تم یہ نیت کر لیتے کہ اس کے کھلے رہنے سے اگر دروازہ بند بھی رہے تو تم کو اذان کی آواز آیا کرے گی۔۔۔۔ تو اس روشندان سے ہوا اور روشنی آئی ہی تھی اور ساتھ ہی تمہیں ثواب بھی ملتا رہتا۔۔۔۔

(مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

ارادہ کی پاکیزگی

نیت کی درستگی کے بڑے فوائد ہیں۔۔۔۔ حضرت سلطان العارفین سرکار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جے رب مل دا نہاتیاں دھوتیاں مل دا ڈڈواں مچھیاں ہو

جے رب لمیاں والاں مل دا تاں مل ادبھیڈاں سیساں ہو

جے رب راتیں جاگیاں مل دا تاں مل دا کال کڑچھیاں ہو

جے رب جتیاں ستیاں مل دا تاں مل دا دانداں خصیاں ہو

رب انہاں نوں مل دا باہو نیتاں جنہاں دیا سچیاں ہو

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ زیادہ نہانے والوں کو اپنے جسم پر زیادہ پانی بہانے والوں کو ملتا تو وہ مینڈکوں اور مچھلیوں کو ملتا۔۔۔۔

اگر وہ لمبے لمبے بال رکھنے والوں کو ملتا تو پھر بھیڑ بکریاں پالنے والوں کو ملتا اگر اللہ تعالیٰ رات کو بیدار رہنے والوں کو ملتا تو کال کڑچھی ایک پرندہ ہے جو کہ رات کو

نہیں سوتا اسے ملتا۔۔۔

اگر اللہ تعالیٰ کی قربت حتی ستی لوگوں کو حاصل ہوتی تو خصی بیلوں کو ملتا۔

سلطان العارفین فرماتے ہیں۔۔۔اللہ تعالیٰ کی قربت صرف ظاہری غسل وطہارت سے لمبے لمبے بال رکھنے یا شب بیدار رہنے صرف طاقتور ہونے کی بنا پر حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اللہ رب العالمین کی قربت، نیت کی درستگی پر موقوف ہے اس کی ملاقات عقیدہ اور اعمال کی پاکیزگی سے حاصل ہوتی ہے۔۔۔

رب اونہاں نوں مل دا باہو تے نیتاں جنہاں دیا سچیاں ہو

اخلاص کی قوت

حجتہ الاسلام امام غزالیؒ نے احیا العلوم میں ذکر کیا ہے۔ کہ ایک عابد وزاہد کو معلوم ہوا کہ کچھ باہر جنگل میں ایک درخت کی پرستش و پوجا کرتے ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ لوگوں کے ساتھ لڑنے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ اس درخت کو ہی کاٹ دیا جائے۔۔۔ نہ درخت ہوگا اور نہ ہی وہ اس کی پوجا کریں گے۔۔۔ چنانچہ اس جوش ایمانی سے کلہاڑا لیا اور درخت کی طرف چل پڑے۔۔۔ راستے میں انہیں شیطان ملا اور کہنے لگا تم درخت کیونکر کاٹو گے۔ تو اگر اس کی پرستش نہیں کرنا چاہتا تو نہ کر۔۔۔ اس پر عابد اور شیطان کی لڑائی ہوگئی۔ چنانچہ عابد شیطان کو پکڑا اور نیچے گرا دیا۔۔۔ شیطان نے اپنا فریب چلاتے ہوئے کہا۔۔۔ جا تو فقیر آدمی ہے۔۔۔ تجھے درخت کاٹنے سے کیا ملے گا؟ مجھے چھوڑ دے اور واپس چلا جا اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ جب تو صبح کے وقت بیدار ہوا کرے گا تو تیرے سرہانے کے نیچے سے

دو اشرفیاں تجھے مل جایا کریں گی۔۔۔۔ وہ عابد لالچ میں آ گیا۔۔۔۔اور واپس گھر چلا گیا۔۔۔۔رات کو سویا صبح کو اٹھا تو وعدہ کے مطابق دو اشرفیاں مل گئیں۔۔۔۔ دوسری رات پھر دو اشرفیاں مل گئیں۔۔۔۔ جب تیسری صبح ہوئی تو اشرفیاں ملنا بند ہو گئیں۔۔۔۔تو اس عابد نے پھر کلہاڑا لیا اور درخت کو کاٹنے کے لیے چلا تا کہ وہ روکنے والا دوبارہ ملے اور اشرفیوں کے متعلق بات ہو سکے اور اگر نہ ملے تو درخت کو کاٹ دیا جائے۔۔۔۔ چنانچہ حسب سابق شیطان پھر راستے میں مل گیا۔۔۔۔اور اس نے اس کا راستہ روکا اور درخت کاٹنے سے منع کیا۔۔۔۔ عابد نے کہا کہ میں پہلے تیرے کہنے پر رک گیا تھا۔۔۔۔آج تو میں درخت کاٹے بغیر واپس گھر نہیں جاؤں گا ۔۔۔۔اب پھر لڑائی شروع ہو گئی۔۔۔۔تو اب شیطان نے عابد کو نیچے گرا لیا۔۔۔۔ اور عابد کو اس سے جان چھڑانا مشکل ہو گیا۔۔۔۔اور عابد اس سے کہنے لگا کہ چند روز پہلے تو میں نے تجھے گرا لیا تھا آج تجھ میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی۔۔۔۔تو شیطان نے کہا۔۔۔۔ کہ اس روز تو مجھ پر اس لیے غالب رہا تھا کہ اس دن تو اللہ کی راہ اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے درخت کاٹنے کے لیے آ رہا تھا اور آج تو دو اشرفیوں کے لیے آیا ہے۔۔۔۔آج تیری نیت درست نہیں۔۔۔۔۔۔۔

(نزہتہ المجالس جلد اول باب اول)

سامعین محترم! جب نیت درست ہوتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل شامل حال ہوتا ہے اور اسکا کرم اپنے دامن رحمت میں سمیٹے رکھتا ہے اور جب نیت درست نہ ہو تو بندہ دین و دنیا کے خسارے میں مبتلا ہو جاتا ہے اور برکات خداوندی سے محروم ہو

جاتا ہے۔۔۔۔

نیت بدل گئی

حکایات میں ہے کہ نوشیرواں بادشاہ ایک روز شکار کھیلنے کے لیے جنگل میں گیا۔۔۔۔ چلتے چلتے کافی دور نکل گیا۔۔۔۔ اسی دوران اسے سخت پیاس نے ستایا ۔۔۔۔ مگر پانی یا پیاس بجھانے کا کوئی سامان نظر نہ آیا۔۔۔۔ اچانک اسے قریب ہی ایک باغ نظر آیا۔۔۔۔ بادشاہ جلد از جلد اس میں پہنچا اور باغ کے مالک سے پانی طلب کیا۔۔۔۔ باغ نے مالک نے بتایا کہ صاحب پانی تو نہیں مل سکتا۔۔۔۔ البتہ آپ کی پیاس بجھائی جا سکتی ہے اس نے مہمان کو بیٹھنے کو کہا اور خود باغ میں سے انار لینے چلا گیا۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ انار لے کر حاضر ہوا۔۔۔۔ اس نے یہ انار مہمان کو پیش کیا۔۔۔۔ جس کو کھا کر مہمان کو نہ پیاس رہی اور نہ ہی بھوک۔ وہ اتنا میٹھا اور ٹھنڈا' تھا کہ بادشاہ نے اپنے دل میں اس سے قبل اتنے میٹھے انار کبھی نہیں کھائے تھے ۔۔۔۔ بادشاہ نے باغ کے مالک سے دوبارہ کہا کہ وہ ایک اور انار کھلائے۔ باغ کا مالک دوبارہ جا کر پہلے والے درخت سے ایک اچھا سا انار توڑ لایا اور اپنے مہمان کو پیش کر دیا۔۔۔۔ اب جب بادشاہ انار کھانے لگا تو وہ بہت ہی ترش اور بدذائقہ تھا' مہمان نے برا سا منہ بنایا اور باغ کے مالک سے کہا کہ یہ انار کہاں سے لائے ہو ۔۔۔۔ تو باغ والے نے بتایا یہ انار بھی اسی درخت کا ہے جس سے پہلا انار لایا تھا ۔۔۔۔ بادشاہ نے کہا پھر یہ اتنا ترش کیوں ہے اور بدذائقہ کیوں ہے اس کا ذائقہ کیوں بدل گیا؟۔۔۔۔ باغ کے مالک نے کہا معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہمارے بادشاہ کی

نیت بدل گئی ہے۔۔۔۔

(نزہۃ المجالس جلد اول باب اول)

اعمال کی قدرو منزلت

سامعین محترم! اعمال خواہ کتنے ہی اچھے ہوں۔۔۔۔ بظاہر نماز' روزہ' حج' زکوۃ اور صدقات و خیرات کی بجا آوری کی جا رہی ہو۔۔۔۔ ظاہری شکل و صورت' درست ہو مگر دل کی کیفیت اور حالت درست نہ ہو۔۔۔۔ نیت خراب ہو تو اعمال بیکار ہو جاتے ہیں۔۔۔۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ

''اور لوگوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان لائے مگر وہ مومن نہیں ہیں''

(پ ا ع ۲)

قرآن حکیم میں ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ

''جب منافقین تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں آپ یقیناً بے شک اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اسکے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے بے شک منافقین ضرور جھوٹے ہیں''

(پ ۲۸ ع ۱۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان آیات بینات میں فرمایا کہ میری مخلوق میں کچھ

ایسے لوگ بھی ہیں جو بظاہر توحید و رسالت اور یوم قیامت کو تسلیم کرتے ہیں مگر وہ مومن نہیں ہیں ۔۔۔۔

سامعین محترم! قرآن مجید اور فرقان حمید کے اسلوب بیان پر غور فرمائیں ۔۔۔۔ منافقین نے بھی حضرت نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا ۔۔۔۔ نشہد ۔۔۔۔ ہم گواہی دیتے ہیں ۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔۔۔۔ **یَشْهَدُ** ۔۔۔۔ اللہ گواہی دیتا ہے ۔۔۔۔ منافقوں نے کہا ۔۔۔۔ **اِنَّكَ** ۔۔۔۔ بے شک آپ ۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔۔۔۔ **اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ** ۔۔۔۔ بے شک منافقین ۔۔۔۔ منافقوں نے کہا ۔۔۔۔ **لَرَسُوْلُ اللّٰهِ** ۔۔۔۔ آپ اللہ کے رسول ہیں ۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔۔۔۔ **لَكٰذِبُوْنَ** ۔۔۔۔

اس آیت میں یہ واضح کر دیا گیا ۔۔۔۔ اے محبوب ﷺ جیسے آپ کے سچے ہونے میں شک نہیں ۔۔۔۔ اسی طرح ان کے جھوٹے ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ۔۔۔۔

سامعین محترم! آیئے بارگاہ رب العزت میں عرض کریں' اے پروردگار عالم جب یہ لوگ تیری توحید کے قائل ہیں ۔۔۔۔ تیرے رسول ﷺ کی رسالت و نبوت کو تسلیم کرتے ہیں ۔۔۔۔ یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ۔۔۔۔ بظاہر نماز روزے کے بھی پابند ہیں ۔۔۔۔ پھر ان کا ایمان قبول نہیں' کیوں؟ ۔۔۔۔ ان کے روزے کیوں مقبول نہیں ۔۔۔۔ ان کی نمازیں کیوں بیکار و بے مصرف ہیں ۔۔۔۔ انہیں تیری قربت تیری رضا کیونکر حاصل نہیں تو بارگاہ خداوندی سے جواب ملتا ہے:۔

فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ

''ان کے دلوں میں مرض ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے مرض کو اور زیادہ بڑھا دیا ہے ان کے لیے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ گا''۔ (پ ا ع ۲)

ان کے دل بیمار ہیں جو زبان سے کہتے ہیں دل اس کے ساتھ شریک نہیں ۔۔۔۔ان کے ظاہری اعمال و افعال تو درست ہیں ۔۔۔۔ مگر باطنی احوال درست نہیں، ان میں خلوص نہیں ۔۔۔۔ان کی نیت خراب ہے، اس لیے انہیں اپنے مالک و مولیٰ کی قربت نصیب نہیں اور نہ ہی ان کو یہ مل سکتی ہے۔

رب انہاں نوں ملدا! باہو نیتاں جنہاں دیاں اچھیاں ہو

درس حدیث

حضرت شفی اصحی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا ۔۔۔۔تو کیا دیکھا ایک شخص کے پاس لوگوں کا ہجوم ہے ۔۔۔۔ میں نے دریافت کیا تو بتایا گیا ۔۔۔۔ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ ہیں چنانچہ میں بھی ان کی مجلس میں آپ کی نشست کے سامنے بیٹھ گیا آپ لوگوں کو احادیث سنا رہے تھے ۔۔۔۔ پھر جب آپ فارغ ہوئے اور دیگر لوگ چلے گئے اور تنہا رہ گئے ۔۔۔۔ تو میں نے عرض کی ۔۔۔۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ مجھے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ایسا ارشاد سنائیں جو آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود سنا ہو۔

حسین یادوں کا تصور

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو سنو جو بات میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے اپنے کانوں سے سنی ہے۔۔۔۔اس مکان میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور میرے علاوہ اسوقت دوسرا کوئی آپ کے پاس نہ تھا۔۔۔۔اتنی بات کرنے کے بعد آپ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے منہ سے چیخ نکلی اور آپ بیہوش ہو گئے۔۔۔۔پھر آپ کو ہوش آیا اور پھر دوبارہ بیہوش ہو گئے۔۔۔۔پھر ہوش آیا مگر تیسری بار پھر غشی طاری ہوگئی۔۔۔۔یہ واقعہ تین دفعہ پیش آیا۔۔۔۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کرنے سے پہلے آپ تین مرتبہ بے ہوش ہوئے اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھنا یاد آرہا تھا۔۔۔۔کہ ایک ایسا حسین وقت تھا کہ جب نبوت کا بدر کامل ﷺ پوری آب وتاب سے ان کی آنکھوں کو منور کر رہا تھا اور آپ کے جمال جہاں آرا کے ساتھ ساتھ آپ کے کلام شیریں سے ان کے دل بھی لطف اندوز ہو رہے ہوتے مگر آج یہ وقت آ گیا کہ آپ کا تذکرہ تو ہو رہا ہے لیکن وہ نورانی صورت نظروں کی بجائے تصور میں جا چکی ہے۔۔۔۔بس یہی بات اور جدائی کا تصور آپ پر تین مرتبہ غشی کا سبب بنا۔۔۔۔

فرمان رسول ﷺ

بہر حال آپ نے خود کو سنبھالا اور وہ حدیث جو انہوں نے سرکار دو جہاں ﷺ سے خود اپنے کانوں سے سماعت فرمائی تھی وہ سنائی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهُ	”حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب
تَعَالٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ	قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ بندوں کی
يَنْزِلُ اِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِىَ	طرف متوجہ ہوگا تا کہ ان کے درمیان وہ
بَيْنَهُمْ	فیصلہ فرمادے“۔

(ترمذی ص ۶۳ ج ۲)

اور ہر امت گھٹنوں کے بل بیٹھی ہو گی تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ حساب کے لیے تین اشخاص کو بلائے گا۔۔۔۔ایک عالم دین ہو گا۔۔۔۔دوسرا شہید۔۔۔۔اور تیسرا۔۔۔۔ایک مالدار ہو گا۔

عالم دین

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ۔۔۔۔عالم دین سے فرمائے گا۔۔۔۔جو کچھ میں نے اپنے رسول ﷺ پر نازل کیا تھا' اس کا علم تجھے نہ دیا تھا۔۔۔۔وہ عرض کرے گا۔۔۔۔باری تعالیٰ بے شک تو نے مجھے اس کا علم دیا تھا۔۔۔۔تو تُو نے اس سے کیا کام لیا۔۔۔۔وہ عرض کرے گا۔۔۔۔اے پرور دگا!۔۔۔۔اس علم کو تیری رضا کے لئے عام کیا۔۔۔۔لوگوں کو تعلیم دی، تبلیغ کا فریضہ انجام دیتا رہا۔۔۔۔تو اس عالم سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ كَذَبْتَ وَ تَقُوْلُ الْمَلٰٓئِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ بَلْ اَرَدْتَّ اَنْ يُّقَالَ فُلَانٌ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ذٰلِكَ

(ترمذی ص ۶۳ ج ۲)

"پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو نے جھوٹ بولا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری تو غرض تھی کہ لوگ تجھے کہیں کہ فلاں قاری ہے تو وہ کہلا چکا ہے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ قرآن کو پڑھنا' اس کی تعلیم دینے میں تیرا ارادہ یہ تھا کہ لوگوں میں تیری شہرت ہو تو وہ دنیا میں تجھے مل چکی ہے' اب میرے دربار میں تیرے اس نمائشی عمل کا کوئی اجر نہیں۔

سخی مالدار

پھر ایک مالدار سخی کو اللہ رب العزت کے دربار میں پیش کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا۔ کیا میں نے تجھ پر مال و دولت کی کشادگی نہیں کی تھی۔۔۔۔ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہیں ہونے دیا۔۔۔۔ اس پر وہ مالدار عرض کرے گا۔۔۔۔ بیشک میرے پروردگار تو نے مجھے دولت عطا فرمائی اور لوگوں سے بے نیاز کیا۔۔۔۔ اللہ پاک فرمائے گا۔۔۔۔ پھر تو نے ہماری عطا کردہ دولت و نعمت سے کیا کام انجام دیا۔۔۔۔ مالدار عرض کرے گا کہ میں نے اس مال کو مساکین و غربا میں تقسیم کر دیا۔۔۔۔ یتیموں اور ناداروں کی معاونت کی اور قربت داروں سے حسن سلوک اور امداد کرتا رہا۔۔۔۔

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ كَذَبْتَ وَ تَقُوْلُ الْمَلٰئِكَةُ كَذَبْتَ وَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ بَلْ اَرَدْتَّ اَنْ يُّقَالَ فُلَانٌ جَوَادٌ وَ قَدْ قِيْلَ ذٰلِكَ	"پس پروردگار فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹ کہہ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرا ارادہ تو یہ تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں بڑا سخی ہے اور تو نے ایسا کہالیا۔"
(ترمذی ص ۶۳ ج ۲)	

یعنی تیرا راہ خدا میں مال خرچ کرنا' خیرات و صدقات دینا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہ تھا۔۔۔ بلکہ تیرا دلی ارادہ تو یہ تھا کہ لوگ تجھے سخی کہیں تو دنیا میں تجھے اس کا بدلہ مل گیا۔۔۔ اب آخرت میں تیرے لیے کوئی بھی اجر نہیں۔

شہید

پھر ایک شہید کو دربار خداوندی میں پیش کیا جائے گا۔۔۔۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو کس لئے قتل ہوا تو وہ عرض کرے گا اے رب العزت میں نے جہاد

کیا حتی کہ تیری راہ میں شہید ہو گیا۔۔۔۔تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیرا جہاد کے دوران یہ خیال تھا کہ لوگ تجھے بڑا بہادر کہیں اس لیے تو بڑھ بڑھ کر جہاد میں حملے کر رہا تھا یہاں تک کہ تو شہید ہو گیا۔۔۔۔اس کا بدلہ تو تجھے دنیا میں مل چکا ہے لوگوں نے تجھے خوب داد دی تو دنیا میں ناموری چاہتا تھا تو تجھے مل چکی' اب ہمارے دربار میں تیرا کوئی حصہ نہیں ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔۔۔۔پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اُولٰئِكَ الثَّلٰثَةُ اَوَّلُ خَلْقِ اللّٰهِ	"اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے انہیں
تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	تین اشخاص سے دوزخ کی آگ کو
(ترمذی ص ۶۳ ج ۲)	بھڑکایا جائے گا"۔

سامعین محترم! جو عمل حصول دنیا کے لیے کیا جائے۔۔۔۔ریاکاری کے طور پر کیا جائے' اس کا اجر و ثواب نہیں ملتا۔۔۔۔بلکہ ایسا کرنے والے شخص کو جہنم میں دھکیل دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان اعمال سے ہمیں پناہ دیں۔۔۔۔

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔۔۔۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	"جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زینت
وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ	چاہتے ہیں ہم ان کو اسی دنیا میں دے دیتے
فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ	ہیں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیتے ہیں۔
اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِى الْاٰ	اس میں سے کچھ کمی نہیں کرتے۔یہی لوگ
خِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا	ہیں جنکے لیے آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ

فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ "نہیں ان لوگوں نے دنیا میں جو کچھ کیا وہ بیکار گیا اور جو عمل کرتے تھے وہ سب باطل ہیں"۔ (پ۱۲ ع۲)

عبادت کی تین قسمیں ہیں۔۔۔قولی۔۔۔بدنی۔۔۔مالی

قولی عبادت

قولی عبادت یعنی وہ عبادات جن کا تعلق زبان سے مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرنا۔۔۔زبان سے اچھے کلمات کا ادا کرنا۔۔۔سچ بولنا۔۔۔نیکی کا حکم دینا۔۔۔برائی سے منع کرنا زبان کو غیبت، گالی، گلوچ سے باز رکھنا۔۔۔اس کو بے جا استعمال نہ کرنا۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی تعریف وتوصیف اور حمد وثناء کرنا۔۔۔اور قولی عبادت میں افضل ترین عبادت قرآن حکیم کی تلاوت وقرات ہے جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ "عبادتوں میں افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے"۔

بدنی عبادت

یعنی وہ عبادت جن کا تعلق مومن کے جسم کے ساتھ ہے جس طرح نماز ہے کہ اس سے جسم حرکت میں آتا ہے، کبھی قیام ورکوع اور کبھی سجدہ وقعدہ کی حالت، کبھی کھڑے ہونا اور کبھی بیٹھنا۔۔۔اسی طرح روزہ بھی بدنی عبادت ہے نبی کریم ﷺ نے روزہ کو بدن کی زکوۃ قرار دیا ہے۔۔۔

لِكُلِّ شَیْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمِ ''ہر چیز کی زکوۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوۃ روزہ ہے۔''

(مشکوۃ ص ۱۸۱)

حج بھی جسمانی عبادت ہے۔طواف وسعی بیت اللہ شریف کے گرد چکر لگانا صفا ومروا پر دوڑنا۔۔۔۔منی میں قیام۔۔۔۔عرفات میں وقوف کرنا۔۔۔۔مزدلفہ میں شب کا گزارنا۔۔۔۔شیاطین کو کنکریاں مارنا۔۔۔۔قربانی کرنا۔۔۔۔سر منڈانا۔۔۔۔طواف وزیارت کرنا۔۔۔۔بہرحال جسمانی عبادات کی فہرست بہت طویل ہے جنہیں بیان کرنے کے لیے دفتر درکار ہیں جس کا یہ موقع ومحل نہیں۔۔۔۔جسمانی عبادتوں میں افضل ترین عبادت جہاد ہے۔۔۔۔اس سے بندۂ مومن اپنا وجود کلی طور پر اپنے آقا و مالک کے حضور پیش کرتا ہے' جس کے نتیجہ میں مرتبہ شہادت نصیب ہوتا ہے کہ بندۂ مومن صرف اور صرف خدا کے لیے اپنی جان تک قربان کر دیتا ہے بھلا اس سے بڑھکر جسمانی اور بدنی عبادت اور کیا ہو سکتی ہے۔۔۔۔

مالی عبادت

یعنی وہ عبادت جن کا تعلق مال سے ہے مال سے کون محبت نہیں کرتا' مگر وہ لوگ جنہیں اپنے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل وعلا اور اس کے محبوب مکرم ﷺ کی محبت ہے۔۔۔۔وہ اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔۔۔۔زکوۃ ادا کرتے ہیں۔۔۔۔خیرات وصدقات دیتے ہیں۔۔۔۔اور مساکین ویتامیٰ' بیوگان وبے سہارا اور حاجت مند لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔۔۔۔مالی عبادت بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور

خوشنودی حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

سامعین محترم! قولی عبادت میں افضل ترین شخص قرآن حکیم پڑھنے والا ہے ۔۔۔۔ جسمانی عبادتوں میں فضیلت پانے والا شہید ہے۔۔۔۔ مالی عبادتوں میں عظمت پانے والا سخی ہوتا ہے۔۔۔۔

یہ تین قسم کے لوگ ہیں جنہیں رب العزت' جنت سے نوازے گا۔۔۔۔ مگر ان میں سے کسی نے بھی اپنی نیت میں درستگی نہ رکھی۔۔۔۔ تو قرآن کریم پڑھنے والا قاری ۔۔۔۔ میدان جہاد میں جسم و جاں کے پرزے پرزے کروانے والا شہید'۔۔۔۔ راہ خدا میں خرچ کرنے والا سخی۔۔۔۔ اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل نہ کر سکے گا۔۔۔۔ وہ جنت کی بجائے انتہائی رسوائی کے ساتھ دوزخ میں سب سے پہلے دھکیل دیا جائے گا۔ اور اس کا ایندھن بن جائے گا۔

رب اونہاں نوں مل دا باھو
نیتاں جنہاں دیا اچھیاں ہو

غم کا کنواں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

تَعَوَّذُوْ بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ "غم کے کنویں سے اللہ کی پناہ مانگو"۔

(ترمذی ص ۶۳ ج ۲)

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ "غم کا کنوا کیا ہے؟"

آپ نے فرمایا۔۔۔۔وہ دوزخ میں ایک وادی ہے' اس سے جہنم بھی دن میں سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔۔۔۔عرض کیا گیا۔۔یا رسول اللہ ﷺ اس میں کون لوگ ڈالے جائیں گے۔

قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُونَ بِاَعْمَالِهِمْ "فرمایا جو ریاکاری کے طور پر قرآن پڑھنے والے ہیں"

(ترمذی ص ۶۳ ج ۲)

سامعین محترم! ریاکاری سے پڑھنے والے قاری کو مالک کی لقا نصیب نہیں ہوگی بلکہ اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی لقا اور قربت انہیں نصیب ہوگی جو خلوص والے ہوں' جن کی نیتیں درست ہوں گی۔

رب انہاں نوں ملدا باھو نیتاں جنہاں دیاں اچھیاں ہو

ایک چرواھا

سیدنا موسیٰؑ نے ایک روز ایک چرواہے بکریاں چرانے والے کو دیکھا جو بڑی محبت' عالم کیف ومستی میں اپنے خالق ومالک سے باتیں کرتے ہوئے کہہ رہا ہے:۔

"اے میرے مالک' میرے اللہ تو کہاں ہے' اگر تو مجھے مل جائے تو میں تیرے جوڑے سیا کروں' تیرے سر کو کنگھی کر کے تیری زلفوں کو سنواروں' تجھے جب بھوک لگے تو تجھے گھی کی چوری کھلاؤں اور بکریوں کا تازہ دودھ پلاؤں' تیری دل کھول کر خدمت کروں' تجھے گرم پانی سے نہلا کر تیری مٹھی چاپنی

کروں اور تیرا بستر بچھا کر اس پر تجھے سلاؤں۔ اور اگر تو میری التجا، قبول کر لے اور مل جائے تو پھر میں تجھے کبھی نہ چھوڑوں اور اپنی ساری زندگی تیری خدمت کے لیے وقف کروں اور کبھی تجھے اکیلا نہ چھوڑوں"۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے اس چرواہے کی یہ باتیں سنیں تو آپ کو جلال آ گیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ اے احمق و نادان انسان تو یہ کیسی کفریہ باتیں کر رہا ہے اللہ کی پاک ذات جسم و وجود سے پاک ہے۔۔۔ بالوں سے بے نیاز، زلفوں سے پاک ہے تو کنگھی کہاں کرے گا، وہ کھانے پینے سے بے نیاز ہے، نہ ہی اسے بستر کی حاجت ہے تو ایسے کلمات منہ سے نکال کر اپنی عاقبت کیوں خراب کر رہا ہے۔

وہ مست الست چرواہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ باتیں سن کر ڈر گیا اور خاموش ہو گیا۔ اس کی حالت غیر ہو گئی اور بقول موسیٰ علیہ السلام بڑی خراب باتیں اپنے رب کے بارے میں کر دی ہیں۔ اور میرا رب یقیناً مجھ سے ناراض ہو گیا ہو گا۔ اس چرواہے نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔۔۔ اور روتا ہوا جنگل میں بھاگ گیا جب چرواہے کی یہ حالت ہوئی تو اسے مولانا روم ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

وحی آمد سوئے موسےٰ از الہ
بندہ مارا چہ کردی جدا
تو برائے وصل کرون آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

موسیا آداب دانا دیگر اند

سوختہ جاں در داناں دیگر اند

تو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بارگاہ خداوندی سے جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔۔ کہ تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کیوں کر دیا ہم نے تم کو اس جہاں میں اس لئے معبوث کیا کہ جو لوگ ہم سے دور ہیں انہیں ہمارے ساتھ ملاؤ' اس لیے تو آپ کو نہیں بھیجا گیا کہ جو ہماری محبت کا دم بھرتے ہیں انہیں ہم سے جدا کر دو۔۔۔۔ اے موسیٰ دانا اور عقلمندوں کے آداب ہوتے ہیں ۔۔۔۔اور اہل عشق کے طور طریقے اور ہوتے ہیں۔

چنانچہ جب یہ فرمان خداوندی آیا تو موسیٰ علیہ السلام اس چرواہے کی تلاش میں نکل پڑے اور آخر اسے تلاش کر لیا اور کہا کہ۔۔۔۔ بھئی جو تیرا جی چاہے کہہ ۔۔۔۔تو اپنا دل تنگ نہ کر۔ تیرا مالک تجھ سے راضی ہے تو کوئی غم نہ کر۔۔۔۔ کیونکہ تو تو مغلوب الحال اور مرفوع القلم ہے۔

رب اوہناں نوں مل دا باہو

نیتاں جناں دیاں اچھیاں ہو

نیک ارادہ۔۔۔۔ طلب صادق ہو۔۔۔۔ نسبت اچھی ہو۔۔۔۔ نیت درست ہو تو بندہ گھر بیٹھے بھی اپنے خالق و مالک کے قریب ہوتا ہے۔۔۔۔ اس کا دامن گوہر مراد سے پر ہے۔۔۔۔ اگر نیت درست نہیں تو کعبہ سے بھی خالی لوٹ آتا ہے۔ اس لئے کہ مالک کی بارگاہ میں نہ رنگ دیکھا جاتا ہے۔۔۔۔ نہ نسل دیکھی جاتی

ہے۔۔۔۔نہ تاج وتخت دیکھی جاتا ہے۔۔۔۔نہ سلطنت وحکومت دیکھی جاتی ہے
۔۔۔۔نہ ہی عبادت وریاضت دیکھا جاتا ہے۔۔۔۔نہ ظاہری سج دھج وجبہ ودستار
دیکھی جاتی ہے۔۔۔۔نہ زمین دیکھی جاتی ہے۔۔۔۔نہ جائیداد دیکھی جاتی ہے
۔۔۔۔نہ سیم وزر دیکھا جاتا ہے۔۔۔۔نہ سونا چاندی اور مال ودولت' بلکہ دلوں کا حال
دیکھا جاتا ہے۔۔۔۔عقیدت ونسبت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

رب اونہاں نوں ملدا باہو نیتاں جناں دیاں اچھیاں ہو

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلیٰ صُوَرِکُمْ	''تحقیق اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور
وَلَا اِلیٰ اَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ	تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ
یَنْظُرُ اِلیٰ نِیَّۃِ قُلُوْبِکُمْ	تمہاری دلوں کی نیتوں کو دیکھتا ہے''

رب انہاں نوں ملدا باہو نیتاں جناں دیاں اچھیاں ہو

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں خلوص نیت کی دولت عطا
فرمائے۔۔۔۔۔۔۔آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

جہاد فی سبیل اللہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا تَقُوْلُوْ الِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

آکھیں سوہنے نوں وائے نی جے تیرا گذر ہووے
میں مر کے وی نئیں مردا جے تیری نظر ہووے

دم دم نال ذکر کراں میں تیریاں شاناں دا
تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

دیوانیو! بیٹھے رہو محفل نوں سجا کے تے
شاید میرے آقا دا ایتھوں دی گذر ہو وے

جے جیون دا چا رکھناایں تو راہیا مدینے دیا
سوہنے دے دوارے تے مرجاویں جے مرہووے

اوہ کیہیاں گھڑیاں سن مہمان ساں سوہنے دے
دل فیر وی کر دا اے طیبہ دا سفر ہو وے

کیوں فکر کریں دل وچ ماسہ دی اگیرے دا
اوہنوں ستے ای خیراں نے جیدا سائیں مگر ہووے

ایہہ دل وچ نیازی دے اک آس چرونگی اے
سوہنے دے شہر اندر میرا وی گھر ہووے

قابل صد احترام بزرگو' عزیز و ساتھیو! ہر انسان کے دل میں فطری طور پر چار چیزوں کی محبت پائی جاتی ہے' (۱) وطن (۲) مال (۳) جان (۴) اولاد۔ ہر انسان ان سے محبت کرتا ہے۔۔۔ مگر ان چاروں سے ایک جیسی محبت نہیں ہوتی بلکہ کسی سے کم اور کسی سے زیادہ محبت کرتا ہے۔۔۔ کبھی ایک چیز کو حاصل کرنے کے لیے دوسری چیز کو اس پر قربان کر دیا جاتا ہے۔۔۔ مثلاً ہر انسان اپنے وطن سے محبت کرتا ہے مگر جب اسے مال کی ضرورت ہوئی ہے۔ تو وہ وطن چھوڑ دیتا ہے۔۔۔ آپ کو معلوم ہے ہزاروں لوگ وطن چھوڑ کر بیرون ملک چلے گئے ہیں۔۔۔ صرف مال کے حصول کے لیے۔۔۔ پھر اگر انسان کی جان کو کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو بندہ اپنی جان بچانے کے لیے سارا مال چھوڑنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔۔۔ اور اگر اولاد کو

کوئی تکلیف ہوتو والدین اپنی اولاد کی خاطر جان قربان کر دیتے ہیں۔۔۔۔خلاصہ یہ ہوا۔۔۔بندے کے دل میں وطن ۔۔۔۔مال۔۔۔۔جان۔۔۔۔اولاد کی محبت ضرور جلوہ گر ہے مگر ان سے محبت ایک جیسی نہیں ۔۔۔۔بندہ اپنے وطن کو مال پر قربان کر دیتا ہے۔۔۔۔مال کو۔۔۔۔جان پر قربان کر دیتا ہے۔۔۔۔جان کو اولاد پر قربان کر دینا یہ ہر انسان کا فطری عمل ہے۔۔۔۔مگر مومن کی ایک نرالی شان ہے ۔۔۔۔کہ وہ اپنا وطن ۔۔۔۔اپنا مال ۔۔۔۔اپنی جان ۔۔۔۔اپنی اولاد ان سب کو مدینے والے پر قربان کر دیتا ہے' شاعر نے مومن کی اس شان کو اس طرح بیان کیا ہے کہ اس کا عقیدہ ہے۔

دم دم نال ذکر کراں آقا تیریاں شاناں دا
تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

یہ عقیدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا۔۔۔۔یہ عقیدہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا۔۔۔۔یہ عقیدہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا۔۔۔۔یہ عقیدہ مولا علی رضی اللہ عنہ کا۔۔۔۔یہ عقیدہ مومن کا ہر ولی کا۔

تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں عرض کرتے ہیں۔

دل وہ دل ہے جو تیری یاد سے معمور رہا
سر وہ سر ہے جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

سب کچھ قربان

مومن کا مال' اس کی جان' اپنے خالق و مالک پر قربان اس کا مال بھی اللہ اس

کی جان بھی اللہ کی۔۔۔۔

ارشادربانی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ

''اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے انکی جانوں اور مالوں کو اس قیمت پر خرید لیا کہ ان کے لیے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور پھر مارتے ہیں یا مارے جاتے ہیں''۔ (پ۱۱ع۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت مقدسہ میں مومن کی عظمت وشان بیان فرمائی کہ ہم نے ان سے ان کی جان، ان کے مال خرید لئے اور انہیں جنت عطا فرمادی ان کے قلوب میں اپنے خالق ومالک اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایسے جلوہ گر ہو چکی ہے۔۔۔۔ کہ جب بھی معرکہ حق وباطل بپا ہوتا ہے۔۔۔۔ تو یہ باوفا لوگ، اہل ایمان لوگ۔۔۔۔ اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے۔۔۔۔ اپنے مال کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اپنا سب کو کچھ نام خدا پر قربان کرنے کے لیے اس شان سے نکلتے ہیں کہ راہ خدا میں اس طرح جہاد کرتے ہیں۔۔۔۔ کہ یا تو باطل قوتوں کا صفایا کر کے۔۔۔۔ کافروں، مشرکوں کو جہنم رسید کردیتے ہیں۔۔۔۔ لڑتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کردیتے ہیں۔ **فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ** ۔۔۔۔ وہ دشمنان دین کو ماردیتے ہیں یا خود مرجاتے ہیں۔ میدان جہاد سے راہ فرار اختیار نہیں کرتے۔

شان مجاہد

یہی وہ مقدس مجاہدین کی جماعت جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ محبت فرماتا ہے

جیسے کہ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ

''تحقیق اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں سیسہ پلائی دیوار کی طرح جم کر لڑتے ہیں۔''

(پ۲۸ ع۹)

اللہ تبارک وتعالیٰ، راہ خدا میں لڑنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ قرآن نے انہیں نوید مغفرت و جنت دی ہے۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَجَاهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ

''اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اللہ کی راہ میں اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے انہیں جگہ اور مدد کی وہی لوگ پکے مومن ہیں۔ اور ان کے لیے مغفرت اور رزق کریم ہے۔''

(پ۱۰ ع۶۰)

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

''وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا اللہ کے نزدیک بلند درجے والے ہیں اور یہی وہ لوگ

اَلْفَآئِزُوْنَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ

ہیں جو کامیاب ہیں۔ انہیں اللہ کی رحمت اور خوشنودی کی خوشخبری ہے اور ان کے لیے جنت کا انعام ہے رہنے کے لیے“۔

(پ ۱۰ ع ۹)

سامعین محترم! جن لوگوں نے اللہ اور اس کے محبوب مکرم ﷺ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنا وطن چھوڑا۔۔۔ ہجرت کی اور پھر راہ خدا میں اپنے مال سے' اپنی جان سے جہاد کیا۔۔۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان مجاہدوں کی امداد و اعانت کی' اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ان سب کی مغفرت' رزق کریم کی نوید ہے۔۔۔ انہیں متقی اور پختہ مومن ہونے کی سند بارگاہ خداوندی سے عطا کی گئی ہے ۔۔۔ یہ بلند مقام اور اونچے درجے پر فائز کیے جائیں گے۔۔۔ اللہ کی رحمت و خوشنودی ان کا مقدر بن چکی ہے اور جنت ان کا ٹھکانہ قرار پایا ہے۔۔۔ اسی لیے تو مومن کا عقیدہ ہے۔

تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

اعلیٰ تجارت

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

”اے ایمان والو تمہیں وہ تجارت بتاؤں جو تمہیں دوزخ کے عذاب سے نجات دلائے وہ یہ کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر

وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پ۲۸ ع۱۰)

ایمان ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے یہ تمہارے۔ لیے بہتر ہے کہ اگر تم سمجھ رکھتے ہو"۔

افضل عمل

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا۔

اَیُّ الْعَمَلُ اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی مِیْقَاتِہَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (بخاری ص۲۳۰ ج۱)

"کون سا عمل سب سے افضل ہے آپ نے فرمایا نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا اپنے ماں باپ سے نیکی کرنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا"۔

بهتر کون ؟

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا۔

اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مُؤْمِنٌ یُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ

"لوگوں میں افضل کون ہے؟ تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وہ مومن جو اپنی

اللّٰہ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ   جان اور اپنے مال سے راہ خدا میں جہاد کرے"   (بخاری ص ۳۹۰ ج ۱)

تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں کو راہ خدا میں جہاد کرنے کا حکم فرمایا اور ارشاد ہوتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا   "اے ایمان والو جب تم کسی دستہ سے مقابل ہو تو ثابت قدم رہنا"۔

(پ ۱۰ ع ۲)

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ یقین دلایا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے تمہیں وقت سے پہلے کوئی نہیں مار سکتا۔ جنگ میں صرف سامان جنگ اور ظاہری قوتیں ہی نہیں کام کرتیں بلکہ قوت ایمان سے لڑنے والا ساری دیگر طاقتوں کو زیر کر لیتا ہے اور قرآن کریم نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ   "کتنی بار چھوٹا دستہ اللہ کے حکم سے بڑی فوج پر غالب آ گیا"۔

(پ ۲ ع ۱۷)

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں متعدد بار مجاہدین کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔۔۔ارشاد ہوتا ہے۔

سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الرُّعْبَ — ''ہم کافروں کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیں گے''۔

(پ۴ع۷)

درس شجاعت

اللہ تبارک وتعالیٰ علی کل شئی قدیر ہے۔۔۔۔ وہ قدیر ہے۔۔۔۔ قادر ہے۔۔۔۔ مقتدر ہے۔۔۔۔ قوی ہے۔۔۔۔ قہار ہے' جبار ہے' غلبہ وعزت والا ہے۔۔۔۔ اور قوت والے کو پسند کرتا ہے۔۔۔۔ بہادروں سے پیار کرتا ہے۔۔۔۔ مجاہدوں سے محبت فرماتا ہے۔۔۔۔ راہ خدا میں تکلیفوں مصیبتوں کو برداشت کرنے والوں کی ہمت افزائی فرماتا ہے۔ ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

وَالصّٰبِرِیْنَ فِیْ الْبَاْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُوْلٰئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ — ''اور جو لوگ سختی اور تکلیف اور لڑائی کے وقت ثابت قدم رہیں وہی لوگ سچے ہیں اور وہی لوگ متقی ہیں۔''

(پ۲ع۶)

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ — ''اے ایمان والو جب تم کافروں سے میدان جنگ میں مقابل ہو تو ان کو پیٹھ مت دو''۔

(پ۹ع۱۶)

مقام شہید

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدُ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ عَلٰى عَبْدٍ غُبَارٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ

(ترمذی ص۱۹۶ ج ا مشکوۃ ص ۳۳۲)

''اللہ کے خوف سے رونے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہوئی کہ جس طرح دوہا ہوا دودھ واپس تھنوں میں داخل ہونا محال ہے۔ جہاد کے راستے کا گرد وغبار اور جہنم کا دھواں ایک جسم پر اکٹھے نہیں ہو سکتے''۔

چھ عظمتیں

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے شہید کو چھ عظمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

غفر له في اول دفعته۔۔۔

دشمن کا پہلا وار ہوتے ہی شہید کو بخش دیا جاتا ہے۔۔۔ **ويرى مقعده من الجنة** ۔۔۔ اور اسے جنت میں ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔۔۔ **ويجار من عذاب القبر** ۔۔۔ اور اسے عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔۔۔ **ويامن من نزع الاكبر** ۔۔۔ اور نزع کی سختی سے امن میں رہتا ہے۔۔۔ **ولو ضع على راسه تاج الوقار** ۔۔۔ اور اس کے سر پر عزت کا تاج سجا دیا جاتا ہے ۔۔۔ **ويزوج اثنين وسبعين زوجة من حور العين** ۔۔۔ اور جنت میں بہتر حوریں اس کے نکاح میں دی جائیں گی۔۔۔ **ويشفع في سبعين من**

اقاربه۔۔۔اوراس کی شفاعت اس کے ستر قریبیوں کے لیے قبول کی جائے گی۔

(مشکوۃ ص ۴۹۵ ابن ماجہ ص ۳۳۰)

شفیعان محشر

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز شفاعت کرنے والوں کے تین گروہ ہونگے۔ پہلا گروہ انبیاء کا' دوسرا علماء کا تیسرا شہدا کا۔۔۔۔

تیرے نام توں وار دیواں جنی میری عمر ہووے

مجاہدین کو جس سرفروشی سے لڑنے کی ترغیب اسلام نے دی ہے' وہ دنیا کے کسی اور مذہب نے اپنے ماننے والوں کو نہیں دی۔

مَا یَجِدُ الشَّهِیْدَ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ وَاَحَدُکُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ

"کہ شہید کو دشمن کی تلوار کے زخم سے صرف اتنا درد ہوتا ہے جتنا کہ آدمی کے چٹکی لینے سے یا چیونٹی کے کاٹنے سے"۔

(ابن ماجہ ص ۲۰۴ ترمذی ص ۲۰۰ ج ۱)

سامعین محترم! اس مقام پر ایک سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ گردن کٹ جائے جسم پر تیر تلواریں چل جائیں۔۔۔۔ بدن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور مرد مجاہد کو درد نہ ہو۔۔۔۔ تکلیف کا احساس تک نہ ہو' یہ کیسے ہوسکتا ہے؟۔۔۔۔ تو آیئے اس مسئلہ کا حل کے لیے قرآن پاک سے رہنمائی حاصل کریں۔۔۔۔ قرآن کریم میں سیدنا یوسف ؑ کا ذکر بڑی تفصیل سے موجود ہے۔

ضیافت

سامعین محترم! جب جناب ذلیخا نے اللہ کے نبی سیدنا یوسف علیہ السلام سے محبت کی۔۔۔۔تو یہ بات شہر کی عورتوں کے کانوں تک پہنچ گئی۔۔۔۔اور انہوں نے جناب زلیخا کو اپنے طعن کا نشانہ بنایا۔۔۔۔اور یہ بات چلتے چلتے جناب زلیخا تک بھی پہنچ گئی۔۔۔۔تو آپ نے تمام زنانِ مصر کی دعوت کی جیسا کہ قرآن کریم میں حکم ہے۔

فَلَمَّا سَمِعَتۡ بِمَكۡرِهِنَّ اَرۡسَلَتۡ اِلَيۡهِنَّ وَاَعۡتَدَتۡ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتۡ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنۡهُنَّ سِكِّيۡنًا

"پس زلیخا نے ان عورتوں کے مکر کو سنا تو ان کو بلا بھیجا اور ان کے لیے مسندیں آراستہ کیں اور ہر ایک کو ایک ایک چھری دی"۔ (پ۱۲ع۱۴)

چنانچہ جب کھانے کے لیے سب عورتوں نے ہاتھوں میں چھریاں پکڑ لیں اور پھل وغیرہ کاٹنے لگیں تو زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا۔

وَقَالَتِ اخۡرُجۡ عَلَيۡهِنَّ

"پھر یوسف سے کہا کہ ان سب کے سامنے نکل آؤ!" (پ۱۲ع۱۴)

تو حضرت یوسفؑ باہر نکلے تو تمام عورتیں جمالِ یوسفی کو دیکھکر حیران رہ گئیں۔۔۔۔اور رخِ انور کی تابانی دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئیں کہ اپنے آپ کی خبر نہ رہی۔۔۔۔

فَلَمَّا رَاَيۡنَهٗۤ اَكۡبَرۡنَهٗ وَقَطَّعۡنَ اَيۡدِيَهُنَّ

"اور جب یوسف کو ان عورتوں نے دیکھا تو اسکی بڑائی کی قائل ہوگئیں، تو انہوں اپنے ہاتھ کاٹ لیے" (پ۱۲ع۱۴)

حسن یوسف کو دیکھ کر زنان مصر نے اپنی اپنی انگلیاں کاٹ لیں مگر درد نہ ہوا
۔۔۔تو شہید جب گردن کٹاتا ہے تو اسے خالق یوسف کا دیدار نصیب ہو جاتا ہے
۔۔۔اس لیے اسے درد محسوس نہیں ہوتا۔

شہید کو گردن کٹانے میں جو لطف' جو کیف نصیب ہوتا ہے' وہ مزا اسے جنت کی پر کیف فضاؤں میں بھی نہیں آئے گا۔

لطف شہادت

روز محشر اللہ تبارک وتعالیٰ نیکو کار لوگوں کو جنت میں داخل فرما کے انہیں پوچھے گا۔۔۔۔کہ کیا تم میں سے کوئی دنیا میں جانا چاہتا ہے تو ہم اسے دنیا میں بھیج دیں گے۔۔۔۔ہر جنتی عرض کرے گا۔ اللہ جنت کی صدا بہار نعمتوں' ٹھنڈی اور پر کیف ہواؤں' دلکش مناظر کو چھوڑ کر دنیا میں کون جائے الا الشہید سوائے شہید کے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ شہداء سے فرمائے گا۔۔۔۔اے میری رہ میں جان دینے والو! دین اسلام کی سربلندی کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے والو' نام مصطفیٰ کی عظمت کی خاطر جہاد کرنے والو! میں نے تمہیں جنت کا مسکن عطا کر دیا ہے۔ بتاؤ اب تم کو اور کیا چاہیے تو وہ عرض کریں گے مولا تیری جنت میں پہنچ جانے کے بعد ہمیں اب کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا۔ میری راہ میں جان دینے والو! مجھ سے طلب کرو تو پھر شہید عرض کرے گا۔

اَنْ یَّرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِیْ اَجْسَادِ اِلَی الدُّنْیَا حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰی

"ہماری ارواح کو ہمارے جسموں میں لوٹا کر دنیا میں بھیج دے تا کہ پھر قتل کیے جائیں۔ اس لیے کہ جو مزہ تیری راہ میں گردن کٹاتے وقت آیا تھا۔ وہ یہاں نہیں ہے۔

(مشکوۃ ص ۳۳۰)

لشکر اسلام کا پہرہ

حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایک جنازہ لایا گیا۔ جب سید دوعالم ﷺ نماز جنازہ پڑھانے لگے تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ اس شخص نے اسلام قبول کر لینے کے بعد کوئی نیکی نہیں کی۔ تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہے جو اس مرنے والے کی ایک نیکی کی گواہی دے دے۔ تو ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ تو درست ہے کہ اس نے کوئی نیکی نہیں کی، مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ ایک جنگ میں اس مرنے والے نے میرے ساتھ مل کر لشکر اسلام کا پہرہ دیا تھا۔۔۔۔ یہ سن لینے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا اور پھر میت سے ارشاد فرمایا:۔

"کہ تجھے مبارک ہو کہ تجھے مدینہ طیبہ کے سب لوگ دوزخی سمجھتے تھے مگر میں محمد ﷺ تجھے جنت کی بشارت دیتا ہوں"

معلوم ہونا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں سے اس کی نیکی اس لیے نہیں دریافت فرمائی تھی کہ آپ کو علم نہ تھا، بلکہ لوگوں کے سامنے اس لیے پوچھا تا کہ قیامت تک اہل اسلام کو جہاد کی عظمت کا علم ہو جائے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

"دو آنکھوں کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں بیدار رہی"۔

(ترمذی ص ۱۹۷ ج ۱)

شہیدوں نے راہ خدا میں اپنی سب سے بڑی مطاع دولت جوان کی زندگی تھی اللہ کی راہ میں قربان کردی۔۔۔اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ انعام کیا کہ انہوں نے فانی زندگی کا نذرانہ پیش کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں باقی رہنے والی زندگی عطا کردی ۔۔۔وہ مرکر حیات جاودانی پا گئے۔ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ	"جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمکو اس کی خبر نہیں"

(پ۲ع۳)

اس آیت مقدسہ میں شہداء کی حیات جاودانی کا ذکر فرمایا کہ انہیں مردہ نہ کہو دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے کہ شہداء کو مردہ زبان سے کہنا منع ہے اور انہیں اپنے گمان میں بھی مردہ خیال نہ کرنا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ .	"اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ نہ گمان کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے روزی پاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں جو اپنے فضل سے دیا ہے وہ اس سے خوش ہیں"۔

(پ۴ع۸)

شہید زندہ

حضور نبی کریم ﷺ کے دور مقدس میں صحابہ کرام کی ایک جماعت جہاد

کے لیے روانہ ہوئی۔۔۔جس مقام پر انہوں نے جنگ کی اس علاقہ کا بادشاہ ایک عیسائی تھا جس نے انہیں گرفتار کرلیا۔۔۔اور پھر ان سرفروش مجاہدوں سے کہا کہ تم دین اسلام کو چھوڑ دو۔۔۔ غلامان رسول ﷺ نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم جان تو دے سکتے ہیں، مگر ایمان نہیں دے سکتے۔

بادشاہ کو جلال آیا اور اس نے جلادوں کو حکم دیا کہ مجاہدین اسلام کو قتل کیا جائے۔۔۔جلادوں نے مجاہدوں کو یکے بعد دیگر قتل کر دیا۔۔۔ابھی ایک مجاہد زندہ تھا کہ بادشاہ نے جلادوں کو روک دیا اور اس مجاہد سے کہا کہ تم سے جتنا چاہو مال و دولت لے لو اور اسلام اور ہادیٔ اسلام کے دامن سے دستبردار ہونے کا وعدہ کرلو۔۔۔صحابی رسول ﷺ نے بادشاہ کی پیشکش کو ٹھکرا دیا۔۔۔پھر اس ظالم بادشاہ نے اس سرفروش مجاہد کو قید کرلیا۔

مجاہد نے قید کی صعوبت کو برداشت کیا اور دامن رسول ﷺ کی وابستگی کو قائم رکھا۔۔۔آخر بادشاہ نے اسلام کے سپاہی کو اسلام سے دور کرنے کے لیے یہ ترکیب اختیار کی کہ رات کے وقت اس کی قید کوٹھڑی میں حسین و جمیل لڑکی کو بھیجا جائے جو اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈال کر اسے اسلام سے دور کر دے۔

اس منصوبہ کے تحت ایک حسین و جمیل لڑکی رات کے وقت اسلام کے سپاہی کی قید کوٹھڑی میں بھیجا گیا۔۔۔مجاہد اسلام نے جب عورت کو اپنے نزدیک پایا تو اس نے رات بھر سورت فتح کی تلاوت جاری رکھی۔۔۔وہ عورت حیران تھی کہ اس نوجوان مجاہد نے رات کا کافی حصہ گزارنے کے باوجود ایک لمحہ بھر بھی نظر اٹھا کر اس عورت کی

طرف نہیں دیکھا۔

بہر حال عورت نے نوجوان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی پوری کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح وہ دولت ایمان لوٹنے میں کامیاب ہو جائے ۔۔۔ مگر ایسا نہ ہو سکا ۔۔۔ نوجوان قرآن کی تلاوت میں مسلسل مصروف رہا ۔۔۔ تلاوت کی آواز اس کے کانوں میں مسلسل پڑ رہی تھی ۔۔۔ قرآن کا یہ فیضان تھا کہ اس عورت کے دل کی دنیا بدل گئی اور اس عورت کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے ۔۔۔ اور روتے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہنے لگی ۔۔۔ اے مرد مجاہد تو نے ساری رات گذار دی ہے ۔۔۔ اور میری طرف ایک نگاہ تک نہیں ڈالی آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ ۔۔۔ تو اس نوجوان مجاہد نے بزبان حال کہا ۔۔۔ میری آنکھ نے جس حسن والے کے جلوے کو دیکھا ہے اسے دیکھنے والا پھر کسی اور کو نہیں دیکھا کرتا ۔۔۔ شاعر نے اس کی ترجمانی یوں کی ہے۔

توں میرا محبوب نہیں ڈٹھا
جنہوں دیکھ کے چن شرماوے
ادھی راتی دن چڑھ جاوے
جے مکھ تھیں نقاب اٹھا دے
جے اوہ کھولے ول زلفاں دے
تے راہی راہ بھل جاوے
بجلی ڈر دی لشک نہ مارے
جے اوہ متھے تیوڑی پاوے

میرا محبوب اتنا حسین ہے کہ اب میری نگاہ کو کسی اور کے حسن کو دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔۔۔لڑکی نے کہا کہ اگر تو مجھے نہیں دیکھنا چاہتا۔۔۔تو مجھے اس حسن والے کو دکھا دے جسے تیری آنکھ نے دیکھا ہے۔۔۔جوان نے کہا۔۔۔اس کو دیکھنے کے لیے ایمان کی ضرورت ہے۔۔۔عورت نے کہا کہ پھر مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کرلو تا کہ بھی تیرے محبوب کی زیارت سے فیضاب ہوسکوں چنانچہ ایمان کو میں لوٹنے والی ایمان دار ہوگئی۔۔۔پھر کہنے لگی یہاں کا بادشاہ بہت ظالم ہے۔۔۔اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔۔۔قید خانہ کا دروازہ بند تھا' جب دونوں دروازے پر پہنچے اور بسم اللہ شریف پڑھی تو دروازہ خود بخود کھل گیا۔۔۔اور دونوں راتوں رات وہاں سے دور نکل گئے۔ جب صبح قریب ہوئی۔۔۔تو انہیں ایک جگہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنا ئی دی اور دونوں ٹھہر گئے۔۔۔تو کیا دیکھا وہ مجاہدین جنہیں بادشاہ نے قتل کروایا تھا اپنے گھوڑوں پر سوار ہیں۔ جب کہ انہیں شہید ہوئے چالیس روز گزر چکے تھے۔

(تفسیر کبیر ص ۳۵۱ ج ۵ نزہۃ المجالس ص ۱۹۵ ج ۱)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

فضائل قرآن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰۤاَیُّھَاالنَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ط وَھُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

اب تنگی داماں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ
ہیں آج وہ مائل بہ کرم اور بھی کچھ مانگ

ہر چند کہ مولا نے بھرا ہے تیرا کشکول
کم ظرف نہ بن ہاتھ بڑھا اور بھی کچھ مانگ

سرکار کا در ہے در شاہاں تو نہیں ہے
جو مانگ لیا مانگ لیا اور بھی کچھ مانگ

جن لوگوں کو یہ شک ہے کرم انکا ہے محدود
ان لوگوں کی باتوں پہ نہ جا اور بھی کچھ مانگ

اس در پہ یہ انجام ہو احسن طلب کا
جھولی کو مری بھر بھر کے کہا اور بھی کچھ مانگ

پہنچا ہے جو اس در پہ تو رہ رہ کے نصیر آج
آواز پہ آواز لگا اور بھی کچھ مانگ
(سید نصیر الدین نصیر گولڑوی)

قابل صد احترام بزرگو' دوستو!۔۔۔۔آج میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کے گیارہویں پارہ میں سے گیارہویں رکوع کی ایک آیت مقدسہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم کی عظمت وشان کو بیان فرمایا ہے۔۔۔۔

ارشاد خداوندی ہے۔۔۔۔

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۱۱ ع ۱۱)

"اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف نصیحت آ گئی (آ گئی) شفاء ان روگوں کی جو تمہارے سینوں میں ہیں اور (آ گئی) مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت۔

سامعین محترم۔۔۔۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ رب العالمین جل وعلاء نے پوری کائنات میں

بسنے والے انسانوں سے خطاب فرمایا۔۔۔۔اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے نصیحت دینے والی رہبر و رہنما کتاب آگئی جس میں تمہارے بیمار دلوں کے لیے پیام شفاء ہے۔۔۔۔یہ کتاب مقدس' ہدایت ہے اور رحمت بھی ہے مومنین کے لیے اے لوگو' جب تم دولتِ ایمان حاصل کر لینے کے بعد خود کو اس کتاب مقدس کے سپرد کر دو گے۔۔۔۔اس کے احکامات اور ارشادات کے مطیع و فرمانبردار ہو جاؤ گے۔۔۔۔تو یہ کتاب تمہاری جملہ دینی و دنیاوی ضروریات' حاجات کو پورا کرے گی۔۔۔۔تمہیں ظلمات کی بستیوں سے نکال کر نور کی حسین وادیوں میں منتقل کر دے گی۔۔۔۔قرآن سے فیضان حاصل کرنے کے لیے شرط اولین ایمان ہے۔۔۔۔اس کلام مقدس کی عظمت سمجھنے کے لیے اس اصول کو ذہن نشین رکھنا چاہیے۔۔۔۔کہ کلام کی عظمت' متکلم سے ہوتی ہے۔بات کرنے والا جتنا عظیم ہوگا۔۔۔۔اتنا ہی اس کا کلام عظیم ہوگا' تو ایمان والے کا یہ یقین کامل ہے۔۔۔۔کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لاشریک ہے۔

ذات و صفات میں کوئی اس کا ہم پلہ' ہمسر۔۔۔۔برابر کا نہیں۔۔۔۔وہ سب سے بڑا ہے۔۔۔۔**وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ** اسی کی شان ہے وہی سب سے ارفع و اعلیٰ' بلند و بالا ہے' اللہ اکبر اسی کی ذات ہے۔۔۔۔وہ قہار ہے جبار ہے۔۔۔۔سبحان ہے ذیشان ہے۔۔۔۔عزت و حکمت والا ہے۔جس طرح اس کی ذات اعلیٰ ہے۔۔۔۔ایسے ہی اس کی بات اعلیٰ ہے اس کا مقام اعلیٰ ہے اور اس کا کلام اعلیٰ ہے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مقدس ہے۔۔۔۔

فَضْلُ كَلامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الکلام کفضل اللہ علی خلقہ

"اللہ تبارک وتعالیٰ کے کلام کو تمام کلاموں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے خالق کو اپنی مخلوق پر ہے"۔ (مشکوٰۃ ص۱۸۶)

جیسے مخلوق میں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔۔۔۔اسی طرح اس کے کلام کا بھی کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔۔۔۔جس طرح وہ عیب سے پاک ہے اس کا کلام بھی پاک ہے۔

ارشاد ربانی

ارشادربانی ہے۔

الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

یہ وہ شان والی کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں یہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے"۔ (پ ا ع ۲)

اس آیت مقدسہ کی ابتداء الٓمٓ سے ہوئی ہے۔اسے حروف مقطعات کہتے ہیں۔اس کا مطلب ومفہوم اللہ تبارک وتعالیٰ اوراس کے محبوب ومکرم ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔۔۔۔قرآن حکیم کے نزول کو چودہ سوسال گزر چکے ہیں اوراب پندرھویں صدی جاری ہے۔۔۔۔بڑے بڑے علماء، مفسرین، محدثین ہوگزرے ہیں عربی جاننے والے۔۔۔۔گرائمر کا علم رکھنے والے مگر آج تک کوئی ایک بھی ان حروف مقطعات کا ترجمہ پیش نہ کرسکا۔۔۔۔آج تک کوئی صاحب علم اس قرآن کو مکمل طور پر جاننے، سمجھنے کا دعویٰ نہیں کرسکا۔۔۔۔جب قرآن کریم اب تک کوئی مکمل

طور نہیں سمجھ سکا تو صاحب قرآن کی عظمت وشان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔۔۔

ایتھے تے جبرائیل جہے دم وی نہ مار دے
کیہڑا کرے گا مداح سرائی حضور دی

علمت

روایات میں موجود ہے کہ جب **کٓھٰیٰعٓصٓ** حروف مقطعات جبرائیل علیہ السلام لے کر آئے اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر عرض کیا "کاف"۔۔۔تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "**علمت**"۔۔۔میں جان گیا۔ پھر جبرائیل نے عرض کیا "**ھا**" آپ نے فرمایا! "**علمت**" پھر عرض کیا "**یا**"۔۔۔فرمایا "**علمت**" پھر عرض کیا "**عین**" آپ نے فرمایا "**علمت**"۔۔۔کہا "**صاد**" آپ نے فرمایا۔۔۔ "**علمت**" میں جان گیا۔۔۔تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا! آقا (ﷺ) آپ تو جان گئے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے کیا فرمایا۔۔۔اور آپ نے کیا جانا؟

میان طالب و مطلوب رمزیست
کراماً کاتبین راہم خبر نیست

سامعین محترم! دنیا میں بے شمار کتب لکھیں گئیں، شائع کی گئیں۔۔۔ہر مصنف ہر مؤلف نے، ہر کتاب لکھنے والے نے۔۔۔کتاب لکھنے کے بعد اس بات کا اعتراف کیا کہ میری کتاب پڑھنے والو! میں نے پوری کوشش ومحنت کے ساتھ کتاب کو لکھا ہے تاہم بھول چوک اور غلطی ہوسکتی ہے، اگر کسی شخص کو میری تحریر میں۔۔۔

میرے بیان میں کوئی خامی، غلطی یا کوتاہی نظر آئے تو وہ مجھے مطلع کرے تا کہ اس کو دور کیا جا سکے۔۔۔۔

مگر۔۔۔۔قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے جس کے متعلق خالق کون و مکان نے واضح طور پر اعلان فرمایا کہ۔۔۔۔

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ "یہ وہ عظمت والی کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں"۔ (پ ۱ع ۱)

اس کتاب مبین میں اول تا آخر ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس میں کوئی شک و شبہ کیا جا سکے۔۔۔۔تاریخ گواہ ہے کفار و مشرکین نے قرآن کا انکار کیا' ابو جہل' ابولہب' عتبہ اور شیبہ اور ولید قرآن کے منکر ہوئے۔۔۔۔لیکن قرآن مجید میں کوئی غلطی نہیں نکال سکے۔۔۔۔

حفاظت قرآن

قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے جس کی مثل مثال آج تک کوئی بھی پیش نہیں کر سکا اور نہ ہی اس میں کوئی ردوبدل کر سکا ہے۔۔۔۔تورات' زبور' انجیل۔۔۔۔ آسمانی کتابیں تھیں۔۔۔۔مگر ان کتابوں میں لوگوں نے تبدیلیاں کر ڈالیں۔۔۔۔ مگر جب قرآن حکیم کا نزول ہوا تو اس کو نازل کرنے والے علی کل شیٔ قدیر مالک نے اعلان فرمایا۔۔۔۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ "تحقیق ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں"۔

(پ ۱۴ع ۱)

قرآن کی حفاظت اللہ رب العزت نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔۔۔۔
دوسری آسمانی کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں۔۔۔۔آج زبور' تورات اور انجیل اصل حالت میں موجود نہیں۔۔۔۔آپ پاکستان کے عیسائیوں کے پاس جو انجیل دیکھیں گے وہ امریکہ والوں کی انجیل سے نہیں ملتی اور جو امریکہ کے عیسائیوں کے پاس انجیل ہے وہ برطانیہ کے عیسائیوں کے پاس انجیل سے نہیں ملتی۔مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ قرآن پاک کو مغرب سے لیکر مشرق تک اور شمال سے جنوب تک کے ہر خطہ کے مسلمان کے پاس دیکھیں اس میں زیر' زبر کا فرق نہیں ہوگا۔

حافظ قرآن

آپ زبور کے ماننے والوں میں دیکھیں تو ان میں کوئی ایک شخص نہیں ملے گا جسے زبور اول تا آخر زبانی یاد ہو۔۔۔۔نہ کسی یہودی کو تورات حفظ ہے اور نہ ہی کسی عیسائی کو انجیل مکمل زبانی یاد ہے۔ہندو۔۔۔۔ویدوں کو آسمانی کتاب کہتے ہیں' مگر ان ویدوں کا کوئی حافظ نہیں' سکھ گرنتھ کو مانتے ہیں' ان میں کسی کو گرنتھ حفظ نہیں۔۔۔۔ قرآن مجید کی یہ شان ہے کہ اس کے حافظ لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔۔۔۔بلکہ قرآن کریم کا یہ اعجاز ہے۔۔۔۔کہ مسلمانوں کے دس دس' بارہ بارہ سال کے بچے بھی قرآن کے حافظ موجود ہیں۔ جتنا قرآن پڑھا گیا ہے۔۔۔۔دنیائے عالم میں کوئی کتاب اتنی نہیں پڑھی گئی۔۔۔۔جتنی تعداد میں قرآن مجید کی اشاعت ہوئی' کسی کتاب کی اتنی اشاعت نہیں ہوئی۔۔۔۔یہ اپنے پڑھنے والوں کو ایسا لطف و کیف مہیا کرتا ہے جس کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی۔

میرا دعویٰ ہے کہ آپ دنیاوی لوگوں کی لکھی ہوئی کتاب' قصہ یا کہانی کو ایک مرتبہ پڑھ لیں تو دوبارہ اس کو سننے کو جی نہیں چاہتا۔۔۔۔ اگر ایک بات کو بیان کرنے کے بعد دوبارہ اسے بیان کیا جائے تو سننے والے اکتا جاتے ہیں اور یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ہم یہ سن چکے ہیں صاحب! کوئی اور بات کرو۔۔۔۔ مگر قرآن ہی ایک ایسا کلام ہے' جسے بار بار پڑھو' ہزار بار پڑھو' صبح وشام پڑھو ساری عمر پڑھو اس سے بندہ اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا' بلکہ بار بار پڑھنے میں پہلے سے زیادہ کیف محسوس ہوتا ہے۔

آپ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور اس میں سورت فاتحہ کی تلاوت ہر رکعت میں کی جاتی ہے۔۔۔۔ فجر کی نماز میں چار مرتبہ۔۔۔۔ ظہر کی نماز میں بارہ مرتبہ۔۔۔۔ عصر کی نماز میں آٹھ مرتبہ۔۔۔۔ مغرب کی نماز میں سات مرتبہ۔۔۔۔ عشاء کی نماز میں سترہ مرتبہ۔۔۔۔ مگر آج تک کسی نمازی کے ذہن میں یہ خیال نہیں آیا کہ یہ سورت میں نے پہلے تلاوت کی ہے اور آج پھر تلاوت کر رہا ہوں۔۔۔۔ بندہ کو بیس سال ہو گئے ہیں امامت کرواتے' آج تک کسی بوڑھے' جوان بلکہ بچے نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ صاحب آپ روزانہ فاتحہ شریف کی تلاوت کرتے ہو' یہ پرانی ہو گئی ہے۔۔۔۔ خدا کی قسم! قرآن کو چاہے ہزار بار پڑھو۔۔۔۔ بار بار پڑھو یہ کبھی پرانا نہیں ہوتا۔۔۔۔ بلکہ پڑھنے والے کو ہر دفعہ پہلے سے زیادہ لطف آتا ہے۔ پڑھنے والا اس سے فرحت وسکون محسوس کرتا ہے اور قرآن کے ساتھ محبت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔۔۔۔ حتی کہ اس کا قرآن پڑھنا قبر میں بھی جاری رہتا ہے۔

سورت ملک

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نے ایک قبر

پر خیمہ ڈال لیا۔ اور انہیں خبر نہ تھی کہ یہاں قبر ہے۔ اس جگہ ایک شخص سورۃ ملک پڑھ رہا تھا' یہاں تک کہ اس نے ختم کی۔۔۔۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی۔۔۔۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔۔۔۔

هِیَ الْمَانِعَةُ هِیَ الْمُنْجِیَةُ تُنْجِیْهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ

''یہ سورۃ روکنے والی ہے' نجات دینے والی ہے جو اللہ کے عذاب سے نجات دے گی''۔ (ترمذی' مشکوۃ ص ۱۸۶)

صحابی نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں تعجب سے عرض کیا کہ فوت شدہ بھی قرآن پڑھ سکتا ہے۔۔۔۔ تو آپ نے فرمایا اس سورت کی تلاوت زندگی میں گناہوں سے موت کے وقت خرابی خاتمہ سے۔۔۔۔ تنگی گور سے۔۔۔۔ آخرت میں دہشت و وحشت' عذاب کی سختی سے بچانے والی ہے۔ یعنی یہ شخص اپنی زندگی میں اس سورت کی تلاوت کیا کرتا تھا' اب قبر میں بھی تلاوت کر رہا ہے۔

سامعین محترم! قرآن کریم کا یہ فیضان ہے کہ۔۔۔۔ یہ دنیا و آخرت میں مومن کا ساتھی ہے۔

اعزاز

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:۔

کُلُّ اٰیَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ دَرَجَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَمِصْبَاحٌ فِیْ بُیُوْتِکُمْ

''قرآن کی آیت جنت میں ایک درجہ ہے اور تمہارے گھروں میں ایک چراغ ہے''۔ (احیاء العلوم ص ۲۸۲ ج ۱)

قرآن کریم کی ایک آیت جنت کا ایک درجہ ہے ۔۔۔۔یعنی جتنی آیات پڑھنے والا پڑھتا جائے گا اتنے ہی درجے بلندیاں جنت میں حاصل کرتا جائے گا۔اور گھر میں چراغ یعنی نورانیت آتی جائے گی۔۔۔

آگ نہ جلائے

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ جَعَلَ الْقُرْاٰنَ فِیْ اَھَابٍ ثُمَّ اُلْقِیَ النَّارِ مَا احْتَرَقَ
"اگر قرآن کو چمڑے میں رکھ کر آگ میں ڈال دیا جائے تو آگ نہیں جلائے گی۔"
(مشکوۃ ص۱۸۶)

یعنی جس مومن کے سینے میں قرآن ہو گا اسے جہنم کی آگ نہیں جلا سکے گی ۔۔۔قرآن کی برکت اور اس کے فیضان کا پتہ بروز محشر چلے گا۔۔۔۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔۔۔

مَامِنْ شَفِیْعٍ اَفْضَلُ مَنْزِلَۃً عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ
"قرآن سے بہتر اللہ کے حضور شفاعت کرنے والا اور کوئی نہیں"۔
(احیاء العلوم ص ۲۸۱)

اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ وَّ مُشَفَّعٌ
"قرآن شفاعت کرنے والا ہے اور اس کی شفاعت کو شرف قبولیت حاصل ہو گا"
(طبرانی)

قرب الٰہی

قرآن کی تلاوت سے شر شیطان سے نجات حاصل ہوتی ہے اور' روحانی

تو نہیں اجاگر ہوتی ہیں، نفس امارہ زیر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ۔۔۔۔ایک روز مجھے خواب میں جمال خداوندی نصیب ہوا۔۔۔۔تو میں نے عرض کی اے اللہ پاک تیرا قرب حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ تو ارشاد ہوا ہمارے کلام سے!۔۔۔۔عرض کی مولا معانی و مطالب کو سمجھ کر یا محض تلاوت ہی کرنے سے یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔۔۔۔تو ارشاد ہوا یہ عظمت حرف تلاوت سے بھی مل سکتی ہے۔۔۔۔

خیر و برکت

سامعین محترم! قرآن کی تلاوت سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے اور اس سے دوری اختیار کرنے والا بندہ خیر و برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔۔۔

اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ لَا یُتْلٰی فِیْہِ کِتَابَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ ضَاقَ بِاَھْلِہٖ وَقَلَّ خَیْرُہٗ وَخَرَجَتْ مِنْہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَحَضَرَتِ الشَّیَاطِیْنَ (احیاء العلوم ص ۲۸۲)

"جس گھر میں کلام اللہ کی تلاوت نہ کی جائے اللہ تعالیٰ اس کے رہنے والوں پر تنگی کر دیتا ہے اور ان سے خیر و برکت اٹھا لیتا ہے اور ملائکہ اس گھر کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور شیاطین کی وہ آماجگاہ بن جاتا ہے"۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (بخاری، مشکوۃ ص ۱۸۳)

"تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے"۔

قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے والا اور قرآن حکیم کو پڑھانے والا سب سے بہتر ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا تو اس کی دیواروں کے نیچے کھڑے ہو کر جو دعا مانگی تھی اسے اگر غور سے پڑھا جائے تو آپ کو تعلیم قرآن دینے والوں کی عظمت کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی:۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيهِمْ (پ ا ع ۱۵)

"اے اللہ ہمارے بھیج دے ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب صاف ستھرا فرما دے"۔

اے اللہ میں نے تیرا گھر بنا دیا ہے اور اس کو بسانے کے لیے تو اپنا محبوب بھیج دے جو ان پر تیری آیتیں تلاوت کر کے انہیں کتاب کا درس دے اور ان کو پاک کر دے۔۔۔۔

افضل عبادت

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

اَفْضَلُ عِبَادَةِ اُمَّتِیْ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰن (احیاء العلوم ج ا ص ۲۸۱)

"افضل ترین عبادت میری امت کی قرآن کی تلاوت کرنا ہے"۔

وہ اس لیے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ بارگاہ

نبوی ﷺ میں اس زنگ کو اتارنے کا طریقہ جب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

كَثْرَةُ ذِكْرُ الْمَوْتِ وَ تِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ	"قرآن کی تلاوت ۔۔اور موت کی یاد کی کثرت"۔

(مشکوۃ ص۱۸۹)

دو نور

سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جبریلؑ بارگاہ مصطفویٰ میں حاضر تھے کہ ایک زوردار آواز جو کہ دروازہ کھلنے کی تھی سنائی دی اور جبرائیل نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی ۔۔۔۔ یہ ایک دروازہ آسمان کا ہے جو آج کھلا ہے ۔۔۔اور پہلے یہ کبھی نہیں کھلا ۔۔۔۔اور دروازہ سے ایک فرشتہ اتر جو پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا۔۔۔۔اس فرشتے نے آپ کو سلام کہا ہے۔

وَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ اُوْتِيْتُهُمَا لَمْ يُوْتِهِمَا نَبِیٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَءَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا اِلَّا اَعْطِيْتَهُ	"اور کہا ہے (یارسول اللہ ﷺ) خوشخبری ہو آپ کو دو نوروں کی کہ آپ سے پہلے جو کسی نبی کو نہیں دیئے گئے ایک سورۃ فاتحہ ہے اور دوسرا سورۃ بقرہ کی آخری آیات۔ اس میں جو حرف پڑھو گے اس کے ذریعہ مانگی ہوئی چیز تم کو عطا ہوگی"

(مسلم ص۲۷۱)

یعنی۔۔۔اس کی تلاوت کی برکت سے منہ مانگی مراد پوری ہو جاتی ہے۔

سورت یٰسین

مسند دارمی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔۔۔رسول اللہ نے فرمایا!

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَرَءَ طٰہٰ وِ یٰسٓ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلٰئِکَۃُ الْقُرْاٰنَ اَنْ قَالَتْ طُوْبٰی لِاُمَّۃٍ یَّنْزِلُ ھٰذَا عَلِیْھَا وَ طُوْبٰی لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ ھٰذَا وَ طُوْبٰی لِاَلْسِنَۃٍ تَتَکَلَّمَ بِھٰذَا

(مشکوٰۃ ص۱۸۷)

”تحقیق اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کی پیدائش سے ایک ہزار سال پہلے فرشتوں پر سورۃ طٰہٰ یٰسین پڑھی تو جب فرشتوں نے قرآن سنا تو کہا کہ مبارک ہو اس امت کے لیے جس پر یہ کلام اترے گا۔ مبارک باد دی ہے ان سینوں کو جو اس قرآن کو اپنے اندر محفوظ کریں گے۔ اور مبارک باد دی ہے ان زبانوں کو جو اس کلام کے ساتھ بولیں گی۔“

زندہ جاوید معجزہ

موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک ید بیضا پتھروں سے پانی نکلنا۔ دریا میں بارہ راستوں کا بننا۔۔۔ عیسیٰ علیہ السلام کا بیماروں کو شفایاب کرنا، اندھوں کو آنکھیں دینا، برص کے مریضوں کو شفا مند کرنا، مردوں کو زندہ کرنا کہ پرندوں کی صورتیں بنا کر اڑا دیتے تھے۔۔۔ ابراہیمؑ پر نار گلزار ہونا۔۔۔ داوٗدؑ کے ہاتھوں میں لوہے کا نرم ہونا۔۔۔ مریم سلام اللہ کے پاس بے موسم پھل کا آنا یہ سب ان کی زندگیوں میں دیکھا جا سکتا۔۔۔ مگر ہمارے آقا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید ایک ایسا معجزہ عطا فرمایا

جو قیامت تک دیکھا جا سکتا ہے۔

کلام نور

علامہ سید احمد بن زین المبارک کتاب الابریز میں اپنے شیخ نجم العرفان، سید عبدالعزیز دباغ قدس سرہ العزیز کی کرامت کا ذکر فرماتے ہیں کہ۔۔۔۔شیخ امی تھے اور ظاہری علوم بھی حاصل نہ کئے تھے۔۔۔۔مگر جو بھی کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا تو آپ اس کا صحیح صحیح جواب دے دیا کرتے تھے مگر اللہ نے انہیں علم لدنی سے سرفراز کیا ہوا تھا۔۔۔۔پھر جب کوئی حدیث ان کے سامنے پڑھی جاتی تو وہ بتا دیتے کہ حدیث صحیح ہے یا موضوع ہے۔۔۔۔

ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ علم کیسے ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور یہ موضوع ہے۔تو آپ نے فرمایا جب کوئی شخص شدید سردی میں کلام کرتا تو اس کے منہ سے دھواں سا نکلتا ہے اور جب کوئی گرمی میں کلام کرتا ہے، اس کے منہ سے دھواں نہیں نکلتا۔

اسی طرح جو نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہے تو اس کے منہ سے نور نکلتا ہے، جس سے مجھے علم ہو جاتا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے اور اسی طرح کلام الٰہی پڑھنے والے کے منہ سے نور نکلتا ہے۔

رشک

روایت ہے کہ رشک کے قابل دو آدمی ہیں۔۔۔۔ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کا علم دیا ہوا اور وہ صبح شام پڑھتا ہو۔۔۔۔دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ

نے مال دیا ہو وہ صبح و شام اسے خرچ کرتا!

(مشکوٰۃ ص ۱۸۴)

مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ رَاٰی اَنَّ اَحَدٌ اُوْتِیَ اَفْضَلُ لَمَّا اُوْتِیَ فَقَدْ اِسْتَصْغَرَ مَا عَظَّمَهُ اللّٰهُ وَتَعَالٰی

"جس نے قرآن پڑھا پھر یہ سمجھا کسی کو اس سے افضل شے دی گئی ہے تو اس نے اللہ کی عطا بے قدری کی"۔

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۸۱)

شفاعت

روایت ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور یاد کیا اور اس کی حلال کردہ اشیاء کو حلال اور حرام اشیاء کو حرام سمجھا' اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا کرے گا۔

وَشَفَّعَهُ فِی عَشْرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارَ

"اور اسے خاندان کے دس افراد کی شفاعت کرنے کا حکم دے گا۔ جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی"۔

(مشکوٰۃ ص ۱۸۷)

آخری منزل

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پڑھنے والوں سے کہا جائے گا:۔۔۔

اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنْیَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰیَةٍ تَقْرَأُهَا

"قرآن پڑھتا جا اور چڑھتا جا ترتیل سے پڑھ جیسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا تحقیق تیری منزل آخری آیت پر ہوتی جس کو تو پڑھے گا"۔

(ترمذی مشکوٰۃ ص ۱۸۶)

ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔۔۔۔

اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ

"قرآن کا عالم معزز فرشتوں اور محترم و معظم نبیوں کے ساتھ ہوگا"

(مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۸۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔۔۔۔

لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِىْ يُقْرَ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

"اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ تحقیق شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۃ بقر پڑھی جائے"۔

(مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۸۴)

حلاوت قرآن

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا:۔۔۔۔

اِقْرَا عَلَىَّ الْقُرْاٰنَ

"مجھے قرآن سناؤ"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔۔۔۔یارسول اللہ ﷺ۔۔۔

اَقْرَاءُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ

"میں آپ کو سناؤں جب کہ قرآن حکیم کا نزول آپ پر ہوا ہے"۔

(مسلم، بخاری ص ۷۷۵)

تو سید دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ کے کلام کو دوسرے لوگوں سے سنوں ۔۔۔۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تعمیل حکم کرتے ہوئے سورۃ نساء کے چھ سات رکوع کی تلاوت کی۔ اور جب آپ کی طرف

دیکھا تو حضور اکرم ﷺ زار و قطار رو رہے تھے۔ قرآن پڑھنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔۔۔۔قرآن کریم کی تلاوت سے گھر میں رحمت ہوتی ہے۔۔۔۔اولاد نیک ہوتی ہے۔۔۔۔دل کو سکون و چین کی دولت میسر ہوتی ہے۔۔۔۔بیماروں کو شفا ملتی ہے۔۔۔۔تنگدستوں کی تنگدستی دور ہوتی ہے۔۔۔۔عزت و عظمت ملتی ہے۔۔۔۔اور اگر کرم ہو جائے تو صاحب قرآن کی آمد ہو جاتی ہے۔۔۔۔

دعا

ایک روز حضور اکرم ﷺ کو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی مسجد نبوی میں کوئی شخص بڑی خوش آوازی سے قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے یہ سن کر آپ مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں حضرت سالم رضی اللہ عنہ تلاوت میں مشغول تھے آپ دیر تک سنتے رہے، جب وہ فارغ ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا:۔۔۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَهٗ "سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے"۔ (احیاء العلوم ص ۲۸۷)

تقدیر بدل گئی

تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ۔۔۔۔حضرت بشر حافی جن کا مزار عراق میں ہے اور ہزاروں لوگ اس مرد حق کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔۔۔۔مثلاً شیان حق آپ کے دربار سے فیضان حاصل کرتے ہیں۔۔۔۔آپ کی سیرت پاک میں ہے کہ درجہ ولائت حاصل ہونے سے قبل آپ ایک عیاش انسان تھے اعلیٰ لباس پہنتے اور غفلت کی زندگی بسر کرتے آپ نے ایک حسین باغ لگوایا، جہاں پر شراب کے دور

چلتے۔رقص و سرور کی محفل رہتی۔۔۔۔۔بشر حافی صبح سے شام تک یہاں بدکار لوگوں کے ساتھ رہتے۔۔۔۔

ایک روز صبح سویرے گھر سے چلے اور باغ کی طرف آ رہے تھے کہ راستہ میں انہیں گندگی کے ڈھیر پر کاغذ کا ایک ٹکڑا نظر آیا۔۔۔۔انہوں اس کاغذ کو غور سے دیکھا تو اس پر قرآن کی ایک آیت لکھی ہوئی تھی' بشر حافی نے قرآن کا احترام کرتے ہوئے جھک کر اس کاغذ کو اٹھایا۔۔۔۔صاف کیا پانی سے دھویا اور آنکھوں سے لگا کر چوما اور پھر خوشبو لگا کر کسی اونچے مقام پر رکھ دیا اور حسب معمول باغ میں پہنچ گیا۔۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ مصر کی ایک بزرگ ہستی حضرت ذوالنون مصری کو القاء ہوا کہ تم بشر حافی کے پاس جاؤ اور اس کو سینے سے لگاؤ۔۔۔۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بغداد پہنچے اور لوگوں سے بشر حافی کا پتہ پوچھا' تو بتایا گیا کہ وہ تو ایک عیاش واوباش آدمی ہے آپ کو اس سے کیا کام ہے۔۔۔۔تاہم آپ پتہ پوچھ کر اس کے باغ میں پہنچ گئے' جہاں بشر حافی سارا دن بسر کیا کرتے تھے۔۔۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو باغ کے دروازہ پر روکا گیا اور عرض کیا گیا جناب آپ نیک لوگ ہیں آپ کا اس کے اندر جانا مناسب نہیں۔۔۔۔آپ کے اصرار پر آپ کو اندر جانے کی اجازت مل گئی۔۔۔۔جب آپ اندر پہنچے تو بشر حافی کو نشے میں بدمست پایا۔۔۔۔آپ نے سلام کیا اور اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ملایا ۔۔۔۔اور سینے سے لگایا۔۔۔۔بشر حافی فرماتے ہیں کہ میرا سارا نشہ اتر گیا اور میرے دل کی دنیا ہی بدل گئی' میں نے توبہ کی۔۔۔۔اور باغ سے باہر نکل آیا۔۔۔۔

اور حضرت ذوالنون مصری بھی میرے ساتھ باہر نکل آئے اور پھر حضرت ذوالنون مصری نے بارگاہ خداوندی میں التجاء کی۔۔۔۔مولا تیرے کرم پر قربان جاؤں تو بروں کو نیک کردے۔۔۔تیرے دربار میں کوئی کمی نہیں۔۔۔۔اے اللہ! بشر حافی کو تونے یہ مرتبہ کیسے عطا کردیا؟۔۔۔تو ہاتف غیبی سے آواز آئی۔۔۔۔اے ذوالنون مصری ۔۔۔اس بشر حافی نے ہمارے کلام کی تعظیم کی۔۔۔۔اس نے کاغذ کے پرزے پر غور کیا' ہم نے اس کے مقدر پر غور کیا۔۔۔۔ یہ ہمارے کلام کی طرف جھکا ۔۔۔ہماری رحمت اس کی طرف جھکی' اس نے ورق کو اپنے دامن میں لیا' کاغذ کا وہ پرزہ جس پر آیت قرآن لکھی تھی اس کو صاف کیا۔۔۔۔ہم نے اس کے دل کو صاف کر دیا۔قرآن کے احترام کی برکت سے بشر حافی کو ولایت عطا ہوگئی۔۔۔۔قرآن کی تلاوت کرو اس سے رزق میں برکت ہوگی۔۔سکون قلب میسر ہوگا۔۔قرآن تمہارے اخلاق و کردار کو سنوار دیگا دنیا میں عزت۔۔قبر میں روشنی۔۔آخرت میں جنت عطا ہو جائے گی۔۔قرآن پڑھو گے تو شہید کربلا امام عالیمقام رضی اللہ عنہ کی روح راضی ہوگی۔۔۔۔امام الانبیاء کی خوشنودی اور خالق ارض وسماء کی رضا نصیب ہوگی ۔۔۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ بوسیلہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب کرے آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

فیضان لیلۃ القدر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ صَدَقَ اللّٰهُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ

نوری محفل پہ چادر تنی نور کی
نور پھیلا ہو ا آج کی رات ہے
چاندنی میں ہیں ڈوبے ہوئے دوجہاں
کو ن جلوہ نما آج کی رات ہے
عرش پر دھوم ہے فرش پر دھوم ہے
ہے وہ بدبخت جو آج محروم ہے
پھر یہ آئے گی شب کس کو معلوم ہے
ہم پہ لطف خدا آج کی رات ہے

مومنو آج گنج سخا لوٹ لو

لوٹ لو اے مریضو شفا لوٹ لو

عاصیو رحمت مصطفیٰ لوٹ لو

لوٹنے کا مزہ آج کی رات ہے

مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو

دردِ دل اور حسنِ نظر مانگ لو

کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو

مانگنے کا مزہ آج کی رات ہے

اس طرف نور ہے اس طرف نور ہے

سارا عالم مسرت سے مسرور ہے

جس کو دیکھو وہی آج مسرور ہے

مہک اٹھی فضا آج کی رات ہے

وقت لائے خدا سب مدینے چلیں

لوٹنے رحمتوں کے خزینے چلیں

سب کی منزل کی جانب سفینے چلیں

میری صائم دعا آج کی رات ہے

قابل صد احترام بزرگو دوستو عزیز ساتھیو! یہ مقدس رمضان المبارک کا پر عظمت مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک کی عظمت حضور سید المرسلین رحمتہ اللعالمین ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے۔

وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ (مشکوۃ ص ۱۷۴)

وہ یہ مہینہ ہے جس کا اول حصہ رحمت سے اس کا درمیانی حصہ مغفرت اور اس کا آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔

رحمت کی برسات

سامعین محترم! اس عظمتوں والے ماہ مقدس کہ پہلے عشرے میں رحمت خداوندی کی برسات ہوتی ہے۔ دوسرے عشرے میں بخشش و مغفرت کا انعام تقسیم ہوتا ہے۔ اور تیسرے عشرے مین گناہ گاروں کو جہنم سے آزادی عطا کردی جاتی ہے اور یہ ساری عنائتیں بخششیں ہمارے آقا و مولیٰ حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل ہم گنہگاروں پر ہو رہی ہیں۔

بن کے خیر الوریٰ آگئے مصطفٰے
ہم گنہگاروں کی بہتری کے لیے
اک طرف بخششیں اک طرف رحمتیں
کیسے کیسے ہیں انعام امتی کے لیے

سامعین محترم! رمضان المبارک کا پورا مہینہ شان والا ہے اور اس کی ہر ساعت ہر گھڑی پر عظمت ہے۔ مگر اس کے آخری عشرے میں رحمت خدوندی بندوں

کے زیادہ قریب تر ہو جاتی ہے۔ سیدنا امام عالی مقام سید الشہدا شہید کربلا راکب دوش مصطفیٰ ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین ﷺ کا ارشاد مقدس ہے۔

مَنِ اعْتَكَفَ عَشْرًا فِىْ رَمْضَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ جس نے رمضان المبارک میں دس دن اعتکاف کیا تو وہ ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے۔ (کشف الغمہ ص ۲۱۲)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنے والے کو دو حج اور دو عمرے ادا کرنے کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کر کے اس کی برکات سے فیض یاب ہو رہے ہیں کریم کے گھر میں اس کے کرم کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ سخی کی سخاوت طلب کر رہے ہیں۔۔۔۔ رحمان و رحیم کی بارگاہ میں رحم کی اپیل کر رہے ہیں۔۔۔۔ ستار و غفار مولیٰ کے حضور بخشش مغفرت کا سوال کر رہے ہیں۔۔۔۔ اپنے خالق و مالک کے حضور دنیا و آخرت کی حسنات و برکات کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔۔۔۔ شہنشاہ ارض و سما کے مقدس گھر یعنی مسجد میں بستر بچھائے اپنے دامن پھیلائے ہوئے رب کائنات سے اس کے محبوب مکرم ﷺ کا صدقہ مانگ رہے ہیں۔۔۔۔ اس کے محبوب ﷺ کا واسطہ پیش کر کے خیرات مانگ رہے ہیں۔

عبادت و ریاضت

سامعین محترم! رمضان المبارک کے آخری عشرے کے ایام بہت خصوصیت

کے حامل ہیں ام المومنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِى الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَالَا يَجْتَهِدُ فِىْ غَيْرِهٖ

رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اتنی کوشش سے عبادت کرتے جو اور دنوں میں نہ کرتے۔

(مسلم ج ۱ ص ۳۷۲)

بخاری شریف میں ایک اور روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ

(مسلم، بخاری ج ۱ ص ۲۷۱)

رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو عبادت کے لیے کمر بستہ ہو جاتے خود رات بھر بیدار رہتے اور اپنے اہل خانہ کو بیدار رہنے کی ترغیب دیتے۔

سامعین محترم! رمضان المبارک کے آخری عشرے کی کتنی عظمت ہے کہ وہ خود سید المرسلین ﷺ اس میں خصوصیت کے ساتھ عبادت وریاضت میں مشغول رہتے اس کی راتوں میں شب بیداری فرماتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی بیدار رہنے اور عبادت وریاضت میں کمر بستہ رہنے کا شوق دلاتے۔ اس لیے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کوئی ایک رات شب قدر ہے۔

سامعین محترم! ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار

ہیں ۔۔۔۔ آپ پر نازل ہونے والی مقدس کتاب تمام کتب سماویہ کی سردار ہے ۔۔۔۔ جمعۃ المبارک تمام دنوں کا سردار ہے ۔۔۔۔ رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار ہے ۔۔۔۔ اور شب قدر تمام راتوں کی تاجدار ہے۔

تلاش کرو

حضور تاجدار انبیاء ﷺ کا ارشاد مقدس ہے۔

تَحَرَّوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ — لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں طاق راتوں میں تلاش کرو۔

(بخاری ۲۷۰ ج ۱)

اس فرمان مصطفے ﷺ سے معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کے عشرہ کی طاق راتوں میں ہے ۔ یعنی اکیس ۔۔۔۔ تیئس ۔۔۔۔ پچیس ۔۔۔۔ ستائیس ۔۔۔۔ انتیس ۔۔۔۔ میں سے کوئی ایک رات ہے۔

اخفائے شب قدر

سامعین محترم ! لیلۃ القدر کو ان پانچ راتوں میں پوشیدہ رکھنا بھی حکمت ہے آپ کو معلوم ہے دن رات میں ایک ایسی ساعت آتی ہے جب جو دعا کی جائے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ مگر اس ساعت کو پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ نمازوں میں صلوٰۃ وسطیٰ بڑی شان والی ہے ۔۔۔۔ اس کو نمازوں میں پوشیدہ رکھا گیا کسی کو یقینی طور پر معلوم نہیں کہ وہ کون سی نماز ہے ۔۔۔۔ اسمائے باری تعالیٰ میں اسم اعظم کو پوشیدہ رکھا گیا ہے ۔۔۔۔ اولیاء کرام کو انسانوں میں چھپا کر رکھا ہے ۔۔۔۔ اس میں حکمت خداوندی یہ

ہے کہ لوگ قبولیت کی ساعت، صلوٰۃ وسطیٰ، اسم اعظم اور اولیاء عظام کے متلاشی رہیں اور ان کے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے ان کی عظمت مومنوں کے قلب و ذہن میں اجاگر رہے۔۔۔۔اسی طرح لیلۃ القدر کو طاق راتوں میں پوشیدہ رکھا گیا تا کہ اس کی عظمت و بزرگی دلوں میں قائم رہے اور اہل محبت اس کی تلاش راتوں کے قیام ذکر اور عبادت الٰہی، شب بیداری سے کیف وسرور حاصل کریں۔

سامعین محترم! شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔ بزرگان دین سلف صالحین کے اقول سے معلوم ہوتا ہے یہ اکثر ستائیسویں شب میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

سامعین محترم !لیلۃ القدر کی رات بڑی عظمت وشان کی حامل ہے یہ رحمت خداوندری کے حصول کی رات ہے ۔۔۔۔یہ قرآن کریم کے نزول کی رات ہے ۔۔۔۔یہ شہنشاہ ارض وسماوات کی عنایات کی رات ہے۔۔۔۔یہ بخشش ونجات کی رات ہے۔۔۔۔ یہ حصول برکات وحسنات کی رات ہے۔۔۔۔ یہ قرب خداوندی اور مالک الملک اللہ رب العالمین کی ملاقات کی رات ہے۔

نوری محفل پہ چادر تنی نور کی
نور پھیلا ہوا آج کی رات ہے
چاندنی میں ہیں ڈوبے ہوئے دو جہاں
کون جلوہ نما آج کی رات ہے

یہ مبارک و مسعود رات ہے ۔۔۔۔یہ عزت و شرافت والی رات ہے

---- یہ انوار و تجلیات کے ظہور کی رات ہے ---- یہ رنگ و نور والی رات ہے ,

---- یہ کیف و سرور والی رات ہے ---- بخشش و مغفرت والی رات ہے ----

بگڑی بنانے والی رات ہے ---- روٹھے ہوئے مولیٰ کو منانے والی رات ہے

---- مقدر چمکانے والی رات ہے ----

اعلان بخشش

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

جو شخص شب قدر کو ایمان اخلاص کے ساتھ کھڑا ہوا اس کے سابقہ گناہ بخشش دیے جاتے ہیں۔

(بخاری ج ا ص ۲۷۰)

چار جھنڈے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر میں چار جھنڈے اتارے جاتے ہیں ---- ایک جھنڈا حمد کا ---- دوسرا جھنڈا رحمت کا ---- تیسرا جھنڈا مغفرت کا ---- چوتھا جھنڈا اکرامت کا ---- ہر جھنڈے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں ہر جھنڈے پر کلمہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ تاجدار انبیاء ﷺ کا ارشاد ہے۔

مَنْ قَالَ فِیْ تِلْكَ اللَّیْلَةِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ غَفَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ بِوَاحِدَةٍ وَاَنْجَاهُ مِنَ النَّارِ بِوَاحِدَةٍ وَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِوَاحِدَةٍ

جو شخص اس رات میں تین مرتبہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک مرتبہ پڑھنے سے اسے بخش دیتا ہے اور دوسری مرتبہ پڑھنے سے دوزخ سے نجات دے دیتا ہے اور تیسری دفعہ پڑھنے سے جنت میں داخل فرما دیتا ہے

(درۃ الناصحین ۲۸۶)

نوری محفل پہ چادر تنی نور کی
نور پھیلا ہوا آج کی رات ہے

شب قدر

سامعین محترم! اس رات کی عظمت وشان کے متعلق بے شمار روایات موجود ہیں۔ جنہیں بیان کرنے کے لیئے دفتر درکار ہیں تاہم اس رات کی عظمت کو اس بات سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ خالق کائنات اللہ رب العالمین نے اس کی شان بیان میں پوری ایک سورۃ کو نازل فرمایا۔۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا

یہ رات نزول قرآن کی رات ہے۔۔۔۔ آپ کو معلوم ہے کہ خالق کائنات نے اس کائنات کی ہدایت اور رہبری کے لیے انبیاء کرام پر اپنے مقدس کلام کا نزول فرمایا ان کتب سماوی میں چار کتابیں یعنی تورات، زبور، انجیل اور قرآن حکیم ہے۔

تورات کا نزول جناب سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ہوا۔۔۔۔زبور شریف سیدنا داؤد علیہ السلام پر نازل کی گئی۔۔۔۔اور انجیل شریف سیدنا عیسیٰ روح اللہ کو عطا کی گئی۔۔۔۔یہ تینوں کتابیں یکبارگی سے عطا کر دی گئیں۔یعنی موسیٰ علیہ السلام کو تورات' داؤد علیہ السلام کو زبور اور عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل مکمل کتاب کی صورت میں ایک ہی مرتبہ عطا کی گئی۔۔۔۔مگر قرآن حکیم ہمارے آقا و مولیٰ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو تیئس سال کے عرصہ میں حسب ضرورت عطا کیا گیا۔کبھی ایک آیت کا نزول ہوا۔۔۔۔کبھی ایک سورت عطا کی گئی مگر پورا قرآن حکیم لوح محفوظ سے مکمل طور پر آسمان دنیا پر نازل کیا گیا جس کا ذکر اس سورت قدر میں ہو رہا ہے۔۔۔۔کہ ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا ۔۔۔۔ارشاد ہوتا ہے کہ۔۔۔۔

وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اور تم نے کیا جانا کہ شب قدر کی کیا شان ہے شب قدر تو ہزار مہینوں سے بہتر ہے

سبحان اللہ قربان جاؤں یہ کتنی عظمت والی رات ہے کہ یہ ہزار مہینوں سے بہتر رات ہے۔۔۔۔مفسرین کرام نے اس سورت کے نزول کے متعلق نقل فرمایا کہ ۔۔۔۔حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز سابقہ امتوں کی عمروں اور ان کے اعمال صالحہ کو ملاحظہ فرمایا تو ان کی عمریں لمبی تھیں اور دراز عمر ہونے کے سبب اعمال صالحہ کا ذخیرہ بھی بہت تھا۔آپ یہ دیکھ کر مغموم ہوئے کہ میرے امتیوں کی عمریں کم ہوں گی اس لئے وہ زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ نہیں کر پائیں گے بس اسی تصور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغموم ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی و تشفی کے لیے اللہ رب العالمین نے سورۃ قدر کا نزول فرمایا

جس میں آپ کو یہ خوشخبری اور مژدہ جانفزاء سنایا گیا۔۔۔۔کہ اے محبوب آپ غم نہ کیجئے کیا ہوا جو آپ کے امتیوں کی عمریں کم ہیں۔۔۔۔ہم آپ کی امتیوں پر اپنی خصوصی عنایات کے دروازے کھول دیں گے ہم نے انہیں ایک رات ایسی عطا کر رکھی ہے۔۔۔۔اگر وہ اس میں عبادت و ریاضت کریں گے تو ہم انہیں ہزار ماہ یعنی تراسی سال چارہ ماہ کی عبادت سے بہتر اجر وثواب عطا فرما دیں گے۔آپ ﷺ کی امت پر ہماری خاص نظر رحمت ہوگی اور۔۔۔۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا اسی میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں

بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے وہ

هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ سلامتی ہے صبح چمکنے تک

اس رات میں ذکر وفکر کرنے والا عبادت و ریاضت کرنے والا عزت و عظمت حاصل کر جاتا ہے۔۔۔۔

جناب جبریل فرشتوں کے جھرمٹ میں آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور نیکوکار لوگوں سے مصافحہ فرماتے ہیں اور رحمت خداوندی کی برسات طلوع فجر تک رہتی ہے۔۔۔۔

سامعین محترم!۔۔۔۔شب قدر کی رات کیوں ہزار مہینوں سے بہتر رات قرار پائی۔۔۔۔قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ یہ عظمت اس رات کو قرآن کی نسبت سے حاصل ہوئی۔۔۔۔تو سامعین جس رات قرآن کا نزول ہوا وہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔۔۔۔تو جس رات کی صبح وصادق کے وقت قرآن والے کی جلوہ گری ہوئی

اس کی عظمت وشان کو کون سمجھ سکتا ہے۔شاعر نے اس مقام پر کیا خوب کہا ہے۔

انوار دیاں برساتاں سن اک دوجی نوں کہندیاں راتاں سن

جس رات ڈے تڑکے آیا نبی اس رات دیاں کیا باتاں سن

اگر نزول قرآن کی رات جشن قرآن منایا جا سکتا ہے۔۔۔۔تو صاحب قرآن کی آمد آمد کی خوشی میں جشن آمد مصطفےٰ ﷺ بھی مناؤ۔۔۔بلکہ قرآن بھی صاحب قرآن کے صدقہ وسیلہ سے عطا ہوا ہے۔۔۔شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فلک کے نظارو زمیں کی بہارو

سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں

نسبت

سامعین محترم! نسبت کی بڑی عظمت ہے۔۔۔۔گرائمر کا اصول ہے ۔۔۔۔کہ اگر نکرہ کی نسبت معرفہ سے ہو جائے تو نکرہ بھی معرفہ ہو جاتا ہے۔۔۔۔عام چیز کی نسبت اعلیٰ سے ہو جائے عام چیز بھی خاص ہو جاتی ہے۔۔۔۔ادنیٰ کی نسبت اعلیٰ سے ہو جائے تو ادنیٰ جو ہوتا ہے وہ اعلیٰ ہو جاتا ہے۔۔۔۔دیکھئے ایک اینٹ مسجد کے فرش پر لگ جائے اور ایک گلی کے فرش پر لگ جائے۔۔۔۔تو وہ اینٹ جو مسجد کے فرش پر استعمال ہوئی وہ مسجد کی نسبت سے شان والی ہو گئی۔۔۔۔اب کوئی ناپاک اس پر سے نہیں گذر سکتا۔۔۔۔کوئی پاؤں میں جوتا پہن کر نہیں چل سکتا۔۔۔۔گلی کی اینٹ پر جوتا اتار کر نہیں چلنا۔۔۔۔اور مسجد کی اینٹ پر جوتا پہن کر نہیں چلنا۔۔۔۔یہ عظمت مسجد کی نسبت سے اینٹ کو حاصل ہو گئی۔۔۔۔جس کاغذ پر قرآن لکھا ہوا ہو شان والا

ہو جاتا ہے اسے بے وضو ہاتھ نہیں لگاتا جو کپڑا قرآن کا غلاف بن جائے وہ کپڑا شان والا ہو جاتا ہے ۔۔۔۔جو کپڑا غلاف کعبہ بن گیا لوگ اس کے بوسے لیتے ہیں ۔۔۔۔جو لکڑی قرآن کی رحل بن جائے تو وہ لکڑی قابل تعظیم ہو جاتی ہے جس رات کی نسبت قرآن سے ہوگئی وہ رات شان والی ہوگئی ۔۔۔۔تو جس کی نسبت صاحب قرآن سے ہوگئی۔۔۔۔

اے خوش نصیبو اپنے مقدر پر ناز کرو ہماری نسبت کس ذات سے ہوگئی ہے ۔۔۔۔ہم کس کے امتی اور غلام ہیں۔۔۔۔شاعر نے اس مقام پر کیا خوب کہا ہے۔

عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت بس ان کی نسبت میرا تو بس آسرا یہی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

نسبت کی بڑی عظمت ہے۔۔۔۔نسبت راہ نجات ہے۔۔۔۔نسبت سے مومن کو قرب خداوندی ۔۔۔۔لقائے مولیٰ ۔۔۔۔ رضائے باری تعالیٰ نصیب ہو جاتی' سرکار اعلیٰ حضرت نے نسبت کی شان اس انداز میں بیان کی ہے۔اے میرے پیارے محبوب اے میرے آقا و مولیٰ ﷺ

تجھ سے در' در سے سگ اور سگ سے ہے نسبت مجھ کو
میرے گلے میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

سامعین محترم! نسبت کی سمجھ رکھنے والے نسبت کا احترام کرتے ہیں دیکھئے صفا مروہ کی پہاڑیوں کو سیدہ حاجرہ سلما اللہ علیہا کے قدموں کی نسبت نے عظمت عطا

کر دی زم زم کا کنواں جناب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسبت سے ساری دنیا کے لیے تبرک بن گیا۔ **وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی**۔۔۔ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم مصلیٰ زیارت گاہ خاص و عام ہو گیا جودی پہاڑ نوح علیہ السلام کے قدموں کی نسبت سے شان والا ہو گیا۔۔۔ وہ پہاڑ جس پر موسیٰ علیہ السلام نے قدم رکھے وہ طور بن گیا۔۔۔اور جس جگہ نے میرے نبی ﷺ کے قدم چومے وہ جبل نور بن گیا جہاں ابراہیم قدم رکھے وہ جگہ مصلیٰ بن گئی۔۔۔جہاں نبی نے قدم لگائے وہ جگہ عرش معلیٰ بن گئی۔۔۔

محمد سے نسبت بڑی چیز ہے

خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

دنیا میں بے شمار لوگ ایسے ہیں جو اچھی نسبت کی وجہ سے صاحب عزت ہو جاتے ہیں مگر سب سے عظیم لوگ ہیں جن کی نسبت حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ذات کے ساتھ ہو گئی۔۔۔بلکہ وہ جگہ **رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضُ الْجَنَّة** بن گئی جس نے آپ کے قدموں کے بوسے لے لیے۔۔۔وہ مقدس پہاڑ زیارت گاہ بن گیا جہاں سرکار مدینہ ﷺ کے قدم مبارک لگ گئے۔

اونہاں پتھراں توں لوکی جند واردے

جناں چم لیے قدم سرکار دے

سامعین محترم! ہم اہلسنت وجماعت نسبت والے ہیں اور نسبت کی عظمت کو مانتے ہیں۔۔۔اس لیے کہ نسبت کا احترام کرنیوالا صاحب مقام ہو جاتا ہے

نسبت کا احترام

سمرقند میں ایک سیدزادی بیوہ ہو گئی۔ غربت کی وجہ سے گھر میں فاقہ آ گیا جب بچوں نے ماں سے روٹی طلب کی تو ماں تڑپ کر رہ گئی۔ مجبوری کے عالم میں اس نے اپنے بچوں کا بازو پکڑا اور ایک امیر مسلمان کے دروازے پر پہنچ گئی اور دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔ گھر کا مالک دروازے پر آیا اور پوچھنے لگا کہ اے بی بی تو نے میرا دروازہ کس لیے کھٹکھٹایا۔ غریب سیدزادی نے کہا اے امیر مسلمان میں ایک غریب سیدزادی ہوں آل نبی ہوں اولاد علی ہوں اور یہ میرے بچے ہیں ان کا فاقہ مجھے تیرے دروازے تک لے آیا ہے انہیں کھانا کھلا کہ میرے مالک سے جنت کا سودا کر لے۔۔۔ وہ مالدار مسلمان جو کہ دولت کے نشے میں بدمست تھا۔۔۔ کہنے لگا۔۔ بی بی اگر تو سید ہے تو تیرے پاس سید ہونے کی دلیل کیا ہے۔۔۔ سیدزادی نے کہا میں تجھے اپنے سید ہونے کی کیا دلیل پیش کروں۔۔۔ بس ایک آہ بھری اور بچوں کے ساتھ وہاں سے آگے چل دی۔۔۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

دل سے جو آہ نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

وہاں سے کچھ دور جا کر ایک مکان پر دستک دی۔۔۔ مکان کا مالک دروازہ پر آیا اور دروازہ پر ایک پریشان عورت کو بچوں کے ساتھ دیکھا تو پوچھا کیوں بی بی کیا بات ہے۔۔۔ تو سیدزادی نے کہا کہ میں ایک غریب عورت ہوں یہ میرے

فاقہ مست بچے ہیں میں آل نبی ہوں اولاد علی ہوں میرے ان یتیم بچوں کو کھانا کھلا کر میرے اللہ کو راضی کر لے۔۔۔۔وہ صاحب خانہ مسلمان نہیں تھا۔۔۔۔ بلکہ ایک آتش پرست مجوسی تھا۔۔۔۔سید زادی کی درد بھری صدا سے اتنا متاثر ہوا کہ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔۔اور دل میں خیال کیا کہ یہ بی بی آل نبی ہے اور اولاد علی ہے مجھے اس کی خدمت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔۔۔۔اس نے بڑی عزت و تکریم سے عرض کیا کہ صاحبہ میرے گھر کے اندر تشریف لے آیئے۔۔۔۔سید زادی کو اپنے مکان میں ٹھہرایا اس کی خوب تواضع کی۔

وہ امیر مسلمان جس کے دروازے پر سید زادی نے پہلے صدا لگائی تھی جب رات ہوئی تو سو گیا۔۔۔۔خواب میں دیکھتا ہے کہ میدان محشر قائم ہے۔جنتی جنت کی طرف جا رہے ہیں اور دوزخی دوزخ میں پھینکے جا رہے ہیں۔۔۔۔کہ حضور نبی کریم ﷺ جنت میں ایک محل کے قریب جلوہ افروز ہیں۔۔۔۔امیر مسلمان نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی یہ محل کس کا ہے؟۔۔۔۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ محل ایک مسلمان کا ہے۔۔۔۔تو اس نے عرض کیا کہ جناب میں بھی مسلمان ہوں اور یہ محل مجھے عطا کر دیجئے تو اس پر حضور تاجدار انبیاء ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔اگر تو مسلمان ہے تیرے پاس مسلمان ہونے کی کیا دلیل ہے۔۔۔۔کل میری بیٹی اپنے فاقہ زدہ بچے لیکر تیرے دروازے پر آئی اور تو نے اس سے سید ہونے کی دلیل مانگی۔اب تو بتا آج تیرے پاس مسلمان ہونے کی کیا دلیل ہے۔۔۔۔سرکار مدینہ ﷺ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کی آنکھ کھل گئی۔۔۔۔اور روتا ہوا بیدار ہوا صبح ہوئی تو سید زادی کی تلاش شروع

کی پوچھتے پوچھتے مجوسی کے دروازے تک پہنچ گیا۔۔۔۔اور معلوم ہوا کہ سیدزادی جس سے اس نے سید ہونے کی دلیل طلب کی تھی وہ اس کے گھر میں ہے۔۔۔۔اس امیر مسلمان نے مجوسی کے دروازے پر دستک دی۔۔۔۔مجوسی دروازے پر آیا اور امیر مسلمان سے کہا۔۔۔۔کہو کیسے آنا ہوا۔۔۔۔تو امیر مسلمان نے روتے ہوئے کہا ایک سیدزادی کل سے تیرے گھر میں ٹھہری ہوئی ہے مہربانی کرو اس کو میرے گھر میں بھیج دو۔۔۔۔مجوسی نے کہا کہ اے امیر مسلمان تم اس کو اپنے گھر کیوں لے جانا چاہتے ہو تو۔۔۔۔امیر مسلمان نے۔۔۔۔یہ سیدزادی تیرے گھر میں پہنچنے سے پہلے میرے دروازے پر آئی تھی اور سوال کیا تھا۔۔۔۔میں اس سے اس کے سید ہونے کی دلیل طلب کی۔۔۔۔رات کو میں نے اپنے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا میرے نبی نے مجھے دھتکار دیا۔۔۔۔مجوسی نے مسلمان کی بات سن کر کہا۔۔۔۔میں اس سید زادی کو تیرے گھر نہیں بھیجوں گا۔۔۔۔وہ اس لیے۔۔۔۔کہ جس نبی نے تجھے دھتکار دیا ہے۔۔۔۔اس نے رات میرا مقدر سنوار دیا ہے۔۔۔۔میں نے اس کی خدمت کی تو کملی والے سرکار ﷺ کی خواب میں مجھے زیارت نصیب ہوئی آپ نے مجھے کلمہ پڑھایا۔۔۔۔اور میرے جنتی ہونے کی بشارت دی اور ارشاد فرمایا۔

وَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْتَ اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اور

وَاَھْلُ بَیْتِكَ فِی الْجَنَّةِ تیرے اہل خانہ جنت میں ہیں۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۴)

سامعین محترم نسبت کا لحاظ کرنے والے صاحب مقام ہو جاتے ہیں

صاحب عزت ہو جاتے ہیں۔

یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

سامعین محترم! ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی بارگاہ سے ہر سائل کی جھولی بھر رہی ہے ہر مانگنے والے کو طلب سے سوا مل رہا ہے آپ کی رحمت کے صدقے سے اللہ رب العزت کی نظر رحمت آپ کے غلاموں پر ہو رہی ہے۔ آپ ہی کی عنایات سے اللہ کا کرم ہم پر ہو رہا ہے۔ یہ وہ مقدس رات لیلۃ القدر آپ ہی کی رحمت کی ایک جھلک ہے۔ آپ اس رات کے فیضان سے فیضیاب ہونے کے لیے کمربستہ جائیں رحمت خداوندی سے اپنے دامن کو بھر لیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے اس کا فضل طلب کریں۔ اس کے کرم کی بھیک مانگیں۔ اس کی بارگاہ سے بخشش ومغفرت کے لیے دعا مانگیں۔

مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو
درد دل اور حسن نظر مانگ لو
کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو
مانگنے کا مزہ آج کی رات ہے

حدیث مبارکہ میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا نے دربار رسالت مآب میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر مجھے لیلۃ القدر دیکھنا نصیب ہو جائے اور مجھے معلوم ہو جائے کہ آج کی رات ہی شب قدر ہے تو میں اس میں اللہ تبارک

وتعالیٰ کی بارگاہ سے کیا طلب کروں تو نبی کریم حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ تو اللہ کی بارگاہ میں یہ عرض کرنا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ
اے اللہ بے شک تو درگذر فرمانیوالا ہے اور کرم فرمانے والا ہے تو درگذر کرنے کو پسند کرتا ہے اے اللہ مجھ سے درگذر فرما۔
(مشکوٰۃ ص ۱۸۲)

سامعین محترم! لیلۃ القدر میں رحمت خداوندی کی برسات کا سلسلہ طلوع فجر تک رہتا ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ روایت فرماتے ہیں کہ جب لیلۃ القدر کی صبح ہوتی ہے تو سیدنا جبریلؑ ملائکہ کرام سے فرماتے ہیں۔ چلو چلو واپس آسمانوں پر چلو۔ تو ملائکہ کرام عرض کرتے ہیں کہ اے جناب سیدنا جبرائیل علیہ السلام آج کی رات اللہ رب العزت نے حضور تاجدار انبیاء احمد مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلَیْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَعَفَا عَنْهُمْ وَغَفَرَ لَهُمْ

کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی طرف نظر رحمت فرمائی اور ان سے درگذر فرمائی اور ان کی مغفرت کر دی مگر چار قسم کے لوگ ہیں جو اس کرم خداوندی سے آج کی رات محروم رہ گئے ہیں۔ وہ شرابی، والدین کے نافرمان، قاطع رحم اور کینہ رکھنے والے۔

(درۃ الناصحین ص ۲۸۵)

سامعین محترم! اس مقدس رات میں ہر مومن مسلمان پر رحمت خداندی کی برسات ہو رہی ہے ہر سائل کی جھولی بھر رہی ہے ہر مانگنے والے کو مانگے سے سوائل ر

ہے۔۔۔۔بے مرادوں کو مراد۔۔۔۔بے اولادوں کو اولاد۔۔۔۔بے روزگاروں کو رزق۔۔۔۔بیماروں کو شفا مضطرب دلوں کو چین۔۔۔۔دکھیوں کے دکھ دور ہو رہے ہیں غرضیکہ آج رات ہر ایک کو گوہر مراد دیا جا رہا ہے مگر چند بدنصیب وہ لوگ ہیں جو اس رات فیضان سے محروم ہیں ان میں سے ایک تو شرابی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر مومن مسلمان کو نشہ کی لعنت سے محفوظ فرمائے اور اس سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ دوسرے حاسد لوگ ہیں جو مسلمانوں پر حسد کرتے ہیں۔

سامعین محترم! حسد تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ بہت سی برائیاں اسی کے سبب ہوتی ہیں۔ یہ ایک روحانی بدترین مرض ہے جس کے لاحق ہو جانے سے انسان کی دنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہے۔ حسد کی وجہ سے انسان قتل وغارت، چوری، رہزنی، ڈکیتی پر اتر آتا ہے۔۔۔۔یہی وہ برائی ہے جس سے بچنے کے لیے اللہ رب العزت نے ہمیں ارشاد فرمایا۔۔۔۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ کہہ دیجئے میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے پیدا کرنے والے رب کی اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے

حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا۔۔۔

اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدُ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ حسد سے بچو اس لیے کہ حسد نیکیوں اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۴۲۸)

دل کی صفائی

احسن القصص میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل فرمائی ہے۔

اَلْحَسُوْدُ لَا یَشَمُّ الرَّائِحَتَہ الْجَنَّۃ حسد کرنے والا جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

ایک روز جناب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر جاتے وقت راستہ میں ابلیس ملا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اسے اپنا عصا مبارکہ سے مارنے کا ارادہ فرمایا۔۔۔ تو شیطان بول اٹھا اور کہنے لگا۔۔۔

یَا مُوْسیٰ اِنِّی لَا اَخْشٰی الْعَصَا اے موسیٰ میں ڈنڈے سے نہیں ڈرتا اس

وَلٰکِنْ اَخْشٰی قَلْبُھَا فِیْہِ الصَّفَا دل سے ڈرتا ہوں جو صاف ہوتا ہے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔۔۔

یَا عَدُوَّ اللّٰہِ مَا عَلَاۃُ الصَّفَا اے اللہ کے دشمن دل صفا کی کیا علامت ہے کیا علامت ہے کیا نشانی ہے

تو شیطان نے جواب دیا۔۔۔

تَرْکُ الْحَسَدَ وَاِنْتَظَارُ الرُّشْدَ وہ حسد کو چھوڑ کر دینا اور راہ ہدایت کا منتظر ہونا ہے۔ (احسن القصص ۲۶)

سامعین محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد بار والدین سے حسن سلوک کا اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔۔۔

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۔۔۔ والدین سے نیکی کرو ان کا احترام کرو

ان کی خدمت کرو ان کی عزت کرو۔۔۔۔ ان کا حکم مانو۔۔۔۔ ان کے لیے دعا مانگو

۔۔۔۔ ولا تقل لھما اف و لا تنھر ھما ۔۔۔۔ انہیں اف تک نہ کہو

۔۔۔۔ اور نہ ہی انہیں جھڑکو۔۔۔۔

حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک صحابی حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَحَقُّ یارسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا

بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟

(مشکوۃ ۴۱۸)

اپنے غلام کا سوال سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''قَالَ اُمُّکَ '' تیری ماں۔۔۔۔ اس نے پھر عرض کیا کون تو فرمایا '' اُمُّکَ '' تیری ماں۔۔۔۔ اس نے چوتھی مرتبہ پھر عرض کیا ''ثم من'' پھر کون ''قَالَ اَبُوْکَ '' فرمایا تیرا باپ۔

حضور نبی کریم ﷺ سے صحابی نے چار مرتبہ پوچھا کہ میرے حسن سلوک کا حقدار کون ہے تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا تیری ماں اور ایک مرتبہ فرمایا تیرا باپ۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ ماں جو ہوتی ہے وہ خدمت کے لحاظ سے باپ سے زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے والدین کی خدمت و اطاعت کریں اور بالخصوص ماں کے ساتھ بہت ادب سے پیش آئیں۔

سات حج

حکایات میں ہے ایک شخص نے اپنی بوڑھی والدہ کو اپنے کندھے پر اٹھا کر سات مرتبہ حج کروایا جب آخری مرتبہ طواف سے فارغ ہوا تو اس نے میزاب رحمت

کے سامنے کھڑے ہو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔۔۔۔اے اللہ میں نے اپنی والدہ محترمہ کو کندھے پر اٹھا کر سات مرتبہ حج کروایا ہے کیا مجھ سے ماں کا حق ادا ہو گیا ہے۔۔۔۔تو پھر کسی کہنے والے کی آواز سعادت مند بیٹے کے کانوں میں آئی۔۔۔۔والدہ کو کندھوں پر اٹھا کر سات حج کروا کر کہنے والے کہ کیا ماں کا حق ادا ہو گیا ہے ابھی تو تجھ سے ایک رات کا حق بھی ادا نہیں ہوا۔

ماں دی خدمت وچ جے بندہ ساری عمر کھلوے
پھر بھی اس توں اک گھڑی دا حق ادا نہ ہووے
جنت ملدی ماں دے قدماں اندر سیس جھکایاں
ماں دا حق ادا نہیں ہندا لکھ وی حج کرایاں
پر جو خدمت ماں دی کر دے دوجگ وچہ تر جاندے
نافرمان جو ماں دے ہندے ڈب جاندے ہر جاندے

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ

جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ کے صحابی تھے روایات میں ہے جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو ان کی زوجہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیغام بھیجا کہ آپ کا صحابی نزع کے عالم میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دو صحابیوں کے ساتھ روانہ فرمایا اور حکم کیا کہ اسے کلمہ کی تلقین کرو۔۔۔۔چنانچہ صحابہ کرام جناب علقمہ کے پاس پہنچے اور انکے قریب بیٹھ کر کلمہ کا ورد کیا تو کیا دیکھتے ہیں۔۔۔۔نہ ہی علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلمہ جاری ہو رہا اور نہ ہی ان کی روح نکل رہی ہے۔ جب حضور نبی

کریم ﷺ کو صورت حال کا علم ہوا تو آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا علقمہ کی والدہ حیات ہے عرض کیا گیا۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔فرمایا۔۔۔۔جاؤ اس کی والدہ سے کہو کہ تمہیں حضور بلا رہے ہیں اگر وہ نہ آئے تو میں خود چل کر اس کے پاس جاؤں گا۔ علقمہ کی والدہ کو جب پیغام پہنچا تو اس نے اپنے عصا کو ہاتھ میں لیا اور دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کہو تمہارا بیٹا کیسا تھا تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کا غلام تھا۔۔۔۔نمازی تھا۔۔۔۔روزہ پابندی سے رکھتا تھا' صدقات و خیرات دیتا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔اماں کیا تو اس سے راضی ہے ۔۔۔۔اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اس سے ناراض ہوں۔۔۔۔اس لیے کہ وہ اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔اماں تیری اسی ناراضگی کی وجہ سے اس کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری نہیں ہو رہا پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلال۔۔۔۔جاؤ جنگل سے لکڑیاں لے کر آؤ۔۔۔۔بڑھیا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ لکڑیاں کیوں منگوا رہے ہیں تو فرمایا ہم تیرے بیٹے کو اس سے جلائیں گے ۔یہ سننا تھا کہ ماں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کیا سرکار وہ میرا بیٹا ہے۔۔۔۔ ماں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی اس کے بیٹے کو جلائے۔۔۔۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اماں میرے اللہ کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مجھے قسم ہے اللہ رب العزت کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے علقمہ کو اس کی نماز' روزہ' صدقہ و خیرات کوئی فائدہ نہ دے گا اگر تم اس کو معاف نہیں کرو گی۔۔۔۔اگر تو چاہتی ہے کہ

تیرے بیٹے کو اللہ تبارک وتعالیٰ بخش دے اور سے دوزخ کے عذاب سے نجات دے دے تو اسے معاف کر کے اس سے راضی ہو جا۔۔۔۔ بڑھیا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے علقمہ کو معاف کیا میں اس سے راضی ہوگئی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو علقمہ کے پاس بھیجا تو آپ ابھی مکان کے دروازے پر ہی پہنچے تھے کہ اندر سے کلمہ پڑھنے کی آواز آرہی تھی اور جناب علقمہ رضی اللہ عنہ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَ نْصَارِ مَنْ فَضَّلَ زَوْجَتَهٗ عَلٰى اُمِّهٖ فَعَلَيْهِ لَعْنَتُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَتِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ	اے گروہ مہاجرین وانصار جو شخص اپنی عورت کو اپنی ماں پر فضیلت دے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ اور سب انسانوں کی لعنت ہے۔

(زواجر ص ۵۸ تنبیہ الغافلین)

سامعین محترم! ماں کی عظمت پوچھنا ہو تو قرآن سے پوچھو۔۔۔۔ حدیث مبارکہ سے پوچھو۔۔۔۔ صحابہ کرام سے پوچھو اویس قرنی سے پوچھو۔۔۔۔ بایزید بسطامی سے پوچھو۔۔۔۔

شاعر اہلسنت سردار حسین سردار نے ماں کی عظمت کو اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

لکھاں ساک نے بندے دے چہ دنیا
پر کوئی ساک نہیں ماں دے ساک ورگا
پتر بھانویں زمانے دا ولی ہووے
نہیں ماں دے پیراں دی خاک ورگا

سامعین محترم! ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا ارشاد مقدس ہے۔

كُلُّ الذُّنُوْبِ يَغْفِرُ اللّٰهَ عَنْهَا تمام گناہوں میں سے اللہ جو چاہے بخش
مَاشَاءَ اللّٰهَ اِلَّا عَقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ دے گا سوائے والدین کی نافرمانی کے۔

والدین کی نافرنی وہ گناہ عظیم ہے جس کی معافی اللہ تبارک وتعالیٰ نہیں دے گا۔

سامعین محترم! یہ مقدس رات ہے کہ آج کی رات کے فیضان سے فیضاب ہونے کے لیے جن کے والدین راضی ہیں وہ ان کی پہلے سے زیادہ خدمت، واطاعت کرنے کا عہد کریں اور جن کے والدین ناراض ہیں وہ ان سے معافی مانگ کر انہیں راضی کریں اور جن کے فوت ہو چکے ہیں وہ مالک الملک کی بارگاہ میں ان کی بخشش و مغفرت کی دعا مانگیں ان کے لیے صدقہ و خیرات کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں بوسیلہ سرور کونین ﷺ اس لیلۃ القدر سے فیضاب ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ الْاَمِيْنُ

قابل صد احترام بزرگو' دوستو' عزیز ساتھیو!

ہمارے خالق و مالک اللہ رب العالمین جل وعلاء نے ہمارے آقا و مولیٰ حضور تاجدار انبیاء ﷺ کو بے شمار عظمتوں سے نوازا ہے اور بالخصوص پانچ ایسی رفعتیں ہیں جو کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمائیں گئیں۔ حضور سید دو عالم ﷺ فرماتے ہیں۔

اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ ''مجھے پانچ نعمتیں وہ عطا کی گئیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہ دی گئیں''۔

(مشکوۃ ص ۵۱۲)

حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ عظمت بخشی کہ جو شخص آپ کے ساتھ جنگ کا ارادہ کرتا ہے ابھی وہ آپ سے اتنا دور ہوتا ہے جتنا فاصلہ بندہ ایک ماہ میں طے کر سکتا ہے۔۔۔۔آپ کی ہیبت وجلالت اس پر چھا جاتی ہے۔

دوسری خصوصی عظمت یہ عطا کی گئی کہ آپ پر مال غنیمت حلال قرار دیا گیا جو

کہ آپ سے پہلے کسی پر حلال نہیں ہوا تھا۔۔۔

تیسری عظمت ۔۔۔ آپ کو یہ عطا ہوئی کہ آپ کو شفاعت کبریٰ نصیب

ہوئی ۔۔۔ ویسے تو روز محشر انبیاء شہداء صالحین قرآں رمضان شفاعت کریں گے

۔۔۔ مگر شفاعت کا دروازہ آپ کھولیں گے۔

چوتھی عظمت ۔۔۔ جو کہ آپ کو عطا کی گئی آپ فرماتے ہیں ہر نبی خاص

اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوا اور مجھے سارے جہان کے لوگوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا

گیا۔

پانچویں عظمت ۔۔۔ بارگاہ خداوندی سے آپ کو یہ عطا ہوئی ۔ آپ

فرماتے ہیں۔

جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا فَاَیَّمَا رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوۃُ فَلْیُصَلِّ

" اور ساری زمین میرے لیے مسجد اور ذریعہ طہارت بنادی گئی کہ میرا امتی جس جگہ نماز آجائے وہ وہاں ہی پڑھ لے"۔

(مشکوۃ ص ۵۱۲)

حضور نبی کریم ﷺ سے قبل جتنی امتیں گزریں ہیں وہ عبادت کا فریضہ

صرف عبادت گاہ میں ہی ادا کر سکتے تھے مگر آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ جہاں چاہیں

پاک جگہ پر نماز ادا کر سکتے ہیں۔

سامعین محترم! نماز کا فریضہ ہر پاک جگہ پر ادا کیا جا سکتا ہے۔۔۔ مگر مسجد

میں عبادت کا درجہ بلند ہے۔ مسجد میں نماز کا ادا کرنا گھر یا بازار سے پچیس گناہ زیادہ درجہ رکھتا ہے۔ مسجد پاکیزہ اور مقدس مقام ہے جہاں بے چین اور مضطرب دل سکون پاتے ہیں۔۔۔۔ یہ وہ مقدس گھر ہے جو دنیا کے تمام گھروں سے پہلے تعمیر کیا گیا۔

دنیا کے بتکدوں میں وہ پہلا گھر خدا کا

ہم پاسباں ہیں اس کے وہ پاسباں ہمارا

روئے زمین پر سب سے پہلے ہونے والی تعمیر۔۔۔۔ پہلا مکان جو بنایا گیا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ

''بیشک سب گھروں میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقررہ ہوا ہے مکہ میں ہے برکت والا اور جہانوں کے لیے رہنما'' (پ۴ع۱)

اس دنیا میں سب سے پہلا گھر جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے لیے بنایا گیا۔ وہ ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل کرنے کا مرکز اول ٹھہرا جہاں پر آج بھی اہل اسلام کا عظیم اجتماع ہوتا ہے۔۔۔۔ مکہ معظمہ کی مقدس زمین پر واقع ہے۔

پہلی مسجد

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔۔۔۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ مقدسہ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

اَیُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ ''زمین میں پہلی کون سی مسجد بنائی گئی''۔

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سوال سن کر ارشاد فرمایا:

قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قُلْتُ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد حرام (صحابی فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا اسکے بعد کون سی مسجد بنائی گئی تو آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ"

(مسلم، بخاری، مشکوٰۃ ص ۶۷)

سامعین محترم! فرمان رسول ﷺ سے معلوم ہوا کہ دنیا میں سب سے پہلی مسجد جو تعمیر ہوئی وہ مسجد حرام ہے۔۔۔۔روایات میں ہے کہ آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو ان کی اولین خواہش تھی کہ کوئی ایسا مقام ہو جہاں اپنے خالق و مالک کی عبادت کی جائے۔۔۔۔اللہ رب العزت جل وعلا نے آدم علیہ السلام کی تمنا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے زمین کے اس ٹکڑے کی نشاندہی فرمائی جہاں آج بیت اللہ شریف ہے۔ اس اپنے خالق و مالک کی عبادت کی جائے۔۔۔۔اللہ رب العالمین جل وعلاء نے آدم علیہ السلام کی تمنا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ سے زمین کے اس ٹکڑے کی نشاندہی فرمائی جہاں آج بیت اللہ شریف ہے۔۔۔

اس گھر کے بانی اول سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔۔۔۔پھر جب نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان آیا تو یہ گھر اٹھا لیا گیا۔۔۔۔اور اس کی بنیادیں پوشیدہ ہو گئیں۔ حتیٰ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دور مقدس آیا تو انہوں نے اپنے نور نظر لخت جگر سیدنا اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر اس گھر کو دوبارہ بنیادوں پر تعمیر فرمایا۔۔۔۔جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ

"اور جب ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اس گھر کی دیواریں اٹھا رہے تھے"

(پ ۱ ع ۱۱)

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا (پ ۱۷ ع ۱۱)

''اور جبکہ ہم نے ابرہیم علیہ السلام کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک بتا دیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ ٹھہرانا''۔

سامعین محترم! مسجد وہ مقدس گھر ہے جس کو دنیا میں سب مکانوں سے پہلے تعمیر کیا گیا اور روایت ہے جب قیامت قائم ہوگی تو دنیا میں جو کچھ ہے سارے کا سارا سارا فنا ہو جائے گا مساجد کو فنا نہیں کیا جائے گا۔

تَذْهَبُ الْاَرْضُ كُلُّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا الْمَسَاجِدُ يَنْضَمُّ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ

''قیامت کے روز مساجد کے علاوہ ساری زمین فنا ہو جائے گی مگر مساجد ایک دوسری کے ساتھ مل جائیں گی''۔

(کنزل العمال ج ۴ ص ۱۳۹)

اس حدیث شریف سے مسجد کی ایک امتیازی شان ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مسجد دنیا کے دوسرے مکانات کی طرح فنا نہیں ہو گی ۔۔۔۔تو اب سوال ہے یہ کہاں جائیں گی۔۔۔۔تو اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ ان کا ٹھکانہ کہاں ہوگا۔۔۔۔اہل وجدان کا فرمان ہے۔۔۔۔کہ مسجد اپنے بنانے والے کو جنت میں لے جائے گی تو پھر خود ،کیوں نہ اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔۔۔۔قربان جاؤں اللہ کے ان گھروں کی عظمت پر جہاں دن رات رحمت خداوندی کی برسات ہو رہی ہے۔شاعر نے اس مقام پر کیا خوب کہا ہے۔

اچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں
رحمتاں جتھے نے ہر دم ور دیاں

مسجد اللہ تبارک وتعالیٰ کا وہ مقدس گھر ہے جسے انبیاء کرام نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔۔۔۔ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جب مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفہا میں جلوہ افروز ہوئے اور پہلے مقام قباء پر چند دن قیام فرمایا تو آپ نے یہاں قیام کے دوران سب سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھی جس کا نام مسجد قبا شریف ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مل کر اس مسجد کی دیواروں کو بنایا۔۔۔۔مدینہ طیبہ میں جب پہلی مسجد قائم ہوئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی عظمت و شان کو قرآن میں یوں بیان فرمایا۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ (پ۱۱ع۲)

"البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے پہلے دن سے وہ زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں"۔

حضور نبی کریم ﷺ کو اس مسجد کے ساتھ بے پناہ محبت تھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔۔۔۔

كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَاْتِیْ مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِیًا وَّ رَاكِبًا وَّ یُصَلِّیْ فِیْهِ رَكْعَتَیْنِ

"کہ نبی کریم ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قباء شریف میں پیدل اور سوار تشریف لے جاتے اور اس میں دو رکعتیں پڑھتے"

(مسلم بخاری، مشکوٰۃ ص ۶۸)

روایات میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب بھی آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس مسجد میں حاضری دیتے اور آج تک اہل اسلام بھی اسی مسجد سے محبت کرتے ہیں۔ اس مسجد میں دو نماز نفل ادا کرنے والے کو عمرے کا ثواب عطا ہوتا ہے۔

اچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں
رحمتاں جتھے نے ہر دم ور دیاں

مسجد نبوی شریف

حضور نبی کریم ﷺ مقام قباء پر چند روز قیام کرنے کے بعد مدینہ طیبہ کے شہر میں داخل ہوئے اور آپ کا قیام حضرت ایوب انصاریؓ کے گھر میں تھا۔۔۔۔ اور ان کے گھر کے قریب کچھ ویران جگہ تھی جس کے متعلق آپ نے یہ خواہش فرمائی کہ اس جگہ پر مسجد تعمیر کی جائے۔۔۔۔ وہ جگہ بنی نجار کے دو یتیموں کی تھی۔۔۔۔ آپ نے ان کو بلوایا اور فرمایا۔۔۔۔ یہ زمین کا ٹکڑا ہم تم سے خریدنا چاہتے ہیں۔۔۔۔ تو انہوں نے عرض کی۔

لَا وَاللّٰہِ مَا نَطْلُبُ ثَمَنَہٗ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی

"خدا کی قسم ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے ہم خدا ہی سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں"۔

(مسلم ج ۱ ص ۲۰۰)

حضور نبی کریم ﷺ نے اس زمین کو بغیر قیمت کے لینا پسند نہ فرمایا۔ اور قطعہ زمین کو خریدا گیا اور اس کی قیمت سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے پاس سے ادا کرنے

کی سعادت حاصل کی۔

پھر حضور سید المرسلین ﷺ نے اس مسجد کی پہلی اینٹ اپنے دست مقدس سے رکھی۔ کام شروع ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ مل کر اس مسجد کو تعمیر کیا۔۔۔۔اور آپ کی زبان پر یہ دعا تھی۔

اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرَ الْاٰخِرَۃِ "اے اللہ نیکی صرف آخرت کی ہے تو

فَانْصُرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔

(مسلم ص ۲۰۰ ج ۱)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جس جوش اور جذبہ کے ساتھ مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا وہ قابل داد تھا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مسجد نبوی شریف کی تعمیر ہو رہی تھی ہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اٹھا کر لا رہے تھے۔

فَرَاٰہُ النَّبِیُّ ﷺ فَجَعَلَ التُّرَابَ عَنْہُ "تو انہیں نبی ﷺ نے دیکھا پس آپ ان کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے"

(بخاری ص ۶۴ ج ۱)

قربان جاؤں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذوق و شوق پر اسی مقدر والے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر جس نے مسجد کی اینٹیں اٹھائیں اور سید دو عالم ﷺ نے از ارہ شفقت ان کے کپڑوں پر لگنے والی گرد کو اپنے ید اللہ والے گورے گورے نوری ہاتھوں سے جھاڑ کر قیامت تک مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کو عظمت عطا فرما دی۔

سامعین محترم! صحابہ کرام نے ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی معیت میں اس مسجد کو تعمیر کرنے کی سعادت حاصل کی۔۔۔۔ مسجد نبوی شریف صرف ادائیگی نماز کا مقام نہیں تھا۔۔۔۔ بلکہ یہ اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ بھی تھا۔۔۔۔ جہاں اسلامی قوانین کو ترغیب دیا جاتا تھا۔ مسجد نبوی کی حیثیت پارلمنٹ ہاؤس کی تھی جہاں ہر قسم کے قوانین و قواعد ترتیب دیئے۔ لشکر اسلام کے فوجی قواعد و ضوابط بنائے اور اسی مقدس مقام سے ہر قسم کے احکام جاری ہوتے اس مقدس گھر سے جہاد کے مجاہدوں کو رخصت کیا جاتا تھا۔۔۔۔ مسجد میں باہر آنے والے وفود ٹھہرا کرتے تھے۔۔۔۔ اس کے ساتھ اسلام کی پہلی یونیورسٹی پہلا دارالعلوم قائم تھا جہاں اہل صفہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔۔۔۔ اسی میں تاجدار دوجہاں ﷺ کا دربار لگتا تھا۔۔۔۔ اس میں مقدمات کے فیصلے سنائے جاتے تھے۔۔۔۔ یہی وہ پیاری مسجد ہے جہاں ریاض الجنہ ہے۔۔۔۔

اسی مسجد کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔۔۔۔

صَلٰوۃٌ فِی مَسْجِدِی ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ	”میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں میں ہزار نماز سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے“۔

(مسلم، بخاری، مشکوٰۃ ص ٦٧)

ایک روایت میں ہے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔۔۔۔

صَلوٰةُ الرَّجُلِ فِیْ بَیْتِهٖ بِصَلوٰةٍ وَصَلوٰتُہٗ فِیْ مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ صَلوٰةً وَصَلوٰتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُجَمَّعُ فِیْهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلوٰةٍ وَّصَلوٰتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلوٰةٍ وَّصَلوٰتُہٗ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلوٰةٍ

(ابن ماجہ' مشکوۃ ص ۷۲)

''مرد کی نماز اپنے گھر میں ایک نماز ہے اور قبیلے کی مسجد میں پچیس نمازیں اور جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہے اس میں ایک نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔ مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پچاس ہزار نمازیں۔۔۔۔ اور میری مسجد میں ایک نماز پچاس ہزار نمازیں۔۔۔۔ اور مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ نمازیں ہیں۔

سامعین محترم! اس مسئلہ پر اہل علم کا اختلاف ہے۔۔۔۔ شان مسجد الحرام کا درجہ بلند ہے یا مسجد نبوی کا درجہ بلند ہے۔۔۔۔ دونوں میں کس کو زیادہ فضیلت حاصل ہے۔۔۔۔ اس میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ زمین کا وہ ٹکڑا جہاں تاجدار دو جہاں حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ آرام فرما ہیں معظم اور عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔۔۔۔ پھر مسجد الحرام اور اس کے بعد مسجد نبوی شریف کا مرتبہ ہے۔۔۔۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مسجد نبوی کا درجہ مسجد حرام سے بلند ہے۔۔۔۔ اس لیے کہ یہ مقدس مسجد دس سال مسلسل درسگاہ نبوت اور سجدہ گاہ رسول ﷺ رہی اور اسی میں حضور ﷺ آرام فرما ہیں۔۔۔۔ مگر بہتر یہی ہے کہ اس بحث میں نہ پڑا جائے۔۔۔۔ ہر ایک کی فضیلت اپنی اپنی جگہ برحق ہے۔۔۔۔ ایک مسجد آپ کی ولادت گاہ ہے۔۔۔۔ ایک

مسجد میں آپ کا مدفن و مسکن ۔۔۔۔ ہم گناہگاروں کے لیے دونوں مقام فیوض و برکات حاصل کرنے کا منبع وسرچشمہ ہیں ۔۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حاضری کی توفیق فرمائے۔

اچیاں شاناں نے رب دے گھر دیاں
رحمتاں جتھے نے ہر دم ور دیاں

سامعین محترم! مسجد کے مرتبہ ومقام کا اور کیا بیان ہوسکتا ہے کہ اس کی تعمیر میں خود سید المرسلین ﷺ نے بھر پور حصہ لیا ۔۔۔۔ اور اہل اسلام کو مسجد بنانے کی ترغیب فرمائی۔

سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِی الدُّوْرِ ”رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ تمام محلوں میں مسجدیں بنائی جائیں“

(ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ٦٩)

مسجد مسلمان آبادی کی علامت ہے ۔۔۔۔ مسجد اسلام کی عظمت کا نشان ہے اسی لیے جب کوئی علاقہ فتح ہوتا تو سب سے پہلے وہاں مسجد بنائی جاتی تھی، مسجد بنانے کا حکم حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا ۔۔۔۔ اور مسجد بنانے والے کے لیے نوید جنت سنائی گئی ہے۔

جنتی گھر

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔۔۔

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ
"جو اللہ کے لیے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا"

(مسلم بخاری مشکوۃ ص ۶۸)

سامعین محترم! مسجد کی تعمیر خالصتاً اپنے خالق و مالک اللہ رب العالمین کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہو۔۔۔۔ دھڑے بندی مسلمانوں کے درمیان گروہ بندی اور تفرقہ بازی کرنے کے لیے نہ ہو اور نہ اہی اپنے نام ونمود اور نمائش مقصود ہو۔۔۔۔ ریاکاری سے پاک ہو کر اس کارخیر کو سرانجام دیا جائے۔۔۔۔ آج کل یہ مرض عام ہے۔۔۔۔ کہ ذرا امام صاحب سے اختلاف ہوا یا مسجد کی انتظامیہ سے مخالفت پیدا ہوئی تو۔۔۔۔ مسجد کے ساتھ ایک اور مسجد کھڑی کر دی۔۔۔۔ مسجد بنانے والے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے انعام اسی وقت ہی ملے گا جب اس کے کارخیر میں للّٰہیت کارفرما ہوگی۔۔۔۔ پھر یقیناً مسجد بنانے والے کو جنت میں بھی اعلیٰ گھر عطا کیا جائے گا۔۔۔۔ اور یہ ضروری نہیں کہ وہ مکمل مسجد تعمیر کرے تو اس کو جنت میں گھر ملے بلکہ جو شخص بھی اپنی ہمت، طاقت اور بساط کے مطابق جو کچھ بھی مسجد کی تعمیر میں خرچ کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے اس انعام کا مستحق قرار پائے گا۔۔۔۔ مسجد کی تعمیر اہل ایمان کا حصہ ہے۔۔۔۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰی اُوْلٰئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ

(پ۱۰ع۹)

''اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے، زکوۃ ادا کرتا ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا تو قریب ہے یہ لوگ ہدایت پانے والوں میں ہوں''

سیدنا ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاھَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْھَدُ وْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ

(مشکوۃ ص ۶۹)

''جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد کی خبر گیری کرتا ہو تو اس کے ایمان کی گواہی دو''

مسجد کی نگھبانی

مسجد کی تعمیر گویا جنت میں گھر بنانا ہے۔۔۔۔ مسجد کی تعمیر کرنا علامت تقویٰ و ایمان ہے۔۔۔۔ اسی طرح مسجد کی دیگر ضروریات کا فراہم کرنا بھی ذریعہ نجات اور حصول برکات وحسنات ہے۔۔۔۔ مثلاً صفوں کا مہیا کرنا۔۔۔۔ روشنی کا اہتمام کرنا۔۔۔۔ وضو کا انتظام کرنا۔۔۔۔ مسجد کی صفائی وستھرائی کا خیال رکھنا۔۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے۔

مَنْ اَخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ کَفًّا مِّنَ التُّرَابِ کَانَ ثَوَابُہٗ فِیْ مِیْزَانِہٖ کَجَبَلِ اُحُدٍ

''جو شخص مسجد سے ایک مٹھی بھر خاک نکالے گا اس کا ثواب میزان عمل میں پہاڑ کی مثل ہوگا''۔

مسجد کی صفائی کرنے والے کو میزان عمل پر احد پہاڑ کے برابر وزن خیرات کرنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

روشنی کا اہتمام

مسجد میں روشنی کا اہتمام و انتظام کرنے والے کو بھی روحانی جلا اور قلبی نورانیت عطا کی جاتی ہے۔ روایت ہے کہ سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے جب ماہ رمضان میں مسجد کی قندیلوں کو روشن دیکھا تو یہ دعا فرمائی۔

نَوَّرَ اللّٰهُ عَلٰى عُمَرَ فِى قَبْرِهٖ كَمَا نَوَّرَ عَلَيْنَا مَسَاجِدَ نَا (کشف الغمہ ص ۸۰ ج ۱)	"اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو روشن فرمائے جیسے اس نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا ہے"۔

چٹائی بچھانا

سیدنا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ عَلَّقَ قِنْدِيْلًا مُسَرًّ جَافِىْ مَسْجِدٍ صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يَطْفَأَ ذٰلِكَ الْقِنْدِيْلَ وَمَنْ بَسَطَ فِيْهِ حَصِيْرًا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يَنْقَطِعَ ذٰلِكَ الْحَصِيْرَ (کشف الغمہ ص ۸۱ ج ۱)	جو شخص مسجد میں روشن قندیل لٹکائے گا اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ روشن رہے جو شخص مسجد میں ایک چٹائی بچھائے گا تو اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ چٹائی بچھی رہتی ہے۔

اچیاں شاناں نے رب دے گھر دیا

رحمتاں جتھے نے ہر دم ور دیاں

سامعین محترم! کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مسجدوں کو تعمیر کرتے ہیں اس کی صفائی ستھرائی اور روشنی کا اہتمام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کے شان والے گھر میں عاجزی اور انکساری سے حاجر ہوتے ہیں اور اس کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔

مسجد کی تعظیم و تکریم!

دنیا کے بادشاہوں' حاکموں کے درباروں میں آنے والوں کے لیے کچھ پابندیاں ہوتی ہیں۔۔۔۔ آداب ہوتے ہیں۔۔۔۔ ذرا سی بے ادبی ہوگئی تو آنے والا زیر عتاب آجاتا ہے۔۔۔۔ مسجد ہمارے خالق و مالک ساری کائنات کے شہنشاہ احکم الحاکمین کا دربار ہے۔۔۔۔ یہاں آنے کے بھی کچھ آداب ہیں۔۔۔۔ آنے والا جتنے ادب واحترام سے حاضر ہوگا' اتنا ہی زیادہ وہ فیضان پائے گا۔۔۔۔ مولانا رومؒ اس پر نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

از خدا خواہستم توفیق ادب

بے ادب محروم شد از فضل رب

ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے ادب کی توفیق طلب کرتے ہیں۔ اس لیے کہ بے ادب' اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کی ترجمانی کرتے ہوئے میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی

باجھ ادب دے منزل مقصد پا نہ سکیا کوئی

اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر کا ادب اس کی بارگاہ کے احترام کا طریقہ، سلیقہ ہمیں یوں بتایا گیا، قرآن حکیم میں یوں ارشاد ہوا:۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

''ان گھروں میں جن کی تعظیم کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے۔ ان میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں''۔ (پ۱۸ع۱۱)

اس آیۂ مقدسہ میں بیوت سے مراد مساجد ہیں۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس میں یہ حکم فرمایا کہ۔۔۔۔دربار خداوندی کے آداب وحقوق کا مکمل طور پر خیال رکھا جائے۔۔۔۔مسجد میں دنیاوی گفتگو سے بچنا چاہیے اس لیے کہ:۔۔۔۔

اَلْکَلَامُ الْمُبَاحُ فِی الْمَسْجِدِ مَکْرُوْہٌ تَاکُلُ الْحَسَنَاتِ

''مباح کلام بھی مسجد میں مکروہ ہے وہ نیکیوں کو کھا جاتا ہے''۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ مسجدوں میں دنیاوی باتیں کریں گے۔

فَلَا تُجَالِسُوْھُمْ فَلَیْسَ اللّٰہِ فِیْھِمْ حَاجَۃٌ

''تو تم ان کے پاس مت بیٹھو اور اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت نہیں''

(مشکوۃ ص۷۱)

سامعین محترم! آپ نے دیکھا کہ بعض لوگ مسجدوں میں سیاست بازی کرتے ہیں۔۔۔۔گلی محلے کے مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔۔۔۔کچھ لوگ تو غیبت اور

بغلی کرنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے ۔۔۔۔تو مسجد میں بیٹھ کر دنیاوی گفتگو سے احتراز کرنا چاہیے ہم لوگ دنیا کے کسی حاکم کے دربار میں جائیں تو وہاں اونچا نہیں بولتے یہ تو احکم الحاکمین کا دربار ہے ۔۔۔۔ یہاں داخل ہوتے وقت بھی آداب کا خیال رکھنا چاہیے باطنی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر بھی صاف ستھرا ہونا ضروری ہے۔

ارشاد ربانی ہے:۔

يَا بَنِیْ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ''اے اولاد آدم ہر مسجد میں حاضری کے وقت لباس کی زینت اختیار کیا کرو''۔

(پ۸ع۱۰)

یعنی دربار خداوندی میں حاضری کے وقت باطنی طہارت اور دل کی صفائی کے ساتھ جسم کی ظاہری صفائی ستھرائی بھی اپنے اوپر لازم کرلو۔۔۔۔مسجد میں آتے وقت پاکیزہ لباس ہونا چاہیے ۔۔۔۔آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ مسجد میں آتے ہیں اور ان کے سر پر ٹوپی یا عمامہ شریف نہیں ہوتا۔۔۔۔مسجد میں پہنچ کر یا تو ننگے سر نماز پڑھ لیتے ہیں۔یا پھر ٹوپی کی تلاش میں نمازیوں کے آگے سے گذر جاتے ہیں۔۔۔۔ نمازی کو چاہیے کہ بارگاہ خداوندی میں اس ادب سے پیش ہوں کہ اس کے سر پر ٹوپی یا عمامہ ضرور ہو۔۔۔۔حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

''عمامہ اختیار کرو یہ فرشتوں کی علامت ہے''۔

ایک جمعہ کی نماز جو عمامہ کے ساتھ ادا کی جائے اس کا ستر گنا زیادہ ثواب عطا

ہوتا ہے۔۔۔۔سنت کی ادائیگی سے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب مکرم ﷺ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

اس مقدس گھر میں سر پر عمامہ باندھ کر' انکساری اور ادب سے سر جھکا کے حاضر ہونا چاہیے۔۔۔۔حکم ہے کہ نماز کی جماعت اگر ہو رہی ہو تو مسجد میں دوڑنے سے احتراز کیا جائے یہ ادب کے خلاف ہے۔۔۔۔بلکہ میانہ روی سے چلے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔۔۔۔مسجد میں ناپاک بدلو دار اشیاء کو ساتھ نہ لائے ۔۔۔۔بلکہ نمازی کے لباس اور اس کے منہ سے بھی بد بو نہیں آنی چاہیے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ وَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ	''جو شخص اس درخت بد بودار سے لھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے بے شک فرشتے اذیت پاتے ہیں جس سے انسان اذیت پاتے ہیں''۔

(مشکوٰۃ ص ٦٨)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

قابل صد احترام بزرگو' دوستو' عزیز ساتھیو! آپ حضرات کو بخوبی علم ہے --- کہ انسان کے حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے --- کبھی امیری ہے تو کبھی غریبی --- کبھی مال و زر ہے تو کبھی ناداری --- کبھی صحت و تندرستی ہے تو کبھی بیماری --- زندگی میں نشیب و فراز آتے جاتے رہتے ہیں --- پھولوں کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں --- دوستوں کے ساتھ ساتھ دشمن بھی ہوتے ہیں --- اپنوں کے ہوتے ہوئے کچھ پرائے بھی ہوتے ہیں --- اقارب کے ساتھ کچھ اغیار بھی ہوا کرتے ہیں --- خیر خواہوں کے ساتھ کچھ بدخواہ بھی ہوا کرتے ہیں --- حالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں --- اللہ رب العزت جل وعلا کا ارشاد گرامی ہے۔

وَتِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ "اور یہ دن ہیں کہ ہم ان لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں"۔

(پ ۴ع ۵)

عارف کھڑی شریف میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی ترجمانی یوں فرمائی ہے۔

سدا نہ باغیں بلبل بولے سدا نہ باغ بہاراں

سدا نہ ماپیو حسن جوانی سدا نہ صحبت یاراں

انسان کے حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے۔۔۔۔آپ حضرات کو یہ معلوم ہے جب بندے کے حالات میں تبدیلی آتی ہے۔۔۔۔تو دوستوں عزیزوں کے تعلقات میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔۔۔۔بالخصوص جب بندے پر کوئی مشکل وقت آجائے۔۔۔۔انسان کسی پریشانی میں مبتلاء ہو جائے تو اس وقت بڑے بڑے گھرے اور جگری یار، قریبی رشتہ دار ساتھ چھوڑ جاتے ہیں:

کتاب زندگی میں جب کبھی مشکل مقام آیا

نہ غیروں نے توجہ دی نہ اپنا ہی کوئی کام آیا

مشفق مہربان؟

جب مشکل وقت آتا ہے تو محبت کا دم بھرنے والے بھی ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔۔اور مصیبت میں مبتلا اپنے دوست کے لیے اپنے تمام دروازے بند کر لیتے ہیں۔۔۔۔مگر قسم ہے رب ذوالجلال کی ایک ایسی ذات جس کا دروازہ ہر امیر غریب کے لیے ہر حال میں کھلا رہتا ہے۔۔۔۔وہ ہمارے خالق و مالک اللہ رب العزت، رحیم و کریم کا دروازہ ہے۔۔۔۔ وہ اپنے بندوں پر اتنا مشفق و مہربان ہے۔۔۔۔کہ اگر دنیا میں والدین پر اولاد کا کوئی عیب ظاہر ہو جائے تو وہ اولاد کو عاق کر دیتے ہیں

---لاتعلقی کا اشتہار اخباروں میں چھپوا دیتے ہیں۔

اک گناہ میرا ماں پیو ویکھے دیوے دیس نکالا
لکھ گناہ میرا مولیٰ ویکھے اوہ پردے پاون والا

سامعین محترم! ہمارے رحیم و کریم مولیٰ کا دروازہ ہمہ وقت اپنے بندوں کے لیے کھلا رہتا ہے---اس کی رحمت---اس کا کرم---اس کا فضل ہر دکھی کے لیے کھلا رہتا ہے---اس کا دامان رحمت ہر ایک کے لیے کھلا ہے---وہ ہر دکھی کی فریاد سنتا ہے---ہر مصیبت زدہ کی فریاد سنتا ہے' ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے---ہر دکھی کی دادرسی فرماتا ہے---وہ ہر مقام پر اپنے بندوں کے ساتھ ہے---مگر ایک مقام ایسا ہے جسے ہم مسجد کہتے ہیں---وہ اس کا گھر ہے---جس کے متعلق اس کا فرمان ہے:۔

اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ ''مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی ہیں''

ویسے تو ہر ایک چیز کا مالک و خالق تو اللہ رب العالمین ہے---کائنات عالم کا ذرہ ذرہ' پتا پتا اس کی ملکیت میں ہے ہر چیز اس کی ہے---ہر شے کی یہی پکار ہے کہ اے اللہ میں تیری ہوں---مگر وہ کتنا خوش بخت گھر ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ فرمار ہا ہے---کہ تو میرا گھر ہے---''**اِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ**'' ''مسجدیں تو اللہ کی ہیں---یہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر ہے---جہاں سے دن میں پانچ مرتبہ یہ صدا بلند ہوتی ہے---حی علی الفلاح---آؤ فلاح کی طرف---آؤ کامیابی کی طرف---آؤ بہتری کی طرف---آؤ بھلائی کی طرف' اہل ایمان

یہ سنکر۔۔۔۔۔ یہ نوید خیر وفلاح سن کر بارگاہ خداوندی میں پیش ہو جاتے ہیں اور اپنے خالق و مالک کے حضور سجدہ ریز ہو کر کیف و سرور حاصل کرتے ہیں۔۔۔۔ مسجدیں اہل اسلام کی بستی کا نشان ہیں۔۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر ہونے کی نسبت سے زمین کا یہ ٹکڑا مقدس و معظم سمجھا جاتا ہے۔ بڑے بڑے فرمانبروا۔۔۔۔ بادشاہ شہنشاہ تاجور بھی اس گھر میں ننگے پاؤں سر جھکائے حاضر ہوتے ہیں۔۔۔۔ مسجد کی ہیبت و جلالت ہر مومن کے قلب میں جاگزیں ہے۔۔۔۔ یہی وہ اسلام کا قلعۂ عظیم ہے جہاں ہر دن میں پانچ مرتبہ روحانی اجتماع ہوتا ہے۔۔۔۔ اور ہفتہ میں ایک بڑا اجتماع جمعتہ المبارک کے روز منعقد کیا جاتا ہے جس میں اہل اسلام کی دینی و دنیوی تربیت کے ساتھ ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں اور بزرگوں کے ساتھ ملنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔۔۔۔ ایک دوسرے کے دکھ سکھ سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں۔۔۔۔ ہر ایک دوسرے کے اصلاح احوال کی فکر کرتا ہے۔۔۔۔ علماء کرام لوگوں کی فکری اور عملی زندگی درست کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔۔ صوفیاء تزکیہ نفس کی طرف توجہ دیتے ہیں ۔۔۔۔ غریبوں میں محنت کرنے کی امنگ پیدا ہوتی ہے۔۔۔۔ بے علم لوگوں کے دلوں میں علم کی تڑپ جلوہ گر ہوتی ہے۔۔۔۔ بے عملوں میں جذبۂ عمل پیدا ہوتا ہے ۔۔۔۔ یہ قدرتی ہفتہ وار اجتماع لوگوں میں دینی و دنیوی فیوض و برکات تقسیم کرتا ہے۔

مساوات

مسجد میں فیوض و برکات کی سب پر یکساں برسات ہوتی ہے۔۔۔۔ دنیا کی

بشر اقوام نے بڑی بڑی کوششیں کیں کہ لوگوں میں مساوات پیدا کی جائے۔۔۔۔ مگر وہ ناکام رہیں۔۔۔۔ اسلام وہ مقدس دین ہے اور مسجد وہ دربار خداوندی ہے جس نے مساوات کی بات زبانی ہی نہیں کی بلکہ اس کا عملی نظارہ پیش کیا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

سامعین محترم! مساوات اسلامی کا حسین منظر مسجد میں دیکھا جاسکتا ہے کہ جہاں۔۔۔۔عربی و عجمی، کالا و گورا، بوڑھا و جوان، امیر و غریب اور بادشاہ و فقیر سب ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

آپ نے دیکھا ہوگا مسجد میں جو پہلے آئے اس کو آگے جگہ ملتی ہے جو بعد میں آئے اس کو پیچھے جگہ ملتی ہے۔۔۔۔ یہ نہیں کہ امراء کو پہلی صف میں بٹھایا جائے اور غرباء کو پچھلی صف میں بٹھایا جائے۔۔۔۔ بلکہ بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ غریب مسجد میں پہلے آیا اس کو پہلی صف میں جگہ ملی اور بادشاہ بعد میں آیا تو اس کو دوسری صف میں جگہ ملی۔۔۔۔ نماز شروع ہوئی تو پہلی صف میں غریب نے بارگاہ خداوندی میں سجدہ کیا اور دوسری صف میں بادشاہ اپنے خالق و مالک کے حضور سجدہ ریز ہوا۔۔۔۔ تو اب منظر دیکھئے جہاں غریب کے قدم ہیں پچھلی صف میں سجدہ ریز بادشاہ کا وہاں سر

ہے۔

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

نماز کی جب جماعت ہوتی ہے۔۔۔۔تو آپ کا مشاہدہ ہے کہ سارے کے سارے نمازی ایک ہی صف میں۔۔۔۔ایک ہی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں سب کی زبان پر ایک ہی کلمات جاری ہوتے ہیں۔۔۔۔قیام کیا تو سب قیام میں۔۔۔۔رکوع میں، سجود میں، قعدہ میں، جلسہ میں سب کی حالت ایک سب کے نماز ادا کرنے کا طریقہ ایک۔۔۔۔غریب امیر کی نماز ایک۔۔۔۔

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

سامعین کرام! مسجد وہ عظیم مقام ہے۔۔۔۔جو لوگوں میں مساوات اور یک جہتی پیدا کرتا ہے، ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔۔۔۔ظاہری طہارت و نفاست کے ساتھ ساتھ دل کو بھی طہارت و پاکیزگی مہیا کرتا ہے۔صفوں کی درستگی کے ساتھ ساتھ دلوں کی کجی، کدورت دور کرتا ہے۔۔۔۔لوگوں کے درمیان باہمی الفت و محبت پیدا کرتا ہے۔۔۔۔مسجد اسلامی عدالت کا صدر دفتر ہے۔۔۔۔دنیاوی بادشاہوں کے محلات ہوتے ہیں، جہاں ان کا تخت بچھا ہوتا ہے۔۔۔۔مگر مسجد کے محراب میں بچھا ہوا مصلیٰ میرے آقا و مولیٰ تاجدار دو جہاں ﷺ کا پایہ تخت ہے۔۔۔۔جہاں پر کائنات عالم کے مقدر کا فیصلہ ہوا کرتا تھا۔۔۔۔اسی لیے آج مسجد کی پیشانی پر لکھا ہے۔

یہی مسجد یہی کعبہ یہی گلزار جنت ہے

چلے آؤ مسلمانو! یہی تخت محمد ہے

مسجد میرے کملی والے سرکار کا پایہ تخت ہے اور جہاں آپ کا تخت ہے

ہمارے لیے جنت ہے۔

جنت کے باغات

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ "جب تم جنت کے باغات سے گذرو تو

فَارْتَعُوْا کچھ کھاپی لیا کرو"۔

(ترمذی ج ا مشکوۃ ص ۷۰)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ فرمان رسول اکرم ﷺ سے سنا تو

قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِيَاضُ "عرض کیا گیا جنت کے باغات کیا ہیں؟

الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ فرمایا مسجدیں!"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسجدیں جنت کے باغات ہیں تو صحابہ کرام

نے عرض کیا اس میں کھانا پینا کیا چیز ہیں۔۔۔تو آپ نے فرمایا

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

(مشکوۃ شریف ص ۷۰)

یہی مسجد یہی کعبہ یہی گلزار جنت ہے
چلے آؤ مسلمانو! یہی تخت محمد ہے

جنت کی مہمانی

سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہٗ نُزُلَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ کُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ

”جو شخص صبح یا شام کو مسجد جائے گا جب کبھی صبح یا شام جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی مہمانی کا سامان بنائے گا“۔ (مسلم، بخاری، مشکوۃ ص ۶۸)

فرمان رسول اللہ ﷺ سے واضح ہو گیا کہ مسجد میں آنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کے مہمان ہیں۔۔۔۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مہمانوں کو جنت کی مہمانی عطا فرمائے گا یعنی ان کے لیے جنت میں طرح طرح کے کھانے ہوں گے۔

یہی مسجد یہی کعبہ یہی گلزار جنت ہے،
چلے آؤ مسلمانو! یہی تخت محمد ہے

محبوب مقام

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا

”شہروں میں سے اللہ کو محبوب ان کی مساجد ہیں اور اللہ کے نزدیک ناپسند اس کے بازار ہیں“۔ (مشکوۃ ص ۶۸)

آبادیوں، بستیوں میں عالی شان محلات کوٹھیاں بنگلے مکانات ہوتے ہیں ان تمام مکانوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو مسجد جگہ محبوب اور ناپسند بازار ہیں۔۔۔۔ اس لیے کہ بازاروں میں جھوٹ فریب دغابازی دھوکا بازی لالچ حرص وطمع کا ارتکاب ہوتا ہے۔۔۔۔ جبکہ مساجد ان چیزوں سے پاک ہوتی ہے وہاں ذکر وفکر، تسبیح وتہلیل،

عبادت وریاضت ہوتی ہے۔لیکن یہاں یہ بات سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ یہ حکم مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے علاوہ شہروں کے لیے ہے۔۔۔۔اس لیے کہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے گلی کوچوں نے محبوب کبریا ﷺ کے قدموں کے بوسے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کی عظمت قرآن مجید میں بیان فرمائی۔ ''**لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ**'' اے محبوب مکرم مجھے قسم ہے اس شہر کی۔۔۔۔محبوب مکرم ﷺ کے شہر مقدس کی قسم اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ارشاد فرمائی۔

کھائی قرآن نے خاک گذر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

تو یاد رکھیے کہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کی مسجدیں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کو محبوب ہیں اور اس کے گلی کوچے اور بازار بھی اس کو بہت پیارے ہیں اور ہم ان کا ادب کرتے ہیں۔

سب رستے مدینے دے سانوں جان توں ودھ پیارے نے
جیہڑا روضے دے ول جاندا اوہ بازار بڑا سوہنا!

یہ حکم ہم گناہ گاروں کی بستیوں کے متعلق ہے کہ ان کے بازار ہمارے خالق ومالک کو ناپسند ہیں اور ان کی مسجدیں اس کو پیاری ہیں۔۔۔۔بہر حال مسجد پاکیزہ مقام ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی جگہ ہے۔

یہی مسجد یہی کعبہ یہی گلزار جنت ہے
چلے آؤ مسلمانو! یہی تخت محمد ہے

سایہ رحمت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔۔۔۔
سات اشخاص ایسے ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا:

اِمَامٌ عَادِلٌ وَ شَابٌ نَشَاءَ فِیْ	''عادل بادشاہ وہ جوان جو اللہ کی عبادت
عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ	میں جوانی گزارے وہ شخص جس کا دل
بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰی	مسجد میں لگا رہے، جب وہ مسجد سے نکلے
يَعُوْدَ اِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی	اور پھر جب وہ مسجد میں لوٹ آئے وہ
اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا	دو شخص جو اللہ کے لیے محبت کریں مل کر
عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا	بیٹھیں تو اللہ کی محبت پر اور اگر جدا ہوں تو
فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ حَسَبٍ وَ جَمَالٍ	اسی پر۔ اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد
فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ	کرے اور آنکھیں پرنم رہیں اور وہ شخص
تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفٰهَا حَتّٰی	جسے منصب والی حسین عورت بلائے اور
لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ	وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ
(مسلم، بخاری، مشکوۃ ص ۶۸)	شخص جو چھپ کر اسطرح خیرات کرے
	کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو''

مسجد کے ساتھ محبت کرنے والا روز محشر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سایہ رحمت میں ہوگا۔

یہی مسجد یہی کعبہ یہی گلزار جنت ہے

چلے آؤ مسلمانوں یہی تخت محمد ہے

مسجد کی حاضری

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد بار اہل ایمان کو اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ

''اور سیدھا کرو اپنے چہروں کو مسجد کے پاس اللہ کی عبادت، اس طرح کرو کہ عبادت اسی کے لیے خالص ہے''۔

(پ۸ع۹)

نماز کا فریضہ تو جہاں وقت ہوا ادا کیا جا سکتا ہے مگر اس کا حقیقی لطف مسجد میں ہی آتا ہے۔۔۔۔ مسجد میں سجدہ کرنے سے جو کیف وسرور حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔ وہ گھر یا کسی اور جگہ نہیں حاصل ہو سکتا ہے۔۔۔۔ اس لیے قرآن اور صاحب قرآن نے بار بار ہمیں مسجد میں حاضر ہو کر نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

سنن ھدیٰ

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سنن ھدیٰ کی تعلیم فرمائی۔۔۔۔ اور سنن ھدیٰ سے مراد یہ ہے کہ نماز مسجد میں ادا کی جائے۔وہ مسجد جہاں اذان پنجگانہ ہوتی ہے۔۔۔۔ تم نے اگر اپنے گھر میں نماز پڑھی جیسے منافق اپنے گھر میں نماز پڑھتے ہیں تو تحقیق تم نے اپنے نبی کی سنت کو ترک کیا۔

وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ — ''اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دیا تو تم گمراہ ہو گئے''۔

(مسلم ص ۲۳۲ ج ۱)

چلے آؤ مسلمانوں یہی تخت محمد ہے

ایک اور روایت میں نماز باجماعت کی اہمیت کو یوں اجاگر کیا گیا ہے۔

صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَۃِ تَضْعَفُ عَلٰی صَلٰوتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ وَسُوْقِہٖ خَمْسًا وَّ عِشْرِیْنَ ضِعْفًا — ''مرد کی باجماعت نماز اس کی وہ نماز جو گھر میں، بازار میں پڑھے اس سے پچیس گناہ ثواب زیادہ ہے''۔

(بخاری، مشکوۃ ص ٦٨)

عظمت بندگی

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو اگر یہ علم ہو جائے کہ اذان کے پکارنے اور صف اول کی نماز میں کیا اجر و ثواب ہے تو اگر وہ صف اول میں کھڑے نہ ہو سکیں تو قرعہ اندازی پر اتر آئیں۔ (بخاری)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّیْلِ وَمَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا صَلَّی اللَّیْلَ کُلَّہٗ — ''جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات نماز میں گزاری''۔

(مسلم ص ۲۳۲)

ہر قدم پر نیکی

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارا گھر مسجد سے دور تھا۔۔۔۔ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنا مکان فروخت کر کے مسجد نبوی شریف کے قریب رہائش اختیار کرلوں۔۔۔۔مگر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اس ارادہ سے روک دیا اور فرمایا:۔

اِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ خَطْوَةٍ دَرَجَةً "بے شک تمہارے ہر قدم پر ایک درجہ ہے"۔ (مسلم ص ۲۳۵ ج ۱)

سامعین محترم! مسجد کی طرف جتنے قدم چل کر جایا جائے اتنی ہی نیکیاں بارگاہ خداوندی سے عطا ہو جاتی ہیں۔

چلے آؤ مسلمانوں یہی تخت محمد ہے

صحابی کا عمل

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک انصاری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔۔۔کہ وہ مسجد سے دور رہائش پذیر تھے۔اور وہ پابندی سے مسجد میں حاضر ہوتے اور نماز باجماعت ادا کرتے۔۔۔۔ایک روز ان سے کہا گیا۔۔۔۔کاش! آپ سواری کے لیے ایک گدھا خرید لیتے اور آپ رات کے اندھیرے اور دن کی گرمی میں مسجد تک آنے میں سہولت ہو جاتی۔۔۔۔تو انہوں نے فرمایا مجھے یہ ہرگز پسند نہیں کہ میں مسجد کی بغل میں ہوتا اور چلنے کی مشقت سے بچتا۔۔۔۔بلکہ میری تو یہ خواہش ہے کہ آنے جانے میں جو قدم اٹھیں گے ان تمام کے نشانات میرے اعمال نامے میں

لکھے جائیں گے حضور نبی کریم ﷺ کو جب یہ خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔۔۔۔کہ میرے انصاری صحابی تمہیں آنے اور جانے دونوں کا ثواب اللہ کی بارگاہ سے عطا کیا جائیگا۔

(مسلم ص۲۳۵ ج۱)

قدموں کے نشان

ایک اور حدیث مسجد کی طرف اٹھنے والے قدموں کی عظمت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی شریف کے گردونواح میں کچھ جگہ خالی تھی ۔۔۔۔اور قبیلہ بنو سلیم نے ارادہ کیا کہ ہم مسجد کے قریب رہائش کر لیں ۔۔۔۔جب حضور اکرم ﷺ کو ان کے ارادوں کا علم ہوا۔۔۔۔تو آپ نے فرمایا ۔۔۔۔کیا تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو۔۔۔۔تو انہوں نے عرض کیا۔۔۔۔ یارسول اللہ ﷺ ہمارا یہی ارادہ ہے۔۔۔۔تو آپ نے فرمایا:۔

يَا بَنِى سَلِمَةَ دِيَارَ كُمْ تُكْتَبُ اٰثَارُ كُمْ دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ اٰثَارُ كُمْ

''اے بنی سلمہ تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں''

(مسلم ج۱ ص۱۳۵ مشکوۃ ص۶۸)

یعنی تم مسجد کے قریب رہائش نہ اختیار کرو بلکہ جہاں رہتے ہو وہیں رہو ۔۔۔۔تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔۔۔۔تم جتنے قدم چل کر مسجد میں آؤ گے اتنا ہی زیادہ ثواب پاؤ گے۔

خوشخبری

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

"اندھیروں میں مسجد کی طرف جانے والوں کو نور کامل کی خوشخبری دے دو بروز محشر کے لیے"

(مشکوٰۃ ص ۶۹)

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں رات کے اندھیروں میں اللہ کے گھروں کی حاضری نصیب ہوتی ہے۔۔۔۔اور پھر انہیں روز محشر میں مالک کی بارگاہ سے نور کامل عطا کیا جائے گا۔۔۔۔یہی وجہ تھی کہ اہل اللہ ہر حال میں کوشش فرماتے تھے کہ مسجد کی حاضری سے محروم نہ ہوں۔

آنکھیں روشن

روایت ہے کہ ایک نابینا مسلمان نماز کی ادائیگی کے لیے پابندی سے مسجد میں جاتا اور نماز باجماعت ادا کیا کرتا تھا۔ بینائی کے نہ ہونے کی وجہ سے راستہ میں گر جاتا؛ور لباس خراب ہو جاتا' جسم زخمی ہو جاتا' اس کی یہ حالت دیکھ کر اس کے گھر والے ناراضگی کا اظہار کرتے۔۔۔۔ایک روز رات کے وقت مسجد سے واپس گھر پہنچا تو اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور جسم زخمی۔۔۔۔اس کی بیوی نے اسے دیکھ کر خوب ڈانٹا۔۔۔۔نابینا روتا ہوا سویا اور عرض کیا کہ اے اللہ میری آنکھیں ہوتیں تو روزانہ میری گھر میں لڑائی نہ ہوتی۔۔۔۔چنانچہ وہ سو گیا' جب وہ صبح کو بیدار ہوا تو اس کی آنکھیں روشن تھیں۔۔۔۔

محترم سامعین! کتنے افسوس کا مقام ہے کہ آج ہم سے کئی دوست بزرگ تندرست وتوانا اور بینا ہونے کے باوجود مسجد کی حاضری سے محروم رہتے ہیں اور نماز

باجماعت ادانہیں کرتے۔ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ اٹھا کر دیکھیں کہ آپ جب بیماری کی شدت کی وجہ سے نڈھال ہو گئے، کمزوری اور ضعف کا عالم تھا، غشی پر غشی طاری ہو رہی تھی۔ مگر جس وقت ذرا افاقہ محسوس فرمایا تو یہی فرماتے تھے کہ کیا جماعت ہو گئی؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ نہیں ابھی جماعت نہیں ہوئی۔ یہ سنکر جماعت کی نماز کے لیے اٹھنا چاہتے تھے کہ پھر بے ہوشی طاری ہو گئی یوں ہی چار مرتبہ ہوا۔ تب آپ نے جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کرائی کہ آپ امامت کریں۔

(بخاری شریف)

حضور نبی کریم ﷺ نے جماعت کی پابندی کا حکم صرف زبانی ہی نہیں دیا بلکہ اس کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔۔۔۔ اور اس کی تاکید فرمائی۔

حضرت ابن ام کلثوم رضی اللہ عنہ نے دربار رسالت میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں ایک نابینا آدمی ہوں۔۔۔۔ میرا گھر مسجد سے دور ہے۔ مجھے مسجد میں پہنچانے والا بھی کوئی نہیں۔۔۔۔ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ نماز گھر پر ہی ادا کیا کروں۔۔۔۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا! کیا تم اذان سنتے ہو؟ عرض کیا۔۔۔۔ سنتا ہوں۔۔۔۔ فرمایا پھر تمہیں اجازت کیسے دی جاسکتی ہے کہ تم نماز گھر پر پڑھو۔۔۔۔ اگر اذان کی آواز تمہارے کانوں میں پڑتی ہے تو تم نماز مسجد میں ہی ادا کیا کرو۔

سامعین محترم! یہ تھی اہمیت نماز باجماعت کی۔۔۔۔ آج اگر ہمیں ذرا سی تکلیف ہو جائے تو ہم دنیاوی کاروبار کرنے کے لیے دوسرے شہروں تک کا سفر کر لیتے ہیں مگر مسجد میں نہیں جاتے۔۔۔۔ ذرا سر میں درد ہو گیا۔۔۔۔ معمولی بخار آ گیا تو نماز چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔۔ صحابہ کرام نمازوں کو باجماعت ادا کیا کرتے تھے اور لوگوں

کو نماز با جماعت ادا کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے ۔۔۔۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کر کے دیکھیں کہ ان کی شہادت محراب مسجد میں واقع ہوئی۔

سامعین محترم ! اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب اور اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے با جماعت نماز ادا کرنا بہت ضروری ہے ۔۔۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی بندے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمتوں کی برسات شروع ہو جاتی ہے ۔۔۔۔ اس لیے حکم ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے۔ **اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ**۔ اور مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا مانگی جائے۔ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ**۔ نمازی مسجد میں داخل ہوتے وقت بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا حق دار قرار پاتا ہے اور فریضہ نماز ادا کرنے کے بعد جب یہاں سے جاتا ہے تو اس وقت بھی اللہ رب العالمین کی رحمت، اس کا فضل اس کے شامل حال ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہر مسلمان کو مسجد کی حاضری اور نماز با جماعت ادا کرنے کی سعادت نصیب ہو۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

برکات جمعة المبارک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

قابل صد احترام بزرگو دوستو عزیز و ساتھیو! جمعۃ المبارک کے اس مقدس اجتماع میں آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید کے اٹھائیسویں پارہ کی دو آیات بینات کو تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ	"اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو
لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا	جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو
اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ	اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے
خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ فَاِذَا	بہتر ہے۔ اگر تم جانو پھر جب نماز ہو چکے
قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَ	تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش
رْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْ	کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ
کُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ	تم فلاح پاؤ۔"

(پ ۲۸ ع ۱۲)

ان دو آیات و بینات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے خطاب فرمایا ہے کہ اے میرے محبوب مکرم کا کلمہ پڑھنے والو ۔۔۔۔ جب جمعہ کے دن اللہ کے گھر سے اذان کی صدا بلند ہو ۔۔۔۔ مسجد میں سے نماز جمعہ کے دن اللہ کے گھر سے اذان کی صدا بلند ہو ۔۔۔۔ مسجد میں جمعہ کی ادائیگی کا بلاوا تمہیں پہنچے ۔۔۔۔ تمہیں دعوت نماز دے دی جائے ۔۔۔۔ تو فوراً اپنے کاروبار کو بند کردو ۔۔۔۔ تمام مشاغل کو ترک کردو ۔۔۔۔ اپنی ذاتی و دنیاوی مصروفیات کو چھوڑ دو ۔۔۔۔ اور اپنے خالق و مالک اللہ رب العالمین کے حضور حاضر ہو جاؤ ۔۔۔۔ اس میں تمہاری دنیاوی و آخرت کی بھلائی ہے ۔۔۔۔ اپنے مالک و مولیٰ کی فرمانبرداری' تابعداری' میں تمہارا ہی فائدہ ہے ۔۔۔۔ اور جب نماز جمعہ کو ادا کرلو تو زمین پر پھیل جاؤ ۔۔۔۔ اس کا فضل تلاش کرو ۔۔۔۔ یعنی اذان جمعہ سے لیکر ادائیگی نماز تک کاروبار کرنے کی ممانعت تھی ۔ جب نماز سے فارغ ہو جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے اجازت ہوگئی ۔ کہ اب چاہے تو کاروبار کرو اور نیک روزی حاصل کرنے کے لیے کوشش کرو ۔۔۔۔ اور فرمایا ہمہ وقت اپنے پروردگار کی یاد کو' اس کے ذکر کو اپنا ورد زبان بنالو ۔۔۔۔ یہ امید کرتے ہوئے کہ تم فلاح پاؤ' اس لیے کہ اللہ کے ذکر سے دل کو سکون ملتا ہے ۔ اسلئے کہ اللہ کے ذکر سے دل کو سکون ہوتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے ۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ''آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر سے دل کو سکون ملتا ہے'' (پ۱۳ ع۱۰)

مومن کو جمعہ کے مقدس روز ذکر الٰہی کرنے کی خصوصی ترغیب دی گئی ہے ۔

سامعین محترم! اسلام ایک عظیم مذہب ہے جس نے اپنے ماننے والوں کی باہمی محبت و الفت و پیار' اتحاد و یگانگت کا درس دیا۔۔۔کلمہ پڑھنے والے عاقل و بالغ مرد کے لیے ضروری ہے۔۔۔۔ کہ وہ پنجگانہ باجماعت مسجد میں ادا کرے تاکہ اسے اپنے مسلمان بھائیوں کے حالات سے آگاہی رہے اور وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہو سکیں اور پھر ہفتہ میں ایک دن بڑے اجتماع کے لیے مقرر کیا گیا۔۔۔۔جس میں مسلمان ایک جگہ اجتماعی طور پر جمع ہوں۔۔۔۔مل کر اللہ کے حضور حاضر ہوں۔۔۔۔ایک امام کے پیچھے کھڑے ہو کر اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق کا عملی مظاہرہ کریں جس سے اسلام اور اہل اسلام کی شان و شوکت کا اظہار ہو سکے۔۔۔۔مسلمان اپنے راہنما' عالم دین سے اپنے دینی و دنیاوی امور کی ادائیگی کی راہنمائی حاصل کر سکیں۔ جمعہ کی نماز تنہا نہیں پڑھی جا سکتی۔۔۔۔یہ بالغ و عاقل مسلمان مرد پر فرض عین قرار پائی ہے۔۔۔۔اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

سامعین محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ کو سارے انبیاء و مرسلین کا تاجدار بنایا ہے۔۔۔۔آپ کے مسکن شہر مکہ معظمہ کو تمام شہروں میں فضیلت بخشی۔۔۔۔رمضان المبارک نے تمام مہینوں میں عظمت پائی۔ لیلتہ القدر کی رات تمام راتوں میں افضل قرار پائی ہے۔۔۔۔قرآن کو تمام کتب آسمانی میں فضیلت و بزرگی حاصل ہے۔۔۔۔حضور نبی کریم ﷺ کی امت کو سید الانام بنایا گیا۔۔۔۔اور جمعتہ المبارک کو سید الایام بنایا گیا۔۔۔۔

سید الایام

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام دنوں میں افضل جمعۃ المبارک ہے"

(ابوداؤد ص ۱۵۰)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَ فِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

"بہتر دن جس پر سورج طلوع کرتا ہے جمعہ کا دن ہے اس میں آدمؑ پیدا ہوئے اسی دن جنت میں داخل کیے گئے۔ اسی میں جنت سے بھیجے گئے' اسی میں ہی قیامت قائم ہوگی"۔

(مسلم و مشکوٰۃ ص ۱۱۹)

سامعین محترم! جمعۃ المبارک کا وہ مقدس دن ہے جسے تمام ایام میں فضیلت بخشی گئی ۔۔۔ اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا ۔۔۔ اسی دن آدمؑ کو تاج خلافت پہنایا گیا ۔۔۔ اور انہیں تمام ملائکہ کرام سے سجدہ کرایا گیا ۔۔۔ اسی دن آدمؑ کے لیے جنت کا دروازہ کھولا گیا اور اسے ان کا مسکن قرار دیا گیا ۔۔۔ اسی دن وہ جنت سے باہر اس دنیا میں تشریف لائے۔

اسی دن وہ دار آخرت کی طرف راونہ ہوئے اور یہی وہ عظیم دن ہے جس میں قیامت قائم کی جائے گی ۔۔۔ مخلوق خدا کے عظیم اجتماع کے دن کے حساب و کتاب کا دن ۔۔۔ بروں کو ان کی برائی کی سزا ملنے کا دن ۔۔۔ نیکوں کو ان کی حسنات کے بدلے اعزاز و اکرام عطا کیے جانے کا دن ہے۔

ساعت قبولیت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ذَکَرَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَقَالَ فِیْہِ سَاعَۃٌ لَا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَھُوَ یُصَلِّیْ یَسْأَلُ اللّٰہَ فِیْھَا خَیْرًا

''تحقیق رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے جو بندہ مسلمان اس وقت نماز پڑھتا ہوا اللہ سے جو کچھ مانگے تو اللہ اس کو عطا فرما دیتا ہے''۔ (مشکوۃ ص ۱۱۹)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن ایک ایسی قبولیت والی ساعت آتی ہے اس میں بندہ مومن' اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں خیر اور نیکی کی کوئی چیز طلب کرے تو اللہ اس کو فوراً عطا فرما دیتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ ساعت قبولیت کس وقت آتی ہے تو اس کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق وہ جب امام منبر پر بیٹھتا ہے اس وقت سے لے کر نماز کے مکمل ہونے تک کے درمیان کے وقت میں کوئی گھڑی ہوتی ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو نیک دعا مانگتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ شرف قبولیت سے نوازتے ہیں۔

دوسری روایت کے مطابق وہ جمعہ کے دن عصر سے لیکر مغرب کے درمیان کوئی ساعت ہے بہر حال خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں یہ ساعت مل جاتی ہے۔

اعجاز جمعہ

ابو یعلی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جمعہ کے دن رات میں ہر گھنٹے میں اللہ تعالیٰ چھ لاکھ دوزخی جن ہر جہنم واجب ہو چکی ہوتی ہے دوزخ سے آزاد فرما دیتا ہے۔

(نزہتہ المجالس ص ۱۰۷ ج ۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں مرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے فتنۂ قبر سے بچا لیتا ہے۔

(مشکوۃ ص ۱۲۱)

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص روز جمعہ کو غسل کرے اور جس قدر ہو سکے پاکیزگی حاصل کرے اور جو تیل اور خوشبو اس کے گھر میں ہو وہ استعمال کرے پھر وہ گھر سے نماز کے لیے نکلے اور مسجد میں پہنچ کر یہ احتیاط کرے جو دو آدمی پہلے سے بیٹھے ہیں ان کے درمیان بیٹھے پھر نماز (یعنی سنن نوافل کی اس کے لیے مقدر ہوں) پڑھے۔ پھر امام خطبہ دے تو توجہ اور غور سے خاموشی کے ساتھ سنے۔

غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى "تو اس کے جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے درمیان ہونے والے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں"

(بخاری مشکوۃ ص ۱۲۳)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور ستھرے کپڑے جو اسے میسر تھے پہنے اور جو خوشبو اس کے پاس تھی لگائی، پھر وہ نماز جمعہ کے لیے حاضر ہوا اور یہ احتیاط کی اور مسجد میں موجود نمازیوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا نہ گیا (پھر سنن نوافل کی) جتنی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی وہ پڑھیں پھر جب امام خطبہ

دینے کے لیے آیا۔۔۔۔تو اس کو خاموشی سے سنا نماز پڑھ کر فارغ ہو گیا۔

كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَةِ الَّتِي قَبْلَهَا "(تو اس کے یہ نماز) اس جمعہ سے پہلے جمعہ کے درمیان گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی"۔ (مشکوٰۃ ص۱۲۲)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو جمعہ کے روز غسل کرے گا اور اول وقت میں آئے اور پیدال آئے اور امام کے قریب بیٹھے۔۔۔ خطبہ سنے اور لغو کام نہ کرے۔

كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا "اس کے ہر قدم کے بدلے سال بھر کے عمل ایک سال کے روزے اور راتوں کے قیام کا اس کے لیے اجر ہے" (مشکوٰۃ ص۱۲۳)

جمعہ پڑھنے والے کو پورے ہفتے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جو اول وقت آئے تو اس کا ہر قدم جو مسجد کی جانب اٹھا سال بھر کی عبادت کا ثواب ہے ایک قدم پر سال بھر کے روزے، راتوں کا قیام کا ثواب اسے عطا کیا جاتا ہے غور کیجئے کہ جمعہ اپنے اندر کتنی نعمتیں سمیٹے ہوئے اور اس کے ادا کرنے سے مالک عظیم انعام واکرام سے نوازتا ہے۔۔۔۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ جمعہ کے روز اول وقت میں مسجد میں حاضر ہو جائیں۔

فرشتوں کی آمد

ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو شیاطین اپنے لشکروں کو لے کر بازاروں میں آجاتے ہیں۔ اور لوگوں کو ان کی

ضروریات اور کاروبار میں پھنسا کر جمعہ سے روکتے ہیں۔۔۔۔اور فرشتے صبح سویرے مسجد کے دروازے پر آبیٹھتے ہیں۔

فَيَكْتُبُوْنَ الرَّجُلَ مِنْ سَاعَةٍ وَالرَّجُلَ مِنْ سَاعَتَيْنِ

''اور لکھتے ہیں کہ پہلی ساعت میں کون آیا اور کون سا آدمی دوسری ساعت میں آیا''

(ابوداؤد ص ۱۵۱)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰئِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَ مثل الهجر كَمَثَلِ الَّذِىْ يُدْنَهٗ ثُمَّ كَالَّذِىْ يَهْدِىْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ وَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ

''جب جمعہ ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ پہلے آنے والے کو دیکھتے رہتے ہیں اور اول وقت والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اونٹ کی قربانی دی پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال ایسی جیسا اس نے گائے کی قربانی دی پھر اس کے بعد مینڈھے کی قربانی اس کے بعد مرغی اور اس کے بعد انڈا جب امام آتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر سمیٹ لیتے ہیں اور ذکر یعنی خطبہ سنتے ہیں''۔

(مسلم و بخاری ص ۱۲۷)

سامعین محترم! دنیاوی معاملات میں ہماری کوشش ہوتی ہے کہ وہ کام کیا جائے جس سے زیادہ منافع حاصل ہو۔۔۔۔ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے زیادہ آمدن ہو' مگر بڑے افسوس کی بات یہ کہ دین کے معاملہ میں ہماری سوچ ہماری

فکر بالکل اس سے مختلف ہے۔۔۔۔ہم اپنی آخرت کے متعلق یہ نہیں کوشش کرتے کہ کوئی ایسی نیکی کی جائے جس سے آخرت کی پونجی زیادہ سے زیادہ جمع ہو سکے۔آپ اگر کسی ایسے شخص سے کہیں جو صرف فجر کی ایک ہی نماز پڑھتا ہو۔ بھائی تم صرف ایک ہی نماز پڑھتے ہو۔۔۔۔نمازیں تو پانچ فرض ہیں۔۔۔۔تو وہ بڑی سادگی سے جواب دیتا ہے۔۔۔۔یہ بھی میرے لیے غنیمت ہے وگرنہ کئی لوگ ایسے ہیں جو ایک نماز بھی ادا نہیں کرتے۔۔۔۔اسی طرح آپ مشاہدہ کریں کہ جمعہ کے روز اکثر لوگ مسجد میں اس وقت آتے ہیں جب خطیب خطبہ پڑھ رہا ہوتا ہے۔۔۔۔اور جماعت تیار ہوتی ہے ان سے کہا جائے جناب! آپ بہت تاخیر سے جمعہ کے لیے آتے ہیں۔تو جواب میں کہتے ہیں۔حضرت وہ لوگ بھی تو ہیں جو سرے سے جمعہ ہی نہیں پڑھتے میں ان سے بہتر ہوں۔۔۔۔

سامعین محترم !اول وقت آنے والے کے لیے اتنا ثواب ہے جیسے اس نے اونٹ کی قربانی کی اس کے بعد میں آنے والے کو گائے کی قربانی کا ثواب عطا کیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد آنے والے کو دنبے کی قربانی کا ثواب پھر مرغی کا ثواب عطا کیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد آنے والے کو انڈے کو راہ خدا میں پیش کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے۔۔۔۔ہم میں سے اکثر لوگ ہیں جو انڈے کے ثواب عطا ہونے کا وقت ہے اس سے بھی بعد میں آتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔۔۔۔

سامعین محترم ! روز جمعہ اول وقت مسجد میں آنے والا بارگاہ خداوندی سے رفعتیں عظمتیں حاصل کر لیتا ہے۔۔۔۔اللہ رب العزت جل وعلا کا فرمان ہے کہ

جب جمعہ کی اذان ہو تو۔۔۔۔ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۔۔۔۔ خرید و فروخت بند کر دو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے' اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔۔۔۔ مگر کچھ ناعاقبت اندیش لوگ فرمان خداوندی کی پرواہ نہیں کرتے اور اذان جمعہ ہو جانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف نہیں چلتے۔۔۔۔ بلکہ اپنے دنیاوی مشاغل میں مشغول رہتے ہیں اور اپنے ذاتی کام کاج اسی روز کرتے ہیں کہ جمعہ چھٹی کا دن ہے ۔۔۔۔ اکثر لوگ اپنی شادی کی تقریبات کے لیے جمعہ کا دن ہی مقرر کرتے ہیں۔

یہ درست ہے کہ جمعۃ المبارک کا روز ایک متبرک دن ہے۔ اس میں نکاح مسنونہ بہت سی برکات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔۔۔۔ مگر یہ تو درست نہیں کہ ادھر جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہے ادھر برات جا رہی ہے۔۔۔۔ ڈھول بج رہا ہے بینڈ باجے بجائے جا رہے ہیں۔۔۔۔ بھنگڑا ڈالا جا رہا ہے۔۔۔۔ نہ مسجد کا احترام نہ جمعہ کا اکرام بلکہ عموماً جمعہ کے روز شادی کی تقریب رچانے والے اور اس میں شامل ہونے والے نماز جمعہ کی ادائیگی سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔۔۔۔ اسی طرح کچھ لوگ جمعہ کے روز جمعہ بازار لگاتے ہیں۔۔۔۔ جہاں وہ خود بھی جمعہ نہیں پڑھتے وہاں ان سے سودا سلف کی خریداری کرنے والوں کی اکثریت جمعۃ المبارک کی برکات سے محروم رہ جاتی ہے۔ کچھ ایسے لوگ اپنے گلی کوچوں کے چوک میں مل بیٹھتے ہیں اور تاش کی بازی لگاتے ہیں۔ شطرنج کھیلتے ہیں اور ہمارا نوجوان طبقہ بھی ہاکی' فٹ بال اور کرکٹ کھیلنے کے لیے جمعہ کا دن ہی مقرر کرتا ہے۔

مہر لگ جاتی ہے

سامعین محترم! زندگی بہت مختصر ہے۔۔۔۔ اسے یاد خدا' اطاعت مصطفیٰ

ﷺ میں بسر کرنا چاہیے۔۔۔۔ جمعہ تو سلام کا ایک اہم فریضہ ہے' اس کا خصوصی طور پر اہتمام کرنا چاہیے۔۔۔۔ وگرنہ یاد رکھو۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو'

يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ

"اپنے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرما رہے تھے کہ تحقیق لوگ جمعہ چھوڑنے سے رک جائیں یا اللہ ان کے دلوں پر مہر کر دے اور وہ غافلین میں سے ہو جائیں گے"۔

(مسلم، مشکوۃ ص ۱۲۱)

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ نماز جمعہ کی ادائیگی نہیں کرتے وہ اس برائی سے باز آجائیں وگرنہ ان کے دلوں پر غفلت کی مہر لگ جائے گی اور وہ ہدایت و نصیحت ان پر کوئی اثر نہ کرے گی اور وہ غافلین میں ہو جائیں گے۔۔۔۔

اور ایک راویت اور ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ تَرَكَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ

"جو شخص سستی کی وجہ سے تین جمعے کی نمازیں چھوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا"۔ (ترمذی مشکوۃ ۱۲۱)

وعید

سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقُ عَلٰی رِجَالٍ یَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُیُوْتَهُمْ

''تحقیق نبی پاک ﷺ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو جمعہ میں شامل نہیں ہوتے تحقیق میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایک شخص کو حکم دوں جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں جمعہ میں شمولیت نہ کرنے والوں کے مکانات جلا ڈالوں''۔

(مسلم، مشکوۃ ص ۱۲۱)

سیدنا ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِیْ كِتَابٍ لَا یُمْحٰی وَلَا یُبَدَّلُ

''جس نے بغیر کسی عذر کے جمعہ ترک کیا وہ منافق لکھا گیا ایسی کتاب میں جو نہ مٹائی گی اور نہ تبدیل ہوگی''۔

(مشکوۃ ص ۱۲۱)

سامعین محترم! جمعہ کو بلا عذر ترک کرنے والے کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے اس لیے ہمیں جمعہ کی ادائیگی میں غفلت سے کام نہیں لینا چاہیے۔ بلکہ اول وقت میں تیار ہو کر خانہ خدا میں حاضر ہو کر یاد خدا اور ذکر مصطفےٰ ﷺ میں مصروف ہونا چاہیے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مقدس ہے۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِیْنَ مَرَّةً غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ ثَمَانِیْنَ سَنَةً

''جس نے جمعہ کے روز مجھ پر اسی مرتبہ درود پڑھا اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں''

(جذب القلوب ص ۲۵۷)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةً جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَعَهٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِّمَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَيْنَ الْخَلَائِقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ

(دلائل الخیرات ص۱۲)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے روز مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے گا جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے ساتھ ایک نور ہوگا اگر وہ نور ساری مخلوق میں تقسیم کیا جائے تو سب کے لئے کافی ہو"

مَنْ صَلَّ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قَضَى اللّٰهُ لَهٗ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِيْنَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا ثُمَّ يُوَكِّلُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُهٗ فِيْ قَبْرِيْ كَمَا تُدْخَلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا يُخْبِرُنِيْ بِمَنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهٖ وَنَسَبِهٖ اِلٰى عَشِيْرَتِهٖ فَاُثْبِتُهٗ عِنْدِيْ فِيْ صَحِيْفَةٍ بَيْضَاءَ

(...تارین ص۶۰)

"جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر درود شریف پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکی سو حاجات پوری فرمائے گا ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس حاجات دنیا کی پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اس درود شریف کو لیکر میری قبر میں حاضر ہوتا ہے جس طرح تمہارے پاس تحفے آتے ہیں وہ فرشتہ مجھے اس کی خبر دیتا ہے اس کے نام اور نسب اور قبیلے کی جس نے مجھ پر درود بھیجا ہو، تو میں اس درود کو سفید صحیفہ میں محفوظ کر لیتا ہوں۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَکْثِرُوْا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ یَشْھَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ

(ابن ماجہ، مشکوۃ ص ۱۲۱)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کیا کرو۔ تحقیق وہ مشہود ہے جس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں جو بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو۔ صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا موت کے بعد بھی فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ تو اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے زرق دیا جاتا ہے۔

سامعین محترم! یوں تو درود شریف جب بھی پڑھا جائے اس کے پڑھنے والے کو بارگاہِ خداوندی اور دربار مصطفوی سے نوازا جاتا ہے' اسے دین و دنیا کی بھلائیاں عطا کی جاتی ہیں۔ مگر بالخصوص جمعۃ المبارک کے دن درود شریف پڑھنے والے پر خصوصی عنایات کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔۔۔۔ نبی کریم ﷺ نے اس لیے یوم جمعہ کو درود شریف کثرت سے پڑھنے کا حکم فرمایا۔۔۔۔ تا کہ آپ کے امتی بارگاہ خداوندی سے زیادہ سے زیادہ برکات حسنات حاصل کر سکیں۔۔۔۔ آپ نے فرمایا روز جمعہ یوم مشہود ہے یعنی اسی روز فرشتے آسمان سے خصوصی طور پر زمین پر آتے ہیں ۔۔۔ اور جو خوش بخت اپنے نبی ﷺ پر درود پڑھ رہے ہوتے ہیں ان کے درود کا

تحفہ دربار مصطفوی میں پہنچاتے ہیں۔۔۔۔

حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ نے جب اپنے صحابہ سے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر درود شریف کی کثرت کیا کرو۔۔۔۔ تو سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ جو کہ اس حدیث شریف کے راوی ہیں۔۔۔۔ انہوں نے عرض کیا؟۔ یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کی وفات کے بعد بھی آپ پر جمعہ کے روز ہمارا درود پڑھنا پیش ہوگا۔۔۔۔ تو سید دوعالم ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔ اے میرے صحابی! اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو زمین کے لیئے کھانا حرام کر دیا ہے۔ ان کے اجسام اطہار کو مٹی نہیں کھاتی ۔۔۔۔ **فنبی اللہ حی یرزق** ۔۔۔۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے بارگاہ خداوندی سے رزق عطا ہوتا ہے۔۔۔۔ تو جب ہر نبی اپنی قبر میں زندہ ہے ۔۔۔۔ تو سید الانبیاء ﷺ بدرجہ اتم زندہ وجاوید ہیں ۔۔۔۔ اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی عرض کرتے ہیں۔۔۔۔ یارسو اللہ ﷺ۔۔۔۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابی کے سوال پر مسئلہ واضح فرما دیا جس طرح تمہارا درود پڑھنا میری حیات میں پیش کیا جاتا ہے۔۔۔۔ اسی طرح قیامت تک قبر میں بھی درود شریف پیش کیا جاتا رہے گا۔

سامعین محترم! جمعتہ المبارک کی عظمت پوچھنا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھو، جنہیں اس مقدس یوم میں حضور سید المرسلین ﷺ کے ارشادات سننے اور آپ کے جمال جہاں آرا سے مستفیض ہونے کی سعادت حاصل ہوتی تھی، آپ کے

خطاب دلپذیر سے مسجد نبوی کے در و دیوار وجد میں آجایا کرتے تھے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے طریقہ کو اپناتے ہوئے جمعہ کے روز اذان سنتے ہی مسجدوں میں حاضر ہونے کی کوشش کریں ـــــ خطبہ جمعہ کے ساتھ ساتھ غلامان رسول ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کریں۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اٹھ جاگ فریدا ستیا توں وی میلہ ویکھن جا
مت کوئی بخشیا مل جاوی تے توں وی بخشیا جا

جمعہ اہل ایمان کے اجتماع کا دن ہے ـــــ جمعہ مومن کے لیے عید ہے ـــــ جمعہ نفاست وطہارت حاصل کرنے کا دن ہے ـــــ جمعہ گناہوں سے معافی حاصل کرنے کا دن ہے۔ جمعہ گناہوں سے معافی حاصل کرنے کا دن ہے ـــــ جمعہ گناہ گاروں کی بخشش کا دن ہے۔ جمعہ عزت وعظمت حاصل کرنے کا دن ہے۔ جمعہ روز محشر کی یاد دہانی کا دن ہے۔ جمعہ اپنے خالق و مالک اور نبی مکرم ﷺ کے ارشادات سننے کا دن ہے ـــــ مسجد میں' مقبولیت کی ساعت جلوہ گر ہوتی ہے ـــــ آؤ مل کر اپنے مولیٰ کے حضور اس کے در پر بیٹھیں اس کا فضل طلب کریں ـــــ اس کی رحمت کی بھیک مانگیں۔

یا الٰہی فضل فرما مصطفٰے کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجو خدا کے واسطے

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں بوسیلہ سرور کونین ﷺ روز جمعہ کی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

عظمت اولیاء کرام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ صَدَقَ اللّٰہُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

یعنی دید پیر دید کبریا
گفتہ او گفتہ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
اولیاء را ہست قدرت ازالہ

تیر جستہ باز گردانند زراہ

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

قابل صد احترام بزرگو، دوستو اور عزیز ساتھیو! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید بائیسویں پارہ کے سولہویں رکوع کی ایک آیت مقدسہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ "اس کے بندوں میں اللہ تعالیٰ سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں" (پ۲۲ رکوع ۱۶)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے علماء کرام کی عظمت بیان فرمائی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق میں سے اس سے ڈرنے والے وہی لوگ ہیں جو اہل علم ہیں۔ یہ وہ مقدس جماعت ہے جن کے دلوں میں خوف الٰہی جلوہ گر ہے۔ یہی وہ معزز لوگ جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فضیلت و بزرگی، عظمت و برتری سے نوازا ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے گا۔'' (پ۲۸ع۲)

احادیث مبارکہ میں کئی مقامات پر علماء کرام کی عظمت وشان بیان کی گئی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:۔

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ

''علماء انبیاء کے (علم کے) وارث ہیں''

عالم کون ہے؟

سامعین محترم! قرآن حکیم اور حدیث مبارکہ میں علماء کرام کی بڑی عظمت بیان فرمائی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ عالم کون ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے عالم دین وہ ہے جسے فارسی، عربی زبان پر عبور حاصل ہو۔ اگر فارسی زبان جاننے والا عالم دین ہے تو ایران کا بچہ بچہ فارسی بولتا ہے سمجھتا ہے۔ تو اس اصول سے وہ سب عالم ہو گئے۔۔۔ اگر صرف عربی جاننے والا تو۔۔۔ عرب ممالک میں رہنے والے تمام لوگ عربی بولتے ہیں، سمجھتے ہیں۔۔۔ تو وہ سب عالم ہو گئے جسے اپنے خالق ومالک کی معرفت حاصل

ہو جائے۔۔۔اور دین کا علم ایک معاون کی حیثیت رکھتا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے مالک الملک کی پہچان ہوتی ہے۔۔۔ بندے کو اچھے اور برے راستوں کی تمیز ہو جاتی ہے۔۔۔عقائد و اعمال درست ہو جاتے ہیں۔۔۔تو اگر اسے کتنا ہی علوم دینیہ پر عبور حاصل ہو جائے مگر مالک اللہ رب العزت کی معرفت حاصل نہیں تو وہ ہرگز عالم نہیں ہے۔۔۔سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں عالم ہوئے بھارے ہو
اک حرف عشق پڑھن نہ جانن بھلے پھرن بچارے ہو
اک نگاہ جے عاشق ویکھے لکھ ہزار تارے ہو
عشق عقل وچ منزل بھاری سئیاں کوہاں پاڑے ہو
جہاں عشق خرید نہ کیتا باھو اوہ دوہیں جہانیں مارے ہو

ظاہری علوم کی ہزاروں کتب و رسائل پڑھ لینا‘ ان علوم پر حاوی ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔۔۔ اصل علم تو یہ ہے کہ بندے کو ذات باری تعالیٰ کا علم حاصل ہو اگر تمام علم حاصل ہو گئے اور معرفت خداوندی حاصل نہ ہوئی تو عمر ضائع ہو گئی عالم تو وہ ہے جسے معرفت حاصل ہو گئی۔۔۔اور بندے کو اپنے خالق و مالک کی جتنی زیادہ معرفت حاصل ہو گی‘ اتنا ہی زیادہ اس کے دل میں خوف خداوندی بڑھتا جائے گا۔ خوف خداوندی کی بدولت اطاعت گذاری کا جذبہ پیدا ہو گا۔ اور اطاعت سے محبت ملے گی اور محبت سے اللہ رب العالمین جل وعلاء کی قربت نصیب ہو گی۔ اور پھر بندہ اولیاء اللہ کے زمرے میں آ جائے گا۔ اور اسے بارگاہ خداوندی سے یہ شان نصیب ہو گی۔

عظمت اولیاء

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العالمین جل وعلا کا ارشاد ہوتا ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ''خبردار جو اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں ان پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔''

(پ۱۱ع۱۶)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اولیاء کرام کی شان بیان فرمائی اور ان کی عظمت بیان کرنے سے پہلے لفظ ''اَلَا'' استعمال فرمایا جو کہ حرف تنبیہ ہے جس کے معنی ہیں خبردار:۔

سامعین محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کا حکم فرمایا تو ارشاد ہوتا ہے:۔

وَاَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُو االزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْ مَعَ الرّٰاکِعِیْنَ ''اور قائم کرو نماز کو اور ادا کرو زکوۃ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو''

(پ۱ع۵)

روزے کی فرضیت کا حکم فرمایا تو ارشاد ہوا۔

فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ''تم میں سے جو رمضان کا مہینہ پائے اسے چاہیے کہ وہ اس کے روزے رکھے''

حج کی فرضیت کا تذکرہ قرآن حکیم میں اس طرح درج ہے۔

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ''اور اللہ کے لیے اس کے گھر کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جو اس تک چل سکتے ہیں''

(پ۴ع۱)

سامعین محترم! ان آیات پر غور کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نماز روزہ حج اور زکوۃ کا تذکرہ کیا مگر کہیں لفظ "لَا" استعمال نہیں ہوا، یہ نہیں فرمایا۔۔۔ **اَلَا اَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ۔۔۔ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔**

مگر جب باری آئی اللہ والوں کی تو فرمایا:۔ **اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ** یہاں لفظ "الا" استعمال کیا گیا۔۔۔ اس لیے کہ اس علام الغیوب ذات کو علم تھا۔۔۔ کہ میری مخلوق میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہونگے۔۔

جو نماز کی فرضیت وفضیلت کا اقرار کریں گے مگر نمازی کی عظمت کو تسلیم نہیں کریں گے۔۔۔ زکوۃ کی برکات مانیں گے مگر سخی کے درجات کو تسلیم نہیں کریں گے، حج کی عظمتوں کو تو دیکھیں گے مگر حاجی کی رفعتوں کا انکار کریں گے۔۔۔ اور روزہ کے فیوض وبرکات کے قائل تو ہوں گے، مگر روزہ دار کی قدر ومنزلت کو تسلیم نہیں کریں گے۔۔۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنا خالق و مالک تو تسلیم کریں گے، مگر اللہ والوں کا انکار کر دیں گے۔ اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ولیوں کا ذکر کرنے سے پہلے فرمایا خبردار دیکھنا کہیں انکار نہ کر بیٹھنا۔ میرے جو اولیاء ہیں وہ شان والے ہیں۔۔۔ رفعت والے ہیں۔۔۔ عظمت والے ہیں۔ **اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ** خبردار جو اللہ کے ولی ہیں ان پر کچھ خوف ہے نہ غم۔۔۔ خوف اور حزن یہ وہ کیفیتیں سمجھانے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ اس میں فرق کیا ہے۔۔۔ اگر کسی کے پاس مال و دولت ہو، سیم و زر ہو تو اس کو امیر کو ہر وقت خوف رہتا ہے کہ کہیں میرے مال کو چور نہ لے جائے۔ آپ نے دیکھا ہوگا مالدار

لوگ ہمہ وقت اپنے مال کی حفاظت کی فکر میں لگے رہتے ہیں ۔۔۔۔سونا چاندی اور نقدی کو سیف الماریوں میں' صندوقوں میں رکھ کر تالہ لگاتے ہیں پھر جب رات کو سونے کا وقت ہوتا ہے تو کمرے بند کرنے کے بعد گلی کے دروازے کو بھی اندر سے تالہ لگاتے ہیں پھر تالے کی چابی کو بھی چھپانے کی کوشش کرتے ہیں کہ چابی کو بھی ایسی جگہ رکھا جائے جہاں خدانہ کرے اگر چور آجائے تو اس کو پتہ نہ چل سکے، اتنے حفاظتی انتظامات کرنے کے باوجود پھر بھی خوف رہتا ہے۔۔۔۔اس کا نقصان نہ ہو جائے۔۔۔۔اس کیفیت کو خوف کہتے ہیں۔۔۔۔اور خدانہ کرے اگر کسی کے مال کا نقصان' چوری ہو جائے تو مال تلف ہو جانے کے بعد انسان کے دل کو اس کا غم ہوتا ہے ۔۔۔۔اولیاء اللہ کی مقدس جماعت ہے جن کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم ۔۔۔۔یعنی انہوں نے اپنا سب کچھ اپنے مالک کے حوالے کر دیا ہوتا ہے اب وہ ہر چیز اپنے مالک کی تصور کرتے ہیں۔۔۔۔ بلکہ اپنی جان بھی اس کے سپرد کر دیتے ہیں۔۔۔۔اس لیے نہ کسی قسم کا نقصان ہونے کا خوف اور نہ ہی کسی قسم کے نقصان کا ان کو غم ہوتا ہے۔

رضا جوئی

قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کی اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا کہ وہ اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔

اِنَّ الصَّلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

"بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور مرنا اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے"۔ (پ۸ع۱۷)

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ ''میں اپنے کام اللہ تعالیٰ کو سونپتا ہوں

بَصِیْرٌ ' بِالْعِبَادِ بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھتا ہے''۔

(پ۲۴ ع۱۰)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ نَفْسَہُ ''اور کوئی اپنی جان بیچتا ہے اللہ تعالیٰ کی

ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ رضا چاہنے میں''۔

(پ۲ ع۹)

سامعین محترم! جن لوگوں کو اللہ رب العزت کا قرب حاصل ہے۔۔۔۔جو لوگ منصب ولایت پر فائز ہیں۔۔۔۔ان پر اپنے خالق و مالک کے خوف وخشیت کا اتنا غلبہ ہے۔۔۔۔اب ان پر کسی اور چیز کا غم فکر خوف لاحق نہیں ہوسکتا۔ وہ دنیا کے ہر قسم کے خوف حزن سے آزادی حاصل کر چکے ہیں۔۔۔۔انہوں نے اپنا مال' اپنی جان' اپنی اولاد سب کچھ اپنے مالک حقیقی کی سپرد داری میں دے دیا ہے۔

امانت خداوندی

سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا بچہ بیمار تھا۔۔۔۔انہیں کسی کام کی غرض سے گھر جانا پڑا ۔۔۔۔ابھی وہ گھر واپس نہیں آئے تھے کہ ان کی غیر موجودگی میں ان کا ننھا سا بچہ ماں کی گود میں دم توڑ گیا۔۔۔۔لیکن صبر و رضا کی پیکر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیعہ رضی اللہ عنہا نے نہ کوئی آہ و بقا کی اور نہ ہی کسی قسم کا واویلہ کیا۔۔۔۔اور بچے پر کپڑا ڈال دیا ۔۔۔۔رات کو جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو بچے کی خیریت دریافت کی تو صابرہ و شاکرہ بیوی نے بڑے حوصلہ سے عرض کیا۔۔۔۔کہ آج ہمارے بچے کی حالت پچھلی

تمام راتوں سے بہتر ہے۔۔۔۔اب وہ سکون میں ہے۔۔۔۔پھر کھانا پیش کیا کہ جوانہوں نے تناول فرمالیا۔۔۔۔پھر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے عرض کیا۔۔۔۔اے میرے سرتاج ہمارے پڑوس والی عورت نے مجھ سے ایک چیز بطور عاریت لی تھی آج میں نے اس سے اپنی چیز کا مطالبہ کیا تو اس نے رونا شروع کر دیا۔۔۔۔حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا کہ وہ بری احمق ہے۔۔۔۔اسے ادھار لی ہوئی چیز کی واپسی خوشدلی سے واپس کرنا چاہیے تھی۔۔۔۔یہ بات کرنے کے بعد بیوی نے عرض کیا۔۔۔۔اے میرے سرتاج تیرا چھوٹا بیٹا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں بطور امانت دیا تھا وہ آج اس نے واپس لے لیا ہے۔۔۔۔تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر کہا "**اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ**"۔

صبح ہوئی تو یہ سارا واقعہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کر دیا۔۔۔۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔۔۔۔گذشتہ رات تمہیں مبارک ہو کہ میں نے تمہاری بیوی کو جنت میں دیکھا ہے۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۷ کیمیائے سعادت ص ۵۴۹)

سامعین محترم! جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقبول بندے ہیں۔ان پر دنیا کا کسی قسم کا خوف اور نہ ہی ان پر کوئی غم ہے۔۔۔۔مالک الملک کی محبت واطاعت اور خشیت نے انہیں ہر قسم کے خوف اور غم سے آزاد کر دیا اور وہ مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے۔۔۔۔یعنی اولیاء اللہ بن گئے۔۔۔۔ولی کے معنی۔۔۔۔وارث۔۔۔۔قریبی مدد گار کے ہیں۔

وارث

ولی کا ایک معنی ہے۔۔۔۔وارث۔۔۔۔تو اس معنی کے اعتبار سے ولیوں کی وہ مقدس جماعت ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا و آخرت کی نعمتوں کا وارث بنا دیا اور یہ عظمت حضور نبی کریم ﷺ کی غلامی محبت اطاعت اختیار کرنے سے عطا ہوتی ہے۔ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ترجمانی یوں فرمائی ہے بارگاہ خداوندی سے آواز آتی ہے۔اے بندے۔

کی محمد سے وفا تو نے ہو ہم تیرے ہیں !

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں !

عارف کھڑی شریف میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ترجمانی اس طرح کی ہے۔

قلم ربانی ہتھ ولیاں دے ولی لکھن جو من بھاوے

رب ایناں نوں طاقت بخشی ایہہ لکھے لیکھ مٹاوے

سامعین محترم! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو دنیا و آخرت کی نعمتوں کا وارث بنا دیا جب کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ

"تحقیق ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے"۔

(پ ۱۷ ع ۷)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ زمین اپنے نیک بندوں کی ملکیت میں دیدی ہے قرآن حکیم میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ ''اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اسکے لیے دو جنتیں ہیں'' (پ۲۷ع۱۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِىْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ''یہی وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے جو متقی ہے'' (پ۱۶ع۶)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہوتا ہے اور ایمان تازہ کیجئے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہے اور پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور خوش رہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا''۔ (پ۲۴ع۱۷)

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو مزید اپنے کرم کی برسات فرماتے ہوئے فرماتا ہے:۔

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِىْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ''ہم تمہارے دوست ہیں دنیا و آخرت کی زندگی میں اور تمہارے لئے اس (جنت) میں ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں ہے جو تم مانگو'' (پ۲۴ع۱۷)

سامعین محترم! ولی کا معنی وارث۔۔۔تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو زمین کا وارث بنادیا۔۔۔ جنت کا وارث بنادیا۔۔۔ بلکہ متقی لوگوں کے لیے دو جنتوں کے انعام کا اعلان کر دیا۔۔۔ جنت کی بشارت کے ساتھ انہیں سب سے بڑی یہ نوید سنائی کہ اللہ رب العالمین خالق ارض وسموات فرما رہا ہے **نَحْنُ اَوْلِيَاءُ كُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ** کہ ہم تمہارے دنیا و آخرت میں دوست اور مددگار ہیں۔۔۔اور جنت میں تمہارا مقام اور اس میں تم جو بھی اپنے پروردگار سے طلب کرو گے۔۔۔تمہارے مانگنے میں دیر ہو سکتی ہے۔مگر مالک کے عطا کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔تمہیں تمہاری طلب کے سوا عطا کیا جائے گا۔

عطائے جنت

بروز محشر عرش الٰہی سے یہ آواز آئے گی کہ میرے محبوب کریم ﷺ کے غلام کہاں ہیں؟ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے چاروں خلفاء، صدیق وعمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو جائیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے حکم ہوگا۔

يَا اَبَا بَكْرٍ قِفْ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَادْخُلْ مَنْ شِئْتَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَامْنَعْ مَنْ شِئْتَ

"اے ابو بکر رضی اللہ عنہ، تم جنت کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور اللہ کی رحمت سے جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو نہ داخل ہونے دو"

اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حکم ہوگا۔

يَا عُمَرُ قِفْ عَلَى الْمِيْزَانِ فَثَقِّلْ مَنْ شِئْتَ وَخَفِّفْ مَنْ شِئْتَ

"اے عمر تم میزان پر کھڑے ہو جاؤ جس کے اعمال کو چاہو وزنی کر دو اور جس کے اعمال کو چاہو ہلکا کر دو"

پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم ہوگا۔

یَا عُثْمَانُ قِفْ عَلَی الصِّرَاطِ ''اے عثمان تم پل صراط پر کھڑے ہو جاؤ اور جسے چاہو پار لگا دو''

پھر علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو حکم ہوگا۔

یَا عَلِیُّ قِفْ عَلَی الْحَوْضِ فَاسْقِ مَنْ شِئْتَ وَاصْرِفْ مَنْ شِئْتَ ''اے علی تم حوض پر کھڑے ہو جاؤ اور جسے چاہو پلاؤ اور جسے چاہو نہ پلاؤ''

(نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۱۵)

مدد گار

ولی کے معنی ہیں مدد گار یعنی مخلوق خدا کی امداد کرنے والے۔ دستگیری فرمانے والے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی ''اور ایک دوسرے کی نیکی اور تقویٰ پر امداد کرو'' (پ ۶ ع ۵)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ''جس کا میں مدد گار ہوں اس کے علی مدد گار ہیں''۔

مولا علی علی ہے مولا علی علی
شیر خدا علی ہے مشکل کشا علی

مشکل کشاء

ایک روز مولا مشکل کشاء تشریف لا رہے تھے کہ اونٹوں کی ٹاپ کی آواز نے

ایک نابینا سائل کو سرِ راہ کھڑا کر دیا۔۔۔اس نے لوگوں سے پوچھا کون آ رہا ہے؟
۔۔۔اسے بتایا گیا کہ شیر خدا رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ جب آپ اس سائل کے قریب پہنچے تو اس نے آپ کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرتے ہوئے عرض کی حضور میں بھوکا ہوں مجھے کھانا چاہیے۔۔۔سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ' مولا مشکل کشا نے سوالی کا سوال سنا تو اپنے غلام قنبر کو بلا کر فرمایا کہ سائل کو روٹی دی جائے ۔۔۔تو قنبر نے عرض کیا۔۔۔حضور روٹی تو توشہ دان میں ہے۔۔۔آپ نے فرمایا دیر مت کر۔۔۔اس سائل کو توشہ دان دے دیا جائے۔۔۔قنبر نے عرض کی حضور وہ توشہ دان تو کجاوے میں پڑا ہے فرمایا ایسا کرو اس کو کجاوا ہی دے دو۔۔۔عر ض کیا جناب والا وہ کجاوا تو اونٹ پر ہے۔۔۔فرمایا' سائل کو اونٹ کی مہار ہی پکڑا دو ۔۔۔عرض کی کیا حضور اونٹ تو قطار کے درمیان ہے۔۔۔تو فرمایا قطار ہی تھا دو۔

(مناقب آل نبی مختار ص ۳۷۱)

مولا علی علی ہے مولا علی علی
شیر خدا علی ہے مشکل کشا علی
ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ ولیاں دے آئی !
ولی نظر کرن جس ویلے مشکل رہوے نہ کائی !

مرید ہو گئی

حضرت پیر بہاؤ الدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادات مندوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔۔۔کابل کا شہر تھا۔۔۔ایک لڑکی کا گذر وہاں سے ہوا

۔۔۔۔لوگوں کے ہجوم کو دیکھ کر اس نے دریافت کیا کہ یہاں لوگ کیوں جمع ہیں ۔۔۔۔تو بتایا گیا کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ کے ولی جو کہ بخارا سے آئے ہیں تشریف فرماہیں۔۔۔۔اوران کے گردان کے عقیدت مند جمع ہیں۔۔۔۔اس لڑکی نے پوچھا ۔۔۔۔کہ ان اللہ والوں سے لوگوں کو کیا حاصل ہوتا ہے۔۔۔۔تو بتایا گیا کہ ان اللہ والوں سے تعلق رکھنے والوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت جلوہ گر ہوتی ہے۔۔۔۔پھر اگر مرید کسی وقت کسی مشکل میں مبتلاء ہو جائے تو نظر فرماتے ہیں اور مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

اس لڑکی نے جب اللہ والوں کے فیوض و برکات کے متعلق سنا تو دل میں شوق پیدا ہوا۔۔۔۔اور وہ بھی حضرت پیر بہاؤ الدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہو کر بیعت ہوگئی۔

تیرا سوہنا ایں ناواں تیتھوں قربان جانواں

تیریاں دیکھ کے اداواں میں مرید ہو گئی

یہ لڑکی آپ کی مرید بن گئی۔آپ نے چند روز کابل شہر میں قیام فرمایا اور پھر بخارا واپس تشریف لے گئے۔اس لڑکی کے والدین غریب تھے انہوں نے اپنی بیٹی کو بادشاہ وقت کے گھر خدمت کے لئے پیش کر دیا۔۔۔۔اس لڑکی نے شاہ کے گھر والوں کی اتنی خدمت سرانجام دی کہ اس کا مرتبہ تمام خدام سے بلند ہو گیا۔حتیٰ کہ دیگر خدام عورتیں اس سے حسد کرنے لگیں اور ہمہ وقت اس کوشش میں مصروف رہتیں کہ کسی طرح اس لڑکی کو بادشاہ کی نظر سے گرادیا جائے۔۔۔۔آخر کار انہیں موقعہ میسر

آ گیا کہ بادشاہ کے گھر اسے اس کا ایک قیمتی طلائی ہار چوری ہو گیا۔۔۔۔اس ہار کی تلاش شروع ہوئی تو سب نے مل کر اس ہار کی چوری اس لڑکی کے ذمہ ڈال دی۔

بادشاہ وقت کو بڑا جلال آیا کہ ہم نے اس غریب لڑکی کے مرتبے کو بلند کیا اور اس نے ہمارے گھر میں چوری کا ارتکاب کیا۔ بہر حال بادشاہ نے حکم دیا کہ اس چور لڑکی کو محل کی سب سے اونچی منزل پر لیجا کر، نیچے گرا دیا جائے۔

جلادوں نے لڑکی کو پکڑا اور محل کی چھت پر لے گئے اور گرانے سے قبل پوچھا کہ اگر تیری کوئی آخری تمنا ہے تو بیان کر دے۔۔۔۔تو لڑکی نے کہا کہ مجھے وضو کر کے دو نفل ادا کر لینے دو، جس کی انہوں نے اجازت دے دی۔ لڑکی نے نفل ادا کرنے بعد اپنے پیر کی بارگاہ میں عرض کی۔۔۔۔ ''حضور میں بے قصور ہوں مہربانی فرما کر اس مشکل وقت میں میری دستگیری کیجئے''۔ چنانچہ جلادوں نے اسے طے شدہ پروگرام کے مطابق محل کی چھت سے گرا دیا۔۔۔۔لڑکی خوف سے بیہوش ہو گئی اور جب وہ لڑکی زمین کے قریب پہنچی تو کامل پیر حضرت بہاؤالدین نقشبندی بخاری نے اپنی مرید بیٹی کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر زمین پر رکھ دیا اور اسے کسی کی کوئی گزند نہ آنے دی۔۔۔۔ جب اسے ہوش آیا تو کیا دیکھا۔۔۔۔مرشد کامل اس کے پاس تشریف فرما ہیں ۔۔۔۔لڑکی ان کے قدموں میں گر گئی۔۔۔۔اور عرض کی۔۔۔۔میری جان کو بچانے والے آپ کب تشریف لائے؟۔۔۔۔فرمایا تو نے جب ہمیں پکارا اور محل کے چبارے سے نیچے آئی۔۔۔۔اور میں بخارا سے تجھے بچانے کے لیے آیا۔۔۔۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر کیا خوب فرمایا۔

سے کوہاں تے میرا مرشد وسے تے وچہ نگاہ دے رکھے ہو

ایسا مرشد ہووے باہو جیہڑا لوں لوں دے وچ وسے ہو

عارف ربانی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل کے بارے میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

مینوں ہور نہیں کوئی پاسا آئے کس دے گھر تے

جاسی روح محمد بخشا میرا پیر سچے دے در تے !

مرشد دا احسان میرے تے سار لئے محتاجاں !

اوہ رکھوالا جان جان میری دا اوسے نوں سبھ لاجاں !

قریبی

ولی کے معنی ہیں ۔۔۔۔قریبی ۔۔۔۔یعنی اولیاء اللہ کا وہ مقدس گروہ ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے اس قرب خداوندی کو اس طرح بیان فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ۔۔۔۔جب میرا بندہ نوافل کی کثرت کرتا ہے تو میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔

فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّتِي يَبْصُرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِي لَاُعْطِيَنَّهٗ

''تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں وہ ان سے سنتا ہے۔میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں وہ ان سے دیکھتا ہے میں ان کے ہاتھ بن جاتا ہوں وہ ان

(مشکوۃ ص ۱۹۷ بخاری ج ۲ ص ۹۶۳)

سے پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں' وہ اس سے چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو اس کو وہ عطا کیا جاتا ہے

سامعین محترم! بندہ کثرت نوافل سے عبادت وریاضت سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کر جاتا ہے۔۔۔۔جس کا ذکر آپ نے اس حدیث شریف میں سنا۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقبول بندے کو اپنے خالق ومالک کی اتنی قربت اور نزدیکی حاصل ہو جاتی ہے کہ پھر کان اس کے ہوتے ہیں۔۔۔۔سماعت خدا کی ہوتی ہے۔۔۔۔آنکھیں اس کی ہوتی ہیں۔۔۔۔اور بصارت خدا کی ہوتی ہے۔۔۔۔ہاتھ اس کے ہوتے ہیں۔۔۔۔طاقت خدا کی ہوتی ہے۔۔۔۔پاؤں اس کے ہوتے ہیں۔۔۔۔اور چلنے میں قوت خدا کی ہوتی ہے.

سامعین محترم! آپ نے دیکھا ہو گا جب لوہے کو آگ کی قربت نزدیکی حاصل ہوتی ہے تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔۔۔۔اس کی صفات بدل جاتی ہیں۔۔۔۔پہلے کالا تھا۔۔۔۔اب سرخ ہے۔۔۔۔پہلے ٹھنڈا تھا۔۔۔۔اب گرم ہے۔۔۔۔پہلے کاٹتا تھا اب جلاتا ہے۔۔۔۔پہلے لوہا تھا۔۔۔۔اب آگ ہے۔

لوہا اگ نال لگ کے اگ ہو وے

پھر کیوں ناں بندے وچ رب ہووے

آگ کی ضرورت محسوس ہوئی۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاک پیغمبر نے نظر اٹھائی تو دور آگ روشن نظر آئی۔ بیوی کو ایک جگہ پر بٹھایا اور خود آگ لینے کے لیے گئے جب اس آگ کے قریب پہنچے تو عجیب منظر دیکھا کہ وہ آگ نہیں بلکہ ایک درخت

ہے جس سے انوار و تجلیات نکل رہے ہیں پھر درخت سے آواز آئی۔

فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیءِ	''پھر جب موسیٰ آگ کے قریب آئے
الْوَادِالْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ	تو برکت والے درخت میں میدان کے
الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ	داہنے کنارے کی طرف سے آواز آئی'
یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ	اے موسیٰ بیشک میں دونوں جہانوں کا
(پ۲۰ ع ۷)	رب ہوں''۔

جو خداوند قدوس درخت پر انوار و تجلیات ڈال کر اس میں کلام کر سکتا ہے وہ محبوب کبریا ﷺ کے غلام کی زبان میں بھی بول سکتا ہے۔ عارف رومیؒ فرماتے ہیں:۔

چوں روا باشد انا اللہ از درخت
کے روا نبود گوید نیک بخت

قرآن حکیم میں بھی فرمان خداوندی موجود ہے۔

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ	''اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے
(پ۱۱ ع ۱۸)	ساتھ ہے''

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے تو فرمایا ہے:۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضورِ اولیاء

فنا فی اللہ

حضرت سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ عالم استغراق میں تھے کہ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے **سُبْحَانِیْ فِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ** ---آپ کے

ارادت مند آپ سے یہ کلمات سن کر پریشان ہو گئے۔۔۔۔اگر آپ کی اس بات کو مان لیں تو خدا سے گئے۔۔۔۔اور انکار کرتے ہیں تو پیشوا سے گئے۔۔۔۔جب آپ کو ہوش آیا تو عرض کیا۔۔۔۔حضور آج آپ کے ایسے کلمات اپنی زبان سے نکالے ہیں۔۔۔۔جو کہنے روا نہیں۔۔۔۔

آپ نے فرمایا۔۔۔۔اگر میں آئندہ ایسے الفاظ کہوں تو میری گردن کاٹ دینا چند روز گذرے تو آپ پر پھر وہی وجد کی کیفیت طاری ہوئی اور زبان سے نکلا۔ **سُبْحَانِیْ فِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ**۔۔۔۔مریدوں نے تلوار اٹھائی اور آپ کی گردن پر ماری مگر عجیب منظر دیکھا کہ تلوار تو گردن میں سے گزر گئی مگر اپنے مقام پر لگی ہوئی تھی۔۔۔۔متعدد بار ایسا کیا۔۔۔۔مگر تلوار گردن سے ایسے گذر جاتی جیسے پانی سے لاٹھی گذر جاتی ہے۔۔۔۔آخر آپ کو ہوش آ گیا تو مریدوں نے عرض کیا ۔۔۔۔حضور آج آپ نے پھر وہی کلمات دہرائے۔۔۔۔آپ نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اجازت نہیں دی تھی کہ اگر میں ایسے الفاظ منہ سے نکالوں جس کی شریعت میں مجھے اجازت نہیں دی تو تم میری گردن کاٹ دینا۔۔۔۔مریدوں نے عرض کیا۔۔۔۔ جناب ہم نے آپ کے حکم کے مطابق آپ کی گردن پر تلوار چلائی۔۔۔۔مگر ہم کیا کریں وہ تو کٹتی ہی نہ تھی۔۔۔۔فرمایا جس پر تم تلواریں چلاتے رہے ہو اگر وہ بایزید ہوتا تو کٹ جاتی۔۔۔۔

(تذکرۃ الاولیاء)

لوہا اگ نال لگ کے اگ ہو وے

پھر کیوں نہ بندے وچہ رب ہووے

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ اللہ گفت اللہ می شود
ایں سخن حق است باللہ می شود

اے طالب صادق تو اتنا اللہ اللہ کر کہ خود اللہ ہو جا عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ بات حق سچ ہے کہ اللہ اللہ پکارنے والا خود اللہ ہو جاتا ہے۔

عارف کھڑی شریف اس ترجمانی اس طرح فرمائی:۔

قطرہ دنج پیا دریا وے تے پھر اوہ کون کہاوے
جس تے اپنا آپ گواوے، آپ اوہو بن جاوے

پانی کا قطرہ پہلے ایک قطرہ تھا جب وہ سمندر میں چلا گیا اس نے اپنی ہستی کو مٹا دیا تو اب وہ قطرہ نہیں رہا ہے بلکہ وہ بھی سمندر سے مل کر سمندر ہو گیا۔ اسی طرح اللہ اللہ کرنے والا جب مقام فنا فی اللہ پر فائز ہوتا ہے تو اس کا اپنا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ اور تو تو کی پکار شروع ہو جاتی ہے۔ اسی مقام پر پہنچ کر بایزید بسطامی نے **سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ** کیا اور شاہ منصور نے انا الحق کہا۔

وقتیکہ منصور انا الحق گوید
منصور کجا بود خدا بود خدا بود

ب منصور نے انا الحق کہا تھا تو اس وقت منصور نہیں تھا بلکہ خدا تھا شیخ منصور کی زبان تھی کلام خدا کا تھا۔

مظہر انوار

قرآن کا مطالعہ کر کے دیکھو کہ مالک اگر چاہے تو درخت کو اپنے انوار و

تجلیات کا مظہر بنا کر اس میں کلام فرمائے۔۔سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ کو ساتھ لئے مدین سے مصر کی طرف آرہے تھے۔اندھیری رات تھی سخت سردی کی وجہ سے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ کے قریب بیٹھے اسے چاہیے کہ وہ اولیاء اللہ کی مجلس اختیار کرے۔

پیر کامل صورت ظل الٰہ

یعنی دید پیر دید کبریا

کامل مرشد کی صورت اللہ تبارک وتعالیٰ کا ظل ہے یعنی جس نے ایک کامل مرشد کو دیکھ لیا گویا اس نے رب کو دیکھ لیا۔

رب قبر اوہدی پرنور کرے ایہہ نکتہ دسیا رومی نے

جس دید خدا دی کرنی ایں کرلوے نظارہ مرشد دا

ولی کی پہچان

سامعین محترم! قرآن وحدیث کی روشنی میں شان اولیاء کا آپ کو علم ہو چکا۔ اب یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ ولی کی پہچان کیا ہے اس لیے کہ دور حاضر میں کچھ لوگوں نے پیری کا دھندہ بطور کاروبار شروع کر رکھا ہے اور جہلاء ان کے فریب اور مکاری میں آ کر ان نام نہاد پیروں کی اتباع کر کے خود کو بھی گمراہی میں ڈال دیتے ہیں ۔۔۔۔اور ان نقلی پیروں کی دکانداری چمکانے کا بھی سبب بنتے ہیں۔۔۔۔حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ جہلاء ایسے پیروں کا ساتھ چھوڑ دیں تو یہ ڈبہ پیر خود بخود ختم ہو جائیں ۔۔۔۔ان نقلی پیروں کی لاتعداد اور ان گنت اقسام اور نام ہیں۔۔۔۔کوئی وہ ہے جو

حجامت نہیں بنواتا۔۔۔۔سر کے بالوں' داڑھی اور مونچھوں نے پیر صاحب کا سارا چہرہ چھپا رکھا ہے۔۔۔۔کوئی وہ ہے جو سر سے گنجا اور داڑھی مونچھیں چٹ کرواتا ہے۔۔۔۔کسی نے اپنے جسم پر لوہے کی زنجیریں اور ہاتھوں میں لوہے کے بھاری کڑے اور کنگن۔۔۔۔کانوں میں بالیاں اور ہالے پہن رکھی ہیں۔۔۔۔کوئی وہ جو کبھی غسل ہی نہیں کرتا۔۔۔۔کوئی ایسا ہے جو کپڑے ہی نہیں پہنتا اس لیے اس کا نام ننگے سائیں ہے۔۔۔۔کوئی بکرے سائیں۔۔۔۔کوئی بلے شاہ۔۔۔۔کوئی جھنڈے شاہ۔۔۔۔کوئی توڑی شاہ۔۔۔۔کوئی ٹاہلی شاہ۔۔۔۔کوئی امب سائیں کے نام سے مشہور ہے۔

کوئی کتیاں والی سرکار ہے۔۔۔۔تو کوئی مستے شاہ۔۔۔۔کوئی بستے شاہ ہے تو کوئی بودے شاہ!۔۔۔۔غرضیکہ ان کے ناموں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ان کا شمار حد و حساب باہر ہے۔۔۔۔آپ نے اپنے بزرگان دین کے نام بھی سنے ہیں' کسی کا نام شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔ شیخ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔حضرت پیر سید علی حسن شاہ الثانی رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔شمس العارفین خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔ حضرت خواجہ قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔۔حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین) ان پیران عظام اولیاء کرام میں

سے کوئی بکری شاہ نہیں اور نہ ہی کوئی کوڈے شاہ ہے۔۔۔۔یہ نام تو کوئی ہوشمند انسان اپنے بچے کا نہیں رکھتا۔۔۔۔تو ایسا شخص جس کا نام ہی انسانوں والا نہیں وہ ولی تو کیا ۔۔۔۔انسان کہلانے کا بھی حقدار نہیں۔

سامعین محترم! جو شریعت مصطفےٰ ﷺ کے باغی ہیں بے نماز ہیں ایسے لوگ کبھی پیر نہیں ہو سکتے۔۔۔۔یہ لوگ دین کے ڈاکو ہیں۔۔۔۔اللہ والے تو غافل لوگوں کے دل پر نگاہ ڈال کر دل صاف کرتے ہیں۔۔۔۔اور جعلی پیر جیبوں پر نگاہ ڈال کر جیب اور مریدوں کے گھروں کا صفایا کرتے ہیں۔

سامعین محترم! ہم ان پیروں کے ماننے والے ہیں جو مسجدوں کے نمازی ہیں۔۔۔۔قرآن مجید کے حافظ وقاری ہیں۔۔۔۔حدیث وشریعت محمدی کے عامل ہیں۔۔۔۔قال، حال، گفتار اور کردار۔۔۔۔ہمارے نبی محترم ﷺ کی سنت کے عین مطابق ہے جن کا نورانی چہرہ دیکھنے سے خدایاد آجاتا ہے۔

اسیں مرید اونہاں دے باہو
قبر جناں دی جیوے ہو

اللہ رب العزت جل وعلا کے حضور دعا ہے کہ ہمیں اہل اللہ کی محبت عقیدت اوصحبت نصیب فرمائے۔۔۔۔آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

داتا گنج بخش علی ھجویری رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی صَدَقَ اللّٰہُ وَمَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ الْاَمِیْنُ

قابل صد احترام بزرگو دوستو' عزیز ساتھیو! میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن مجید فرقان حمید میں سے ایک آیت مقدسہ تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مقدس ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ''تحقیق وہ فلاح پا گیا جس نے خود کو پاک کیا۔ اور اپنے رب کو یاد کرتا رہا نماز پڑھتا رہا'' (پ۳۰ ع۱۲)

اس آیت مقدسہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ پاکیزہ گی' نفاست وطہارت کی عظمت بیان فرمائی۔ کہ کامیاب وکامران وہ شخص ہے جو ظاہری باطنی نجاستوں سے خود کو بچاتا رہا۔ جس نے اپنے دامن کو کفر وشرک کی پلیدی فسق وفجور کی گندگی سے محفوظ رکھا۔ مالک کی نافرمانی اور سرکشی سے پرہیز کرتا رہا۔ خود کو پاک ومعطر کر کے اپنے خالق ومالک معبود برحق کے ذکر فکر میں مصروف رہا۔ یہی وہ خوش بخت ہے۔ جسے کامیابی خیر وفلاح کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ یہی وہ سعادت مند ہے جس کے

سر پر تاج کامرانی سجایا جائے گا۔ یہی وہ صاحب عزت ہے جس پر فضل خداوندی ہے ۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ اَحَدٌ اَبَدًا

''اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہوتا''۔

(پ۱۸ع۹)

یہ مالک الملک اللہ رب العالمین کا ہی کرم خاص ہے کہ وہ کسی کو پاکیزگی کی دولت عطا فرمادے۔ یہ اس کی ہی رحمت ہے۔ کہ وہ کسی کو کفر و شرک کی نجاست سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمادے۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ اپنے بندوں کو پاکیزہ فرماتا ہے۔ یہ اس رسول معظم شفیع معظم تاجدار عرب وعجم احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان رحمت کا ظہور ہے کہ وہ ہم گناہ گاروں کو پاک اور ستھرا بنا رہے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

''بے شک مومنوں پر اللہ کا بڑا احسان ہوا جب ان میں سے انہیں پر ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

تحقیق اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ انہیں اپنا محبوب مکرم عطا فرمایا جو

ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات بینات تلاوت کرتے ہیں انہیں ارشادات خداوندی سے مالک کی قربت کا درس دیتے ہیں انہیں پاک ومطہر فرماتے ہیں انہیں ضلالت وگمراہی کے گڑھوں سے نکال کر رشد وہدایت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ انہیں دنیا وآخرت کی پریشانیوں سے نجات دلا رہے ہیں اسی لیے شاعر عرض کرتا ہے۔

مجھ کو فکر قیامت ہو کیوں کر دو کریموں کا سایہ ہے مجھ پر
اک طرف رحمت مصطفیٰ ہے اک طرف لطف رب جلی ہے
وہ سماں کیسا ذی شان ہو گا جب خدا مصطفیٰ سے کہے گا
اب تو سجدے سے سر کو اٹھا لو آپ کی ساری امت بری ہے

سامعین محترم! ہمیں ناز ہے کہ ہمیں پاک کرنے والا ہمارا خدا ہے ہمیں پاک فرمانے والا ہمارا نبی مصطفیٰ ﷺ ہے۔ ہمارے خالق ومالک کی یہ رضا ہے کہ اس کے محبوب مکرم ﷺ کے امتیوں کی نگاہ پاکیزہ ہو۔۔۔۔دل پاک ہو ۔۔۔سوچ پاکیزہ ہو۔۔۔۔ مال پاکیزہ ہو۔۔۔۔گھر پاکیزہ ہو۔۔۔۔صورت سیرت قال، حال، گفتار، رفتار نشست و برخاست پاکیزہ ہو۔ لباس پاکیزہ ہو ۔۔۔جسم پاکیزہ ہو۔۔۔۔ روح پاکیزہ ہو۔۔۔۔عقیدہ پاکیزہ ہو۔۔۔۔ظاہر پاکیزہ ہو، باطن پاکیزہ ہو اور ان پاکیزہ لوگوں کے لیے اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُطَهِّرِيْنَ

"بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے"۔ (پ۲ ع۱۱)

قرآن حکیم میں متعدد بار طہارت ونفاست کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے اور اہل ایمان کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ اگر تم پاکیزگی اختیار کرو گے تو اس میں تمہارا ہی نفع ہے۔جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ”جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہ اپنی بھلائی کے لیے ہی اختیار کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ (پ۲۲ع۱۵)

یعنی جو شخص اپنے دامن کو گناہوں سے پاک رکھتا ہے۔تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرتا ہے۔نیکی کے ساتھ محبت ۔۔۔اور برائی سے نفرت کرتا ہے وہ کسی پر احسان نہیں کر رہا ہے بلکہ اس میں اس کا اپنا ہی فائدہ ہے کہ اس کے اس عمل خیر سے اس کے درجات بلند ہو رہے ہیں۔اسی کو اپنے خالق و مالک کی قربت وحضوری اور نبی مکرم ﷺ کی خوشنودی نصیب ہو رہی ہے۔۔۔وہ اللہ رب العالمین کی محبت اور حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔۔۔قرآن کریم میں اللہ رب العالمین کا وعدہ ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ”یقیناً فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔ (پ۳۰ع۱۵)

سامعین محترم! اسلام ہی وہ مقدس اور پاکیزہ مذہب ہے جس نے اپنے ماننے والوں کو ظاہری باطنی ستھرائی، اندرونی بیرونی پاکیزگی طہارت و نفاست کا درس دیتا ہے۔۔۔کلمہ طیبہ پڑھ لینے سے باطن کی ایسی صفائی ہوتی ہے۔۔۔کہ عمر بھر

کفر وشرک کی نجاست سے آلودہ رہنے والا انسان پاک ہو جاتا ہے۔۔۔۔ایک مرتبہ صدق دل سے کلمہ شریف پڑھ لینے سے ساری زندگی کا زنگ آلود دل صیقل بن جاتا ہے۔۔۔۔ پانچوں وقت کی نماز روحانی جسمانی صفائی کا درس دیتی ہے زکوۃ کی ادائیگی سے مال طیب وطاہر ہو جاتا ہے۔۔۔۔حج کی سعادت حاصل کرنے والا عمر بھر اس کے فیضان سے لطف اندوز رہتا ہے۔

ستھرائی

سامعین محترم! مومن وہ ہے جو اپنے آپ کو صاف اور مزین رکھے مومن کا تن من جسم وروح۔اندر باہر باطن اور ظاہر کو پاک ومطہر رکھے۔۔۔۔مگر صورت حال یہ ہے۔۔۔۔ظاہری ترقی کی جو منازل ہم نے طے کی ہیں اس کی مثال پچھلے ادوار میں نہیں ملتی۔ایسی ایسی ایجادات ہوئی ہیں جن کو دیکھ کر انسان محو تعجب ہو جاتا ہے۔۔۔۔ انسان۔نے اپنے ظاہر کو جس آب وتاب سے سجایا ہے۔اس کا اندر اتنا ہی تاریک ہو چکا ہے دنیائے عالم کو اپنے ظاہر سے روشنی بخشنے والا انسان اپنے باطن سے بے خبر ہے ۔۔۔۔اس کا اندر روشنی سے محروم ہے۔۔۔۔ظاہری طور پر آرائش وزیبائش نظر آرہی ہے۔۔۔۔سج دھج سے جسم مزین ہے۔۔۔۔لباس دیدہ زیب ہے۔۔۔۔مگر روح بیمار ہے۔۔۔۔دل مردہ ہے۔۔۔۔جسم توانا مگر دل کمزور ہے۔۔۔۔

روحانی معالج

دنیا میں جسم کے بہت معالج ہیں کہ اگر بندے کو کوئی جسمانی بیماری لاحق ہو تو وہ بیماری کی تشخیص کر کے اس کا علاج کرتے ہیں۔۔۔۔اسی طرح اس دنیا میں

روحانی معالج اللہ والے بھی ہیں جو روح کے بیماروں پر باطنی توجہ ڈال کر انہیں شفایابی عطا کرتے ہیں۔۔۔۔ان روحانی معالجوں میں ایک ہستی جناب سید داتا گنج بخش علی ہجویری بھی ہیں۔

گنج بخش

وہ بلند پایہ ولی کامل جنہوں نے اپنی سیرت و کردار افعال و اقوال اور روح پر ور تعلیمات سے لاکھوں زنگ آلودلوں کو پر نور بنا دیا۔۔۔۔وہ مرد حق جس نے عبادت و ریاضت سے نہ صرف اپنے ظاہر و باطن کو منور کیا بلکہ لاکھوں گمگشتگان راہ کے قلوب کو منور کر دیا۔۔۔۔

شریعت و طریقت' معرفت و حقیقت سے خود آشنا ہو کر اور مخلوق خدا کو بھی اس معرفت کا درس دیا۔ زندگی کا ہر لمحہ یاد خدا اور دین حق کی تبلیغ و اشاعت کر کے فقر و درویشی کے خزانوں کے وارث ہو کر داتا گنج بخش ہو گئے۔۔۔۔تزکیہ نفس باطنی طہارت سے قرب حق کی منازل طے کر کے لاکھوں طالبان حق کو مالک الملک کے قریب کر دیا اور ان کے در فیض سے فیضاں حاصل کرنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو گیا۔۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

یہ شعر کسی مولوی یا عام شاعر کا نہیں بلکہ یہ اس شہنشاہ ولایت کا نذرانہ عقیدت ہے جس کی نگاہ فیض نے نوے لاکھ ہندوؤں کو دولت اسلام سے مشرف کیا جس کی تبلیغ سعید نے لوگوں کے دل کی دنیا بدل دی۔۔۔۔حضرت خواجہ ہند الولی

خواجہ خواجگاں فخر عارفاں خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ سرکار داتا گنج بخشؒ کے مزار کے قدموں کی طرف بیٹھ کر چالیس دن چلہ کشی فرمائی جب گوہر مراد حاصل ہوا تو۔قرب خداوندی کی منزل کو پالیا۔تو تن من جگمگا اٹھا۔ظاہر اور باطن روشن ہوا۔۔۔۔تو اس مرد حق نے آپ کے مزار پرانوار پر کھڑے ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا!

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اے دنیا والو۔۔۔۔اس قبر میں لیٹنے والے مرد حق کو عام قبر والوں کی طرح نہ جاننا بلکہ یہ تو گنج بخش ہے۔۔۔۔۔دین و دنیا کے خزانوں کے عطا کرنے والا ہے ۔۔۔۔یہ عالم کے لیے فیض رساں ہے۔۔۔۔یہ انوار الٰہی کا مظہر ہے۔۔۔۔یہ ناقصوں کا پیر ہے اور کاملوں کا رہنما ہے۔

پیروں کا پیر ہے روشن ضمیر ہے
علی ہجویری داتا سب کا دستگیر ہے

فیضان داتا

کچھ لوگ ہمیں مزار داتا پر حاضری دیتے دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ قبروں کے پجاری' قبر پرست ہیں۔۔۔۔تو سنو اگر ہم قبر پرست ہوتے تو کون سا گاؤں شہر ہے جہاں قبرستان نہیں۔۔۔۔ہم کسی بھی قبر کے قریب بیٹھ جاتے۔۔۔۔ہم فیصل آباد سے لاہور پہنچے' کراچی سے' پشاور سے لاہور داتا پیا کے مزار پر پہنچے۔۔۔۔پاکستان سے سرکار بغداد میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار پر پہنچے دردراز کے سفر

کی کیا ضرورت تھی اپنے ہی شہر میں کسی قبر پر بیٹھ جاتے ۔۔۔۔ہم اللہ والوں کے محبّ اور غلام ہیں ۔۔۔۔ان کے مزارات کی حاضری دیتے ہیں ۔جن کی نگاہ فیض لاکھوں کی بگڑی بنا رہی ہے۔کسی کو علم کی دولت عطا ہوتی ہے۔۔۔۔۔کسی کو معرفت وحقیقت کی منازل طے ہو رہی ہیں ۔۔۔۔کسی کو تاج شاہی ۔۔۔۔کسی کو غریب نواز ہونے کی سعادت دے رہے ہیں۔

اللہ والے مزارات میں لیٹے ہوئے لاکھوں کو ظاہری باطنی فیوض و برکات سے نواز رہے ہیں ۔۔۔ان کی نظر ولایت بے اولادوں کو اولاد ۔۔۔۔۔بے مرادوں کو مراد ۔۔۔۔۔پریشان حالوں کو سکون ۔۔۔۔۔مضطرب دلوں کو چین عطا کر رہی ہے۔

روحانی تاجدار

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ والے "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کی منزلوں کو طے کر کے ایسی حیات جاوداں حاصل کر چکے ہیں۔دنیا میں بڑے بڑے شہنشاہ آئے ۔۔۔تاجدار آئے ۔۔۔۔مال دار آئے ۔۔۔۔عہدہ وحکومت والے آئے ۔۔۔۔سلطنت ومملکت والے آئے ۔۔۔۔آج والے آئے ۔۔۔۔راج والے آئے ان کی زندگی میں ان کے قصیدے پڑھ گئے ۔۔۔۔انہیں سلام کیے گئے ۔۔۔۔ان کی تاجداری کو تسلیم کیا گیا۔ان کے سامنے ان کے ماتحت سر تسلیم خم ہوئے ۔۔۔۔مگر جب وہ اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے ۔۔۔۔تو بے نام ہو گئے ۔۔۔۔بے نشان ہو گئے نہ وزات رہی ۔۔۔۔نہ امارت رہی ۔۔۔۔نہ تاج رہا نہ راج ۔۔۔۔خداوند عالم

اور اس کے محبوب مکرم ﷺ سے تعلق نہ رکھنے والا امیر مرنے کے بعد بے نام ہو گیا ۔۔۔۔۔اور محمد کے در کا فقیر مرنے کے بعد بھی صاحب مقام ہو گیا وہ مرنے کے بعد بھی مخلوق خدا کے دلوں پر حکومت کر رہا ہے اور تا قیام قیامت ان کا نام باقی رہے گا۔۔

دنیا کے بادشاہ کے درباری مرنے کے بعد اس کا دربار چھوڑ کر چلے گئے۔۔ ۔۔مگر اللہ والے کے عقیدتمند مزار چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔۔۔۔دنیا دار کی قبر پر دیا جلتا نہیں۔۔۔۔اللہ والے کے مزار پر کبھی بجھتا نہیں۔

نہ وزیراں تے نہ امیراں دے
دیوے بلدے سدا فقیراں دے

اللہ والے زندہ ہیں ۔۔۔۔ ان کے اقوال زندہ ہیں ۔۔۔۔ ان کے ارشادات زندہ ہیں ۔۔۔۔ان کے فرمودات زندہ ہیں۔۔۔۔ان کی حق کی روشن کی ہوئی شمع زندہ ہے۔۔۔۔ان کی روحانی طاقت۔۔۔۔ **وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی** کے تحت پہلے سے زیادہ ہوتی جارہی ہے۔ان کا فیضان وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔وہ ہر آنے والے کی جھولی گوہر مراد سے بھر رہے ہیں ہم اسی لیے اولیاء اللہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ہم داتا علی ہجویری کے مزار پر جاتے ہیں ۔۔۔۔کبھی خواجہ اجمیری کے دربار کی حاضری دیتے ہیں ۔۔۔۔کبھی بابا فریدالدین گنج شکر کی چوکھٹ پر حاضر ہوتے ہیں ۔کبھی سلطان العارفین سلطان باہو کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں کبھی شرقپور شریف ۔۔۔۔کبھی علی پور شریف کبھی مجدد الف ثانی کی بارگاہ میں کبھی غوث صمدانی کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں ۔۔۔۔اگر مقدر یاوری کرے۔۔۔۔

اور کرم ہو جائے تو اپنے آقا و مولا حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کے روضہ انور کی حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قبر پر حاضری دینا شرک ہے۔ وہ روکتے ہیں قبروں پر مت جاؤ۔۔۔۔ میں کہتا ہوں اگر قبر پر جانا شرک ہے تو قبر کے اندر جانے کے متعلق کیا حکم ہے۔۔۔۔ وہ پھر دوگنا شرک ہوگا۔۔۔۔ مرنے کے بعد قبر ہی میں نہیں جاؤ گے تو پھر کہاں جاؤ گے۔

بعض لوگ کہتے ہیں قبر پر جانا شرک ہے۔۔۔۔ قبر پر حاضری کی نیت سے سفر کرنا شرک ہے۔۔۔۔ کچھ تو یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مزار شریف کی حاضری کی نیت کر کے مدینہ طیبہ نہیں جانا چاہیے بلکہ ارادہ کر کے مدینہ طیبہ جانا چاہیے کہ مسجد نبوی شریف کی حاضری کی نیت کر کے سفر کرنا چاہیے تو جس کے صدقہ اور وسیلہ سے مسجد ملی کعبہ ملا اس کی بارگاہ میں حاضری دینے کی نیت سے سفر کیوں نہیں کر سکتے۔

ہم اہلسنت و جماعت تو حج بھی اس لیے کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا ہے۔ ہم تو بیت اللہ کا طواف۔۔۔۔ حجر اسود کے بوسے۔۔۔۔ صفا مروہ کی سعی منی عرفات مزدلفہ کی حاضری اس لیے دیتے ہیں۔۔۔۔ کہ ہمارے نبی ﷺ نے یہ کام کیے تھے۔۔۔۔ ہم تو حج بھی حضور مصطفیٰ ﷺ رکھ کر کرتے ہیں۔ ہم تو مکہ معظمہ کا سفر بھی مدینہ طیبہ کی حاضری کے لیے کرتے ہیں۔

محدث اعظم پاکستان

ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے عرض کی جناب میں حج

کے لیے جارہا ہوں مجھے حج کرنے کا طریقہ بتادیں تو آپ نے فرمایا۔۔۔۔بندہ خدا تمہیں حج کرنے کا طریقہ بتاؤں۔۔۔۔یا یہ بتادوں کہ حج قبول کیسے ہوتا ہے پھر فرمایا جب حج کے لیے جاؤ تو مدینہ طیبہ کے والی کے دربار میں حاضری کی نیت کرنا۔۔۔۔ اور یوں کہنا کہ اے اللہ میں تیرے نبی ﷺ کے دربار میں حاضری کے لیے آیا ہوں اگر زندگی نے وفا کی تو حج کی سعادت بھی حاصل کروں گا۔

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

جنتی ہو گیا

اولیاء کرام کے مزارات کی حاضری سے روکنے والو اگر کبھی بغور قرآن کا مطالعہ کیا ہوتا تو مسئلہ سمجھ میں آجاتا قرآن کریم میں اصحاب کہف کا ذکر بڑی تفصیل سے موجود ہے کہ وہ ایک غار میں لیٹے آرام کر رہے ہیں۔

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ اوران کا کتا بھی اپنی کلائیاں پھیلائے ان کی غار کی چوکھٹ پر ہے

(پ۵ ع۵)

وہ کتا جنتی ہو گیا۔ جو اللہ والوں کی غار کے دروازے پر بیٹھ گیا۔۔۔۔وہ مومن کیوں نہ جنتی ہو گا جو اللہ والے کے مزار کے قریب بیٹھنے کی سعادت حاصل کرے گا۔

قرآن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتا غار کے اندر نہیں باہر بیٹھا ہوا

ہے۔وہ جنتی ہے۔۔۔۔تو جو اللہ والوں کے دربار کے اندر بیٹھا ہو وہ کیوں نہ جنتی ہوگا ۔۔۔۔اصحاب کہف بنی اسرائیل کے ولی تھے۔اور یہ حضور سید المرسلین ﷺ کی امت کے ولی ہیں۔۔۔۔یہ بابا فرید ہیں۔۔۔۔گنج شکر ہیں۔۔۔۔نظام الدین ۔۔۔۔علاؤ الدین پیر کلیر ہیں۔۔۔۔خواجہ اجمیری ہیں۔۔۔۔داتا ہجویری ہیں ۔۔۔۔مجدد الف ثانی ہیں۔۔۔۔غوث صمدانی ہیں۔۔۔۔یہ سرکار گولڑہ شریف ہیں ۔۔۔۔پیر سیال لجپال ہیں۔۔۔۔یہ سرکار شرقپور شریف ہیں۔۔۔۔یہ پیر لاثانی سید جماعت علی شاہ۔۔۔۔سرکار علی پور شریف ہیں۔۔۔۔ان کے مزارات میں حاضری دینے والا کیوں نہ جنتی ہوگا۔۔۔۔

سامعین محترم! ہم اہل اسلام کی قبروں پر فاتحہ شریف کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ہم انہیں دعائیں دینے جاتے ہیں۔۔۔۔اور مقبولان بارگاہ سے دعائیں لینے جاتے ہیں اللہ تبارک وتعالٰی کے ولی فیض رساں ہیں۔۔۔۔اور انہیں یہ عظمت بارگاہ خداوندی سے عطا ہوتی ہے۔وہ قبروں میں لیٹے بھی گنج بخش ہیں۔

داتا گنج بخش علی ہجویری۔۔۔۔کے گنج بخش ہونے کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ قبر والا کسی کو کیا دے سکتا ہے۔قبر سے کیا مل سکتا ہے اصل وجہ یہ ہے کہ ایسی باتیں کرنیوالے طریقت ومعرفت کی دنیا سے بے خبر ہیں۔فیضان باطنی سے محروم لوگ اللہ والوں کے فیضان کو کیا سمجھ سکتے ہیں کاش انہیں کسی اللہ والے کی صحبت ورفاقت معیت وسنگت نصیب ہوتی تو یہ لوگ ایسی باتیں نہ کرتے۔

جس مقدس ہستی نے لوگوں میں اسلام وایمان کی دولت تقسیم کی اللہ تبارک

وتعالیٰ کے احکامات کی پابندی اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت گزاری کا درس دیا۔
انسان کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خزانہ ہو سکتا ہے کہ اس کو اپنے خالق و مالک کی
لقا اور حب رسول اللہ ﷺ کی دولت حاصل ہو جائے تو جس اللہ والے کی بارگاہ سے
یہ ایمان کی دولت تقسیم ہو رہی ہو تو پھر اسے گنج بخش نہ کہا جائے تو پھر کیا کہا جائے
۔۔۔صرف ظاہر کو دیکھنے والو آؤ اگر تمہیں ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تو مزار داتا کے نذرانہ کی
رقم ہی دیکھ لو' تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے سالانہ آپ کے مزار سے محکمہ اوقاف کو حاصل ہو
تا ہے اور صبح سے شام تک لاتعداد لوگ آپ کے آستانہ سے کھانا لے جا رہے ہیں۔ جو
لاکھوں روپے قبر میں لیٹا لیٹا دے رہا ہے وہ گنج بخش نہیں تو پھر اور کیا ہے۔

کسے کامل دا جد لڑ پھڑیئے رنگ لگ جاندے تدبیراں نوں
جد نظر کرم دی ہو جاوے رب بدل دیندا تقدیراں نوں

راجہ راؤ

حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کامل کا نام نامی اسم گرامی شیخ ابو
الفضل بن حسنی ختلی رحمۃ اللہ علیہ تھا یہی وہ مقدس ہستی تھی جس کی نگاہ فیض نے علی ہجویری کو
داتا گنج بخش بنا دیا مرشد ذی وقار نے آپ کو شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت کی
منازل سے روشناس کروانے کے بعد آپ لاہور جانے کا حکم فرمایا۔۔۔ کہ جاؤ وہاں
دین حق کی تبلیغ کرو گمگشتگان راہ کو درس ہدایت دو۔۔۔ مخلوق خدا کو خدا کی محبت و
اطاعت کا سبق دو۔۔۔ عشق رسول ﷺ کی شمع لوگوں کے قلوب میں روشن کرو۔
مرشد کامل کا حکم سن کر عرض کی حضور آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر میں لاہور چلا

جاتا ہوں۔۔۔۔مگر وہاں میرے بھائی حسن زنجانی تشریف رکھتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے وہاں میری کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔

سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک نے فرمایا بیٹا۔۔۔۔علی تم جاؤ اس لئے جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں سمجھ سکتے۔۔۔۔چنانچہ جناب داتا علی ہجویری اپنے مرشد پاک کے ارشاد کے مطابق لاہور تشریف لے آئے۔۔۔۔ابھی آپ شہر میں داخل ہی ہو رہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں سامنے سے ایک جنازہ آرہا ہے آپ نے دریافت کیا کہ یہ کس کا جنازہ ہے۔۔۔۔یہ پتہ چلا کہ یہ حسن زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ ہے۔آپ سمجھ گئے کہ یہی راز تھا مرشد کامل کے فرمان میں کہ حسن زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد دین حق کو فروزاں کرنے کی ذمہ داری آپ پر ڈال دی گئی۔

چنانچہ جس جگہ پر آج آپ کا مزار انوار ہے آپ نے وہاں اپنا مصلیٰ بچھایا اور لوگوں کو درس رشد و ہدایت دینے کا سلسلہ شروع فرمایا۔۔۔آپ کی تبلیغ سعید سے لوگ اسلام کی طرف راغب ہو گئے۔۔۔۔۔تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے عقیدت مندوں کا حلقہ وسعت پا گیا۔آپ کے ارادتمندوں نے آپ کے بیٹھنے کے لیے وہاں ایک جھونپڑی بنادی۔یہ جھونپڑی دیکھنے میں تو ایک معمولی تھی مگر اہل نظر جانتے ہیں کہ اللہ والے کی یہ جھونپڑی کے آگے تخت شاہی بھی کوئی قیمت نہیں رکھتا۔۔

آپ اس کٹیا میں اپنے معتقدمین کے ساتھ بیٹھ کر اللہ اللہ کا ورد کرتے تو دلوں کے ساتھ لاہور کے درو دیوار بھی وجد میں آجاتے۔

لاہور کا گورنر راجہ راؤ تھا جب اس کو سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق

معلوم ہوا تو اس نے خیال کیا کہ اگر یہ اللہ والا اسی طرح لوگوں کو ذکر اللہ سے اپنے ساتھ ملاتا رہا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ہماری سلطنت وحکومت کے لیے خطرہ بن جائے چنانچہ اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس درویش کی جھونپڑی کو جلا کر شہر سے باہر نکال دو۔ گورنر لاہور راجہ راؤ کے سپاہی رات کے وقت آپ کی جھونپڑی کے پاس پہنچے اور جھونپڑی پر تیل ڈالا اور آگ لگانے کی کوشش کی مگر جونہی سپاہیوں نے آگ لگائی تو درویش باصفا حضرت داتا علی ہجویریؒ نے اللہ ہو کی ضرب لگائی تو آگ بجھ گئی۔ پھر فرمایا! درویش کی کلی جلانے والوں تم کون ہو۔۔۔انہوں نے جواب دیا ہم لاہور کے گورنر راجہ راؤ کے سپاہی ہیں۔۔۔پھر ایسا کرو کہ تم خود ہی یہاں سے چلے جاؤ ۔۔۔جناب داتا علی ہجویری نے فرمایا کہ میں یہاں خود نہیں بیٹھا۔۔۔کسی کا بٹھایا ہوا ہوں۔۔۔تم مجھے نہیں اٹھا سکتے۔۔۔اب میری تو قبر بھی یہیں بنے گی۔

راجہ راؤ کے سپاہیوں نے تیل ڈال کر دوبارہ کلی کو جلانے کی کوشش کی تو آپ کو جلال آ گیا۔۔۔فرمایا۔۔۔درویش کی کلی جلانے والو۔۔۔یہ سلامت ہے سلامت رہے گی مگر وہ تمہارے راجہ کا محل جل رہا ہے۔ یہ صورت حال دیکھنے کے بعد وہ واپس راجہ راؤ کے پاس پہنچے اور سارا احوال سنایا اور کہا کہ اے راجہ یہ تیرے محل میں آتش زدگی اسی درویش کی نظر قہر کے سبب وقوع پذیر ہوئی ہے۔۔۔یہ دیکھ کر راجہ راؤ کے دل کی دنیا بدل گئی۔۔۔چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو کر آپ کے دست حق پرست میں ہاتھ دے کر مسلمان ہو گیا۔

(مقالات اولیاء ۱۵۲)

کسے کامل دی جد نظر ہووے

رب بدل دیندا تقدیراں نوں

راجو جوگی

روایات میں آتا ہے کہ جب سیدنا داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں سکونت اختیار فرمائی تو آپ کے آستانہ کے قریب ایک ہندو رہتا تھا جسے لوگ راجو جوگی کے نام سے جانتے تھے۔اس کے قرب وجوار میں رہنے والے لوگ اسے دودھ دیا کرتے تھے۔ جو گوالا اسے دودھ نہ پہنچاتا تو اس کی بھینس کے تھنون سے دودھ کی بجائے خون نکلنا شروع ہو جایا کرتا تھا۔

ایک روز سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کٹیا میں جلوہ فرما تھے کہ ایک عورت دودھ کا مٹکا اٹھائے وہاں سے گذری۔آپ نے اس عورت کو بلایا اور فرمایا یہ دودھ تم کہاں پہنچانے جا رہی ہو۔تو اس نے عرض کیا حضور یہ دودھ راجو جوگی کو دینے جا رہی ہوں۔فرمایا اگر یہ دودھ آج اسے نہ دے تو پھر کیا حرج ہے تو اس عورت نے عرض کی اگر یہ دودھ میں نے اس جوگی کے پاس نہ پہنچایا تو بھینس کے تھنوں سے دودھ کی بجائے خون آئے گا۔۔۔۔سرکار داتا علی ہجویری نے یہ سنا تو مسکراتے ہوئے فرمایا ۔۔۔کہ آج دودھ ہم درویشوں کو دے دو۔۔۔۔اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے مویشیوں کی حفاظت فرمائے گا۔۔۔حضرت کی یہ بات سن کر اس نے دودھ آپ کی نذر کر دیا اور واپس گھر چلی گئی۔۔۔۔درویش باصفا کی دعا سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم ہوا کہ اس کے مویشی صحیح سلامت رہے اور معمول سے بھی زیادہ دودھ دیتے رہے۔

اس عورت نے یہ واقعہ اپنے دوسرے قرب و جوار میں رہنے والوں سے بیان کیا تو انہوں نے بھی دودھ سرکار داتا علی ہجویری کے آستانہ پر پہنچانا شروع کر دیا۔ اس طرح سے راجو جوگی کی ہیبت لوگوں کے دلون سے ختم ہوتی چلی گئی۔۔۔۔اس کا ڈیرہ بے رونق ہو گیا۔۔۔۔پریشانی کے عالم میں سیدنا داتا علی ہجویری کے آستانہ پر حاضر ہوا اور آپ سے مقابلہ پر اتر آیا۔اور استدراج کا کافی ماہر تھا۔اس نے جناب داتا علی ہجویری سے کہا۔۔۔۔تم کون ہو؟۔۔۔۔تو آپ نے فرمایا میں ایک فقیر درویش اپنے مالک و مولیٰ اللہ رب العالمین کا عاجز بندہ ہوں۔ راجو جوگی نے کہا تمہارے پاس کوئی کمال ہے تو دکھاؤ کوئی کرامت ہے تو پیش کرو آپ نے فرمایا میں تو دین حق کا ایک ادنیٰ غلام ہوں میرا کام بس یہی ہے کہ میں مخلوق خدا کو صراط مستقیم کی تلقین کروں رشد و ہدایت کا درس دوں اور راہ حق کی تعلیم دوں۔۔۔۔ہاں اگر تجھ میں کوئی کمال ہے تو تم دکھا سکتے ہو۔۔۔۔

راجو جوگی نے استدراج کے بل بوتے پر سامنے جو جھاڑیاں تھیں ان پر منتر پڑھا جس کے نتیجے میں جھاڑیوں میں آگ کے شعلے بلند ہونا شروع ہو گئے۔۔۔۔ سرکار داتا علی ہجویری نے یہ منظر دیکھا تو بڑے پر وقار طریقہ سے اللہ کا نام لیکر ابھی ایک ہی پھونک لگائی تو آگ بجھ گئی اور فرمایا۔۔۔۔یہ کوئی کمال نہیں یہ تو بچوں کا کھیل ہے۔۔۔۔یہ سن کر راجو جوگی غضب میں آ گیا اور قوت استدراج سے ہوا میں اڑنے لگا۔۔۔۔سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس پڑی ہوئی پاپوش کو حکم دیا جو ہوا میں اڑی اور راجو جوگی کے سر پر برسنے لگی۔۔۔۔اور وہ مجبور ہو کر زمین پر اتر آیا

۔۔۔۔جوگی کے تمام عملیات بے کار ہو کر رہ گئے۔۔۔۔داتا پیا کی نگاہ سے اس کی تقدیر بدل چکی تھی وہ آپ کے مقام کو پہچان گیا اور آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرلیا۔۔۔۔داتا پیا نے اسے آن ہی آن میں راجو جوگی سے شیخ ہندی بنا دیا اور اس کا اسلامی نام عبداللہ تجویز فرمایا آپ کی ایک نگاہ مقدس نے اسے فرش سے عرش تک پہنچا دیا۔ اس کے ظاہر و باطن میں ایسا انقلاب بپا کر دیا کہ نور اسلام سے اس کا سینہ منور ہو گیا۔ پھر اسے آپ کی خلافت بھی عطا ہوئی ۔۔۔۔ اور کثیر تعداد میں غیر مسلموں کو دولت اسلام آپ کے ذریعہ سے نصیب ہوئی۔۔۔۔اور آج آپ کا مزار بھی داتا سرکار کے احاطہ میں موجود ہے۔

(حیات تعلیمات حضرت داتا گنج بخش ۴۶)

ہندوؤں کی بارات

سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنے آستانہ کے قریب کھڑے تھے کہ قریب سے ایک ہندوؤں کی بارات کا گذر ہوا باراتی رستہ بھولے ہوئے تھے انہوں نے آپ سے عرض کیا کہ حضور ہم راستہ بھول گئے۔۔۔۔ہمیں راستہ بتا دیجئے۔۔۔۔ آپ نے فرمایا۔۔۔۔کیوں بھئی۔۔۔۔راستہ بتادوں یا دکھادوں۔۔۔۔وہ درویش کی رمز کو نہ سمجھ سکے بہر حال انہوں نے کہا۔۔۔۔جناب راستہ دکھا دو تو زیادہ بہتر ہے ۔۔۔۔فرمایا اگر راستہ دیکھنا ہے تو آنکھیں بند کرلو

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوان گان عشق

آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

وہ سادہ لوگ تھے۔۔۔۔راستہ دیکھنے کے لیے درویش باصفاء کے کہنے پر

انہوں نے آنکھیں بند کرلیں۔ جونہی انہوں نے آنکھیں بند کیں سرکار داتا علی ہجویریؒ نے نگاہ ولایت ان کے قلوب پر ڈالی تو ان سب کو روضہ رسول ﷺ کی زیارت کروا دی۔۔۔۔اب جو آنکھ کھولتا گیا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا گیا۔

کسے کامل دی جد نظر ہووے

رب بدل دیندا تقدیراں نوں

سمت کعبہ

سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آستانہ کے قریب ایک مسجد بنائی جس میں خود امامت کے فرائض ادا فرمایا کرتے تھے۔۔۔۔لاہور کے کچھ علماء نے اعتراض کیا کہ آپ کی مسجد کی سمت کعبہ کی طرف درست نہیں۔۔۔۔جب یہ بات آپ تک پہنچی تو آپ نے ان اعتراض کرنے والوں کو دعوت فرمائی اور نماز کے وقت مسجد میں امامت فرمائی نماز پڑھانے کے بعد ان اعتراض کرنے والوں کی طرف چہرہ پھیرا اور ۔۔۔۔کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ہماری مسجد کا رخ کعبہ کی طرف صحیح نہیں تو ذرا نظر اٹھا کر دیکھو کہ کیا اس مسجد کی سمت کعبہ کی جانب درست ہے یونہی نمازیوں نے نظر اٹھائی تو آپ نے نگاہ ولایت ان پر ڈالی تو انہوں نے کیا دیکھا کہ کعبہ ان کے سامنے ہے۔

سامعین محترم ! اللہ والے کی نظر کیمیا ہوتی ہے ۔۔۔۔سرکار داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ فیض خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ولایت کی ارفع منزلوں پر فائز کردیا۔۔۔۔لاہور کے گورنر راجہ راؤ کی تقدیر بدل دی۔۔۔۔راجو جوگی کو شیخ ہندی بنادیا۔۔۔۔ہندوؤں کی بارات کو روضہ رسول ﷺ دکھا کر دولت اسلام سے مالا مال کردیا۔۔۔۔قبلہ کی سمت پر اعتراض کرنے والوں کو بیت اللہ شریف کی زیار

ت کروادی آپ کا فیضان صرف انہیں لوگوں تک محدود نہیں ہے۔۔۔۔مردہ دلوں کو جلا بخش دی۔۔۔۔آپ کا فیض آج بھی کھلا ہے۔۔۔۔اور تا قیام قیامت کھلا رہے گا اور مانگنے والوں کی جھولیاں بھرتی رہیں گی۔۔۔۔آپ کی نظر ولایت سے سائلوں کی مرادی وپوری ہوتی رہیں گی۔۔۔۔

کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ نظر میں کیا رکھا ہے۔تو یاد رکھ نظر طاقت رکھتی ہے۔۔۔۔آپ جانتے ہیں نظر لگ جاتی ہے کئی لوگ ایسی نظروں والے ہوتے ہیں۔۔۔۔کہ اگر بچے کو دیکھ لیں تو بچہ بیمار جوان کو دیکھ لیں تو جوان بیمار۔۔۔۔اگر کسی اچھے کاروبار کو دیکھ لیں تو کاروبار تباہ۔۔۔۔اگر کسی کے مکان پر نظر ڈال دیں تو مکان تباہ دکان کو دیکھ لیں تو دکان تباہ حتیٰ کہ ایسی نظروں والے ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی بھینس کی طرف دیکھ لیں تو بھینس کو بیمار کردیتے بعض حالات میں مر ہی جاتی ہے۔

العین حق

نظر حق ہے، لگ جاتی ہے میں تم سے پوچھتا ہوں اگر بری نظر لگ سکتی ہے تو کیا اچھی نظر نہیں لگ سکتی۔ماننا پڑے گا اگر بری نظر برباد کرسکتی ہے تو داتا علی ہجویری کی نظر آباد کرسکتی ہے۔

جد نظر کسے دی ہو جاوے
رب بدل دیندا تقدیراں نوں

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں صالحین کی معیت ورفاقت اور محبت نصیب فرمائے آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ اجمعین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

Makhzan-e-Khitabat

₹ :200/-